قواعد الصرف

خصوصیات و مزایا

فنی قواعد کا نادر مجموعہ، نکات مہمہ، تمارین غریبہ، فوائد عجیبہ، لطائف علمیہ،
تدریسی منہج، عملی تطبیق، منفرد انداز، اجراء و تطبیق، مدلل معلومات،

تالیف

مفتی محمد طیب المستنصر
مدرس جامعہ حسینیہ۔ مرزا۔ اٹک

الصَّرف أمُّ العُلوم والنَّحو أبُوها

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب کا نام	:	قواعد الصرف
مؤلف	:	حضرت مولانا مفتی محمد طیب المستنصر حفظہ اللہ
کمپوزنگ وسٹینگ	:	ابو عبد اللہ ضیاء الرحمن الحنفی مردانوی (+92-307-5134893)
طبع اول	:	2021 عیسوی، بمطابق ۱۴۴۲ ہجری
ناشر	:	جامعہ حسینیہ مرزا اٹک
رابطہ نمبر	:	(+92-308-8003283)

استاکسٹ

جامعہ حسینیہ مرزا اٹک

ملنے کے دیگر پتے

جامعہ اشاعت الاسلام اٹک شہر — اسلام کتب خانہ صوابی

مکتبہ توحید و سنت گندف صوابی

فہرست

تقـــریظ 1
تقـــریظ 2
تقـــدیم 3
عرض مؤلف 6

باب اول.....10

فصل اول 11
مبادیاتِ فن کا بیان 11
علم الصرف کی لغوی تعریف 11
علم الصرف کی اصطلاحی تعریف 11
علم الصرف کا موضوع 12
علم الصرف کی غرض و غایت 12
علم الصرف کا واضع اور مدون 12
علم الصرف کا مرتبہ و مقام 13
قواعد وفوائد 14
تمرین 20
فصل دوم 21
کلمہ اور اس کی اقسام کا بیان 21
اسم کی لغوی تعریف 21
اسم کی اصطلاحی تعریف 21
اسم کی مشہور علامات درج ذیل ہیں 21
قواعد وفوائد 22
تمرین 24

حل شدہ مثال 25
فصل سوم 26
جامد مصدر اور مشتق کا بیان 26
(1)۔مصدر کی لغوی تعریف 26
مصدر کی اصطلاحی تعریف 26
(2)۔مشتق کی لغوی تعریف 26
مشتق کی اصطلاحی تعریف 26
(3)۔جامد کی لغوی تعریف 26
جامد کی اصطلاحی تعریف 27
قواعد وفوائد 27
تمرین 30
حل شدہ مثال 31
فصل چہارم 32
شش اقسام کا بیان 32
قواعد وفوائد 32
تمرین 36
حل شدہ مثال 37

باب دوم......38

اسمائے مشتقات کی اقسام کا بیان 38
فصل اول 39
اسم ظرف کا بیان 39
ظرف کا لغوی معنی 39
اسم ظرف کا اصطلاحی معنی 39
قواعد وفوائد 39
تمرین 43

حل شدہ مثال 45
فصل دوم 46
اسم آلہ کا بیان 46
اسم آلہ کا لغوی معنی 46
اسم آلہ کا اصطلاحی معنی 46
قواعد وفوائد 46
تمرین 48
حل شدہ مثال 49
فصل سوم 50
اسم تفضیل کا بیان 50
اسم تفضیل کا لغوی معنی 50
اسم تفضیل کا اصطلاحی معنی 50
قواعد وفوائد 50
تمرین 53
حل شدہ مثال 55
فصل چہارم 56
اسم فاعل کا بیان 56
اسم فاعل کی تعریف 56
قواعدو فوائد 56
تمرین 63
حل شدہ مثال 64
فصل پنجم 65
اسم مفعول کا بیان 65
اسم مفعول کی تعریف 65
قواعد وفوائد 65

تمرین 67
حل شدہ مثال........ 69
فصل ششتم 70
صفت مشبہ کا بیان........ 70
قواعد و فوائد........ 70
تمرین........ 74
حل شدہ مثال........ 74
فصل ہفتم 76
صیغہ مبالغہ کا بیان........ 76
قواعد وفوائد 76
تمرین........ 78
حل شدہ مثال........ 79

باب سوم........80

فعل کا بیان 80
فصل اول 81
فعل ماضی اور اس کی اقسام کا بیان 81
ماضی کی اقسام........ 81
ماضی مطلق کی اقسام 82
قواعد وفوائد 82
تمرین........ 84
حل شدہ مثال........ 84
فصل دوم........ 86
فعل ماضی معلوم کے گردان کا بیان 86
قواعد وفوائد 86
تمرین........ 92

فصل سوم 93
فعل ماضی مجہول کا بیان 93
قواعد وفوائد 93
تمرین 94
حل شدہ مثال 94
فصل چہارم 96
فعل مضارع معلوم و مجہول کا بیان 96
فعل مضارع کا لغوی اور اصطلاحی معنی 96
قواعد وفوائد 96
تمرین 102
حل شدہ مثال 103
فصل پنجم 104
فعل جحد کا بیان 104
قواعد وفوائد 104
تمرین 107
حل شدہ مثال 108
فصل ششم 109
فعل منفی مؤکد بلن ناصبہ کا بیان 109
قواعد وفوائد 109
تمرین 113
حل شدہ مثال 113
فصل ہفتم 115
فعل مؤکد کا بیان 115
قواعد وفوائد 115
تمرین 118

حل شدہ مثال...119
فصل ہشتم 120
فعل امر کا بیان 120
قواعد و فوائد 120
تمرین 124
حل شدہ مثال...124
فصل نہم 126
فعل نہی کا بیان 126
قواعد و فوائد 126
تمرین 127
حل شدہ مثال...127
فصل دہم 128
فعل تعجب کا بیان 128
قواعد وفوائد 128
تمرین 132
حل شدہ مثال...132
متفرقات......133
فصل اول 133
صرف صغیر 133
قواعد و فوائد 133
تمرین 135
فصل دوم...136
میزان صرفی 136
قواعد و فوائد 136
تمرین 142

فصل سوم 144
ہفت اقسام 144
قواعد وفوائد 146
تمرین 150
حل شدہ مثال 150
فصل چہارم 152
ابواب 152
قواعد وفوائد 152
تمرین 157
حل شدہ مثال 157
فصل پنجم 159
الحاق کا بیان 159
قواعدو فوائد 159
تمرین 162
حل شدہ مثال 163
فصل ششم 165
چند اہم اصطلاحات 165
تعلیل 165
ابدال 165
حذف 165
ادغام 165
تخفیف 165
قواعد وفوائد 165
تمرین 169
فصل ہفتم 170

اسم ضمیر کا بیان........170
قواعد وفوائد........171
تمرین........175
فصل ہشتم........176
اسم فعل کا بیان........176
اسم فعل کی تین قسمیں ہیں........176
قواعد وفوائد........176
تمرین........179
فصل نہم........180
اسم تصغیر کا بیان........180
قواعدوفوائد........180
تمرین........189
فصل دہم........191
صیغہ حل کرنے کا طریقہ........191
فعل ماضی کے اجراء کا طریقہ........192
فعل مضارع کے اجراء کا طریقہ........193
امر کے اجراء کا طریقہ........194
اسم مشتق کے اجراء کا طریقہ........194
اسم مصدر کے اجراء کا طریقہ........195
اسم جامد کے اجراء کا طریقہ........196
تمرین........196

تقــریظ

اُستاذ العلماء، جامع المعقول والمنقول، فضیلۃ الشیخ مولانا **حفیظ الرحمن** حفظہ اللہ

نحمده ونصلي ونسلم على رسوله الكريم.

أما بعد! علوم عربیہ میں صرف و نحو کا مقام کسی بھی اہل علم پر مخفی نہیں اس میں بندہ جتنی بھی کوشش کرے تو کم ہی ہو گی؛اس لئے کہ اس کا تعلق عربی زبان سے ہے اور عربی کا مآخذ قرآن اور حدیث رسول ﷺ سے ہے۔ جتنی ان کو شرافت حاصل ہے اتنی ہی اس علم کو شرافت حاصل ہے۔ دوسرے علوم کے اعتبار سے اس علم کو مد نظر رکھتے ہوئے ہمارے بھائی مولانا طیب صاحب نے جو محنت کی ہے اللہ تعالیٰ اس کی سعی جمیلہ کو قبول کرے اور اس کتاب کو ان کیلئے اور ان کے والدین، اساتذہ کیلئے توشۂ آخرت بنائے۔ آمین!

حفیظ الرحمٰن صاحب (کاملپور موسیٰ)

تقریظ

اُستاذ العلماء، فقیہ العصر، فضیلۃ الشیخ مفتی **ابو محمد حبیب اللہ** حفظہ اللہ

اہل علم کا مشہور مقولہ ہے "الصرف أم العلوم النحو أبوھا" یہ بجا طور پر بالکل صحیح ہے، علم صرف و نحو صحیح طور پر پڑھنے اور سمجھنے کے بغیر علم میں فہم ورسوخ نہیں آسکتا، علم کی چاشنی اور مٹھاس بھی حاصل نہیں ہو سکتی؛ اس لئے ہم طلبہ کو دیکھتے ہیں کہ شروع سے صرف و نحو کو صحیح سمجھتے نہیں؛ اس لئے وہ آگے پوری رغبت کیساتھ نہیں پڑھتے بلکہ رفع الوقتی سے کام لیتے ہیں، اس میں جہاں طلبہ کی کم ہمتی، سستی اور کماحقہ محنت نہ کرنا شامل ہے وہاں میں سمجھتا ہوں کہ طلبہ صرف و نحو کے مبادیات سے کماحقہ آگاہ نہیں ہوتے، فقط رٹے لگاتے ہیں۔ اگر اساتذہ کرام شروع سے طلبہ کو مبادیات کی خوب پہچان کرا کے پڑھائیں تو بہت اچھا نتیجہ سامنے آسکتا ہے۔ اس سلسلہ میں ہمارے ایک انتہائی قابل و مستعد ساتھی حضرت مولانا طیب صاحب نے "قواعد الصرف" کے نام سے نہایت ہی مفید رسالہ تحریر فرمایا ہے۔ اگر اساتذہ کرام باقاعدہ قانونچہ یا ارشاد الصرف وغیرہ شروع کرانے سے پہلے یہ رسالہ پڑھائیں تو بہت قوی امید ہے کہ طلبہ کو بہت نفع ہو گا اور یوں جو اساتذہ کو طلبہ کی کم استعدادی کی شکایت رہتی ہے وہ ختم ہو جائے گی۔ انشاء اللہ تعالی

اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو مولانا موصوف اور ان کے والدین و اساتذہ کیلئے ذخیرہ آخرت بنانے کیساتھ ساتھ امت کیلئے نفع کا ذریعہ بنائے۔

ابو محمد حبیب اللہ عفی عنہ

تقدیم

عربی زبان سے ہماری وابستگی اور رشتہ عالمگیر، دائمی اور مستحکم ہے، ہمارا علمی تراث اور اَثاثہ اسی زبان میں محفوظ و مدون ہے؛ اس لئے کہ عربی قرآن وحدیث کی زبان ہے، شریعتِ اسلامی کے بنیادی واساسی ماخذ اسی زبان میں ہیں، اسلامی علوم وفنون سے گہری واقفیت اور قرآن وحدیث پر کامل عبور حاصل کرنے کا واحد ذریعہ ہے، عربیت میں مہارت کے بغیر فہمِ قرآن کا دعوی مضحکہ خیز ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ عربی زبان سیکھنے کے لئے صرف ونحو سیکھنا گزیر ہے، صرف ونحو کے بغیر عربیت سے واقفیت وشناسائی ممکن ہی نہیں؛ اس لئے صرف ونحو کی تعلیم عربی زبان سیکھنے کے لئے بنیاد واساس ہے اور اسلامی علوم وفنون سے آگاہی کے لئے اولین شرط ہے، جب تک کوئی شخص صرف ونحو میں مہارتِ تامہ حاصل نہ کرے اس وقت تک اس کے لئے علوم اسلامیہ میں دسترس تو کجا پیشِ رفت ہی ممکن نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مدارسِ اسلامیہ میں اس فن کو بڑی اہمیت واعتناء کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، جب کوئی طالب علم اسلامی مدارس ومعاہد میں پہلا قدم رکھتا ہے تو اس کو سب سے پہلے صرف ونحو کی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں، درسِ نظامی کی ابتدائی چار پانچ سالوں میں ان علوم پر زیادہ توجہ دی جاتی ہے؛ تاکہ عربیت سمجھنے کا استعداد وملکہ پیدا ہو۔

پہلی صدی ہجری میں یہ فن علم نحو کیساتھ مدون کیا گیا تھا اور فن صرف علم نحو کی ایک ذیلی شاک تھی، اس کے مسائل نحو ہی کے تحت بیان کئے جاتے تھے، بعد میں دوسری یا تیسری صدی ہجری میں اسے ایک مستقل فن کی حیثیت حاصل ہوئی اور اس کے مسائل واحکام اور قواعد وضوابط کو الگ سے

تدوین کی حیثیت سے مرتب کرنے والی اولین شخصیت معاذ بن مسلم ہرویؒ (م187ھ) ہیں، بعض حضرات نے ابو عثمان مازنیؒ (م249ھ) کو مدون اول کہا ہے اور بعض اہل علم کہتے ہیں: کہ علم صرف کا مدون امام ابو حنیفہؒ (م159ھ) ہیں، جنہوں نے علم صرف پر "المقصود" کے نام سے ایک جامع اور مختصر متن لکھا ہے۔

یہ اس فن کا دوینی اور تاسیسی دور تھا، اس کے بعد اس کا تصنیفی اور تشریحی دور شروع ہوا اور اس پر مختلف کتابیں لکھیں گئیں، جن میں علامہ ابو الفتح عثمان بن جنی موصلیؒ (م392ھ) کی "مختصر التصریف" اور "المصنف"، علامہ عبد القاہر بن عبد الرحمن جرجانیؒ (م471ھ) کی "المفتاح فی الصرف"، علامہ ابن القطاع صقلیؒ (م515ھ) کی "ابنیۃ الاسماء والافعال والمصادر"، علامہ ابن عصفور شبیلیؒ (م669ھ) کی "الممتع الکبیر فی التصریف"، علامہ ابن حاجب عثمان بن عمر کردی مالکیؒ (م646ھ) کی "الشافیۃ فی علمی التصریف والخط"، علامہ احمد بن علی بن مسعودؒ (م700ھ) کی "مراح الارواح"، علامہ میر سید شریف جرجانیؒ (م816ھ) کی "شذ العرف فی فن الصرف" وغیرہ کی کتابیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

بر صغیر پاک وہند میں اس فن پر فاسی اور اردو میں بے شمار کتابیں لکھیں گئیں، جن میں مفصل، متوسط اور مختصر متون لکھے گئے اور پھر بعض متون کی شروحات لکھی گئیں، صرفی قوانین اور ابواب پر مختلف کتابیں اور مجموعے تیار کئے گئے، مختلف مناہج واسالیب متعارف ہوئے۔ تدریب وتطبیق کے مختلف طریقے ایجاد کئے گئے، تاہم ان تدریسی مناہج واسالیب میں دو طریقوں کو بے حد مقبولیت ملی، جن میں ایک طریقہ تدریس ہمارے شیخ امام الصرف والنحود حضرت مولانا نصر اللہ خانؒ (م2013ء) کا ہے اور دوسرا طریقہ تدریس ہمارے محترم ومشفق استاذ جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا حفیظ الرحمن حفظہ اللہ کا ہے۔ یہ صرف ونحو کے دونوں اسالیب انتہائی مقبول اور مفید رہے، اس سے ہزاروں علماء کرام اور طلباء

عظام نے استفادہ کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ان مناہج نے طلبہ کرام کی علم واتقان میں کلیدی کردار ادا کیا۔

زیرِ نظر کتاب اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جس میں برادر محترم فخر الاماثل حضرت مولانا مفتی محمد طیب حفظہ اللہ نے علم الصرف کی بنیادی مباحث اور قواعد کو جمع کیا ہے اور اس فن کی ضروری اور مفید باتوں کو ایک نئے طرز اور خوبصورت انداز میں پیش کیا ہے، قواعد و فوائد کے عنوان سے فنی مسائل کو جامع مانع، عام فہم اور مختصر انداز میں جمع کیا گیا ہے۔ ہر سبق کے آخر میں تمرینات دی گئی ہیں جو قرآنی مثالوں سے مزین و منور ہیں اور تمرینات میں تنوع کا اسلوب اختیار کیا گیا ہے، کچھ تمرینات اجرائی اور تطبیقی و تدریبی ہیں اور کچھ استفہامی اور معروضی ہیں۔ نیز صرف سے متعلقہ بعض ایسے مسائل بھی شامل کئے ہیں جو عام نصابی کتابوں میں موجود نہیں۔ اس کے علاوہ یقیناً یہ کتاب فنی مسائل و مباحث کا ایک بہترین مجموعہ ہے جو طلبہ کی علمی رسوخ واتقان اور صلاحیت سازی میں معاون و مددگار ہو گا۔

اللہ تعالی مفتی صاحب کی مخلصانہ جدوجہد اور مساعی جمیلہ کو شرف قبولیت سے نوازے اور اسے طلبہ کے لئے بے حد نافع بنادے اور موصوف کے لئے اپنی رضامندی کا ذریعہ بنائے۔ آمین!

ارشاد الرحمن المعتصم

دار الافتاء جامعہ اشاعت الاسلام اٹک شہر

3 شعبان المعظم 1442ھ

عرض مؤلف

جب اسلام آیا اور مسلمانوں نے دیگر اقوام کے زیرِ حکومت علاقے فتح کئے، چنانچہ اسلام کی دعوت جزیرۃ العرب سے نکل کر باقی کرۂ ارض پر پھیلی تو قرآن و حدیث کا فہم نئے مسائل کا استنباط اور بدلتے ہوئے حالات میں مسلمانوں کی راہنمائی کرنا علماء کے لئے لازم ٹھہرا اس کے لئے عربی زبان پر سرسری تعلق اور واقفیت کافی نہیں تھی بلکہ اس کے لئے رسوخ فی العلم اور گہری واقفیت ضروری تھی جس کی بدولت قرآن و سنت کی صحیح ترجمانی کی صلاحیت زیادہ سے زیادہ حاصل ہو۔ اس مقصد کے حصول کے لئے عربی زبان کے قواعد و ضوابط پر عبور اور دسترس انتہائی ضروری تھا یہی وہ مرحلہ تھا جس میں فنون اور علوم آلیہ کی تدوین اور تصنیف کی ضرورت پیش آئی۔ یہی وہ علوم ہیں کہ جس سے علم و فہم میں رسوخ پیدا ہوتا ہے، تاہم ان علوم وفنون میں "علم الصرف" انتہائی اہمیت کا حامل ہے؛ اس لئے کہ "علم الصرف" عربی لغت اور خصوصاً قرآن و حدیث کے رموز و اسرار کو پہچاننے کا ذریعہ ہے۔

تمام فنون اور علوم اسلامیہ خصوصاً قرآن وحدیث کی معرفت کے لئے "علم الصرف" کو خشتِ اول اور بنیادی حیثیت حاصل ہے جس طرح نسلِ انسانی کی بقاء میں ماں کا کردار ہے اسی طرح عربی علوم میں مہارت حاصل کرنے کے لئے "علم الصرف" کو حیثیت حاصل ہے۔ اور

جس طرح ستاروں میں چودھویں رات کو ایک امتیازی حیثیت اور مقام حاصل ہے اسی طرح علوم میں "علم الصرف" کو فوقیت حاصل ہے۔ چنانچہ مشہور ہے:

الصرف أم العلوم النحو أبوها　　النحو للعلوم كالضوء للنجوم

الصرف في العلوم كالبدر في النجوم

الغرض! عربی علوم سیکھنے اور پڑھنے کے لئے علم الصرف کی اہمیت اور ضرورت ایک نفس الامری اور مسلمہ حقیقت ہے جو کہ بیان کا محتاج نہیں؛ یہی وجہ ہے کہ یہ علم ہر دور میں اصحاب علم وکمال کی توجہ کا مرکز رہا۔ اس سلسلے میں جہاں عربی علماء نے بہت سی قیمتی کتابیں لکھی وہی عجمی علماء بھی ان سے پیچھے نہیں رہے اور صرف کے قواعد وضوابط پر مشتمل بیش بہا کتب تحریر فرمائیں۔ یاد رہے! کہ علم الصرف قرن اول میں علم النحو ہی کی ایک شاخ سمجھی جاتی تھی، یعنی اس کے مسائل نحو ہی کے تحت بیان کئے جاتے۔ چنانچہ امام اعظم امام ابو حنیفہؒ نے "کتاب المقصود" لکھ کر اس فن کو مستقل فن کی حیثیت سے متعارف کیا اور واضعِ اول ہونے کا شرف حاصل کیا۔

پھر ابو الحسن علی کسائی (م189ھ)، معاذ بن مسلم، ابو عثمان بکر المازنی (م248ھ)، ابو الفتح عثمان ابن جنی (م329ھ)، ابو الفضل احمد بن محمد میدانی (م518ھ) اور علامہ ابن حاجب (م246ھ) نے مزید تدوین اور ترویج کر کے علم الصرف کو چار چاند لگا دیئے۔

علم الصرف پر مختلف ادوار میں بہت سی کتابیں لکھی گئی جن میں ابو عثمان المازنی کی "تصریف مازنی"، ابو الفتح ابن جنی کی "تصریف ملوکی"، علامہ ابن حاجب کی "شافیہ" اور "الممتع الکبیر" وغیرہ

اس فن کی مشہور اور عمدہ کتابیں ہیں۔ جبکہ درس نظامی میں اس فن کی درج کتب مختلف ادوار میں مختلف مدارس میں داخل نصاب رہی۔

صرف بھائی، ارشاد الصرف، میزان الصرف، منشعب، صرف میر، زرادی، زنجانی، مراح الارواح، فصول اکبری، علم الصیغہ، شافیہ اور علم الصرف وغیرہ تاہم عصر حاضر میں علم الصرف کا مقبول اور معروف منہج اور طریقہ ہمارے مشفق استاذ جامع المعقول و المنقول مولانا حفیظ الرحمن صاحب کا ہے، جو انتہائی مفید اور مقبول ہے جن سے کثیر تعداد میں علماء اور طلباء مستفید ہوئے اور آج بھی مختلف اطراف میں آپ کا فیضان علم جاری وساری ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ

زیرِ نظر کتاب بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ یہ رسالہ کوئی مستقل تصنیف نہیں ہے بلکہ میں نے جن حضرات سے یہ فن پڑھا یہ انہی کا صدقہ جاریہ اور اکابر وسلف کی کتب اور تقریری مباحث سے اخذ کردہ ایک مجموعہ ہے جس میں علم الصرف کے اہم قواعد وضوابط پر بحث کی گئی ہے اور اس کے قواعد وفوائد کو جمع کرنے کی ایک ادنیٰ کوشش کی گئی ہے اور ساتھ ہی اجراء و تطبیق کا اہتمام کیا گیا ہے؛ تاکہ فن سیکھنے میں آسانی رہے، تدریب اور اجراء کے لئے ہر بحث سے متعلق تمرینات کا اہتمام کیا گیا ہے۔ نیز اس بات پر زیادہ زور دیا گیا ہے کہ تعبیر واسلوب انتہائی سہل اور آسان ہونے کے ساتھ ساتھ زیرِ درس کتابوں کی خصوصیات کا حامل ہو۔

آخر میں بندہ تمام ان دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہے جنہوں نے اس سلسلے میں ہماری مدد اور مفید مشوروں سے نوازا جن میں مولانا عبد الرشید صاحب (مہتمم جامعہ حسینیہ مرزا اٹک)، مفتی

سمیع الحق صاحب، مفتی عمر خطاب صاحب، مولانا ذاکر اللہ صاحب، مولانا بشیر صاحب اور بالخصوص جامعہ اشاعت الاسلام کے شعبہ تخصص فی الحدیث کے رئیس جامع المعقول والمنقول مفتی ارشاد الرحمن المعتصم قابل ذکر ہیں۔ اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اللہ تعالی اس ادنیٰ کوشش کو اپنے دربار میں قبول کریں اور اس کو میرے لئے، میرے والدین اور اساتذہ کرام کے لئے آخرت کا ذخیرہ اور نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین!

أبو اليمان محمد طيب المستّنصر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب اول

یہ باب درج ذیل چار فصلوں پر مشتمل ہے:

فصل اول	:	مبادیات فن کا بیان
فصل دوم	:	کلمہ اور اس کی اقسام کا بیان
فصل سوم	:	جامد مصدر اور مشتق کا بیان
فصل چہارم	:	شش اقسام کا بیان

فصل اول

مبادیاتِ فن کا بیان

ہر علم و فن شروع کرنے سے پہلے چند اہم اور ضروری باتوں کا جاننا ضروری ہے:

1۔ تعریف، 2۔ موضوع، 3۔ غرض، 4۔ واضع، 5۔ تاریخ، 6۔ مقام و فضیلت۔

علم الصرف کی لغوی تعریف

عربی زبان میں "صرف" کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے: پھیرنا، ہٹانا، تبدیل کرنا، سونا چاندی وغیرہ۔

علم الصرف کی اصطلاحی تعریف

اس فن کے علماء نے علم الصرف کی کئی تعریفیں ذکر کی ہیں، ان میں سے چند تعریفات درج کی جاتی ہے:

پہلی تعریف: هُو علمٌ بأصولٍ يُبحثُ فيهِ عن أحوالِ أبنيةِ الكلمةِ صحةً واعتلالاً وزيادةً ونقصانًا.

دوسری تعریف: هُو علمٌ بأصولٍ تُعرَف بها أحوالُ أبنيةِ الكَلِمِ الَّتِيْ لَيستْ بإعرابٍ وَّلا بناءٍ.

تیسری تعریف: الصَّرفُ علمٌ بأصولٍ يُّعرفُ به أحوالُ أبنيةِ الكلمةِ مِنْ حيثُ الصِّيْغةِ.[1]

علم الصرف چند ایسے اصول و ضوابط کے جاننے کا نام ہے جن سے عربی کلمات کے صیغے ان کی اصلی اور متغیر صورتوں کی پہچان وبناوٹ اور ایک کلمے سے دوسرا کلمہ بنانے کے طریقے معلوم ہوں۔

---

(1) شذالعرف في فن الصرف: 49، كشاف إصطلاحات الفنون: 20/1.

علم الصرف کاموضوع

الكلمةُ مِنْ حيثُ الصِّيْغةِ والبِناءِ.

اس فن میں عربی کلمات سے بحث کی جاتی ہے کہ کونسا کلمہ کس سے بنا ہے؟ اور کس طرح بنا ہے؟اور اس کلمے میں کونسی تبدیلیاں ہوئی ہیں؟

علم الصرف کی غرض وغایت

صِيانةُ الذِّهنِ عن الخطأِ فِي الصِّيْغةِ.

علم الصرف کو حاصل کرنے کی غرض اور مقصد یہ ہے کہ عربی مفردات میں ذہن کو غلطی سے محفوظ رکھنا۔

علم الصرف کاواضع اور مدون

علم الصرف کے واضع اور مدون کے بارے میں علماء کی آراء مختلف ہیں:[1]

(1)۔۔۔علم الصرف قرنِ اول میں علم النحو کی ایک شاخ اور شعبہ سمجھا جاتا تھادونوں فنون کے مسائل مخلوط تھے؛یہی وجہ ہے کہ "الكتاب لسيبويه" بھی صرف ونحو دونوں کے مسائل سے مخلوط تھی،علامہ معاذبن مسلم ہرویؒ (م187ھ)نے علم الصرف کے مسائل کو علیحدہ کر کے ایک مستقل فن کے طور پر پیش کیا،اور اس کے بعد آنے والے علماء صرفی مسائل کا استخراج کرتے رہے،اس بنیاد پر علم الصرف کاواضع اور مدون علامہ معاذبن مسلم ہرویؒ ہے۔

واضعُ الصَّرف مُعاذُ بنِ مسلمِ الهَرويُّ وكانَ لِنحوِ عَليًّا حيدرا

(2)۔۔۔الحاج خلیفہؒ نے اپنی مشہور کتاب "كشفُ الظنون" میں ابو عثمان بکر المازنیؒ کو علم الصرف کا مدون اول قرار دیا ہے،جس کی سن وفات (م248ھ)یا(م249ھ)ہے،ابو عثمان کا شمار علومِ عربیہ کے ائمہ میں ہوتا ہے،امام اخفشؒ(م292ھ) کے شاگرد ہیں ان کے بارے میں امام مبردؒ کا قول ہے:

---

(1) المستقصي في علم التصريف: 11، علم الصيغة: 10.

کہ "سیبویہ کے بعد ابو عثمانؒ سے زیادہ نحو کا بڑا عالم نہیں"۔ [1]

(3) ۔۔۔ مفتی رفیع عثمانی صاحب شرح "علم الصیغہ" میں فرماتے ہیں: کہ علم الصرف کے اوّل مدوّن اور واضع ابو عثمان بکر المازنیؒ نہیں، بلکہ ان سے ایک صدی قبل امام اعظم امام ابو حنیفہؒ (م150ھ) ہیں، جنہوں نے فنِ صرف میں "المقصود" کے نام سے ایک رسالہ بھی لکھا ہے۔ نہایت جامع مختصر مگر واضح اور منضبط متن ہے۔ اس پر درج ذیل تین شرحیں ساتھ ہی چھپی ہوئی ہیں:

(1) المقصود، (2) إمعان الأنظار، (3) روح الشروح

علم الصرف کا مرتبہ ومقام

اللہ رب العزت نے شرعی احکام کے لیے قرآن وسنت کو ہمارے لیے منبع اور سرچشمہ قرار دیا ہے تاہم قرآن وسنت کا فہم علوم عربیہ کے بغیر ممکن نہیں ہے؛ اس لئے قرآن وسنت کے فہم کے لیے علوم عربیہ پر دسترس اور واقفیت ضروری ہے، اور عربی علوم میں علم الصرف بنیادی اور کلیدی حیثیت کا حامل ہے، اس کے بغیر نہ تو قرآن کا فہم حاصل ہو سکتا ہے، اور نہ احادیث رسول کی شناخت ہو سکتی ہے۔ مشہور نحوی علامہ ابن فارسؒ فرماتے ہیں: کہ "جس شخص سے علم صرف فوت ہو گیا اس سے بہت کچھ فوت ہو گیا"۔ امام رازیؒ (م606ھ) فرماتے ہیں: "کہ علومِ عربیہ یعنی علمِ لغت، علم النحو اور علم الصرف کا سیکھنا اور اس کا حصول فرض کفایہ ہے"۔

علم الصرف کی اہمیت اور فضائل میں مختلف مقولہ جات منقول ہیں:

النحوُ فِي الْكلامِ كَالمِلحِ فِي الطَّعامِ
والصَّرفُ لِلمُرامِ كالـعَينِ للأَنامِ
النُّحوُ لِلعلومِ كَالضَوءِ لِلنُّجُومِ
والصَّرفُ فِي العلومِ كالبدرِ فِي النُّجوْمِ

---

(1) كشف الظنون عن أسامي الكتب والفنون: 412/1.

قواعد وفوائد

• تعریف لغت میں "مَا یُعرَف بِهِ الشَّیْءُ" کو کہتے ہیں۔ یعنی جس کے ذریعے کوئی دوسری چیز پہچانی جائے، اور اصطلاح میں "مَا یمُیَّز بِهِ الشَّیءُ عَن جمیعِ ما عَداهُ" کو کہتے ہیں۔ یعنی جس کے ذریعے کسی چیز کو دوسری چیز سے جدا کیا جائے۔

• موضوع لغت میں "رکھا ہوا" کو کہتے ہیں۔ اور اصطلاح میں "مُا یُبحَثُ فیهِ عن عَوارِضِهِ الذَّاتِیَّةِ" کو کہتے ہیں۔ یعنی جس میں کسی علم کے عوارض ذاتیہ سے بحث کی جائے۔ جیسے: بدنِ انسانی علمِ طب کا موضوع ہے؛ اس لئے کہ علمِ طب میں انسانی بدن کے عوارض ذاتیہ مثلاً صحت یا مرض وغیرہ سے بحث ہوتی ہے۔[1]

• واضع لغت میں بانی اور اصطلاح میں "مَنْ وَّضَعَ الشَّیْءَ لفائدةٍ" وہ شخص جو کسی فائدے کے لیے کوئی چیز دریافت کرے۔

• غرض لغت میں "مطلوب" اور "مقصد" کو کہتے ہیں۔ اور اصطلاحی تعریف "هُو الأمرُ البَاعثُ لِلفاعلِ عَلی الْفِعلِ" جو کسی فعل کے وجود اور حصول کا سبب ہو۔[2]

• مدوّن لغت میں "مرتب کرنے والے"، اور اصطلاح میں "مَن رتَّب أموراً عدیْدةً بحیثُ صارتْ فنًّا واحدًا" وہ شخص جو امور مختلفہ کو ترتیب دے کر انہیں ایک مستقل فن میں پیش کرے۔

• لغت کا معنی ہے "هِي مَا یُعَبَّرُ بِها کلُّ قومٍ عنْ أَغراضِهِمْ" وہ آوازیں جس سے انسان اپنے

---

(1) کشاف إصطلاحات الفنون: 7/1.

(2) کشاف إصطلاحات الفنون: 1249/2.

اغراض ومقاصد کو تعبیر کرتا ہے۔ اور اصطلاح میں کسی قوم کی لغت اس قوم کی بولی اور زبان کو کہتے ہیں۔[1]

- اصطلاح لغت میں جمع کرنے کو کہتے ہیں۔ جیسے "إِصْطَلَحَ الماءُ أيْ: جَمَعَ الماء" اور اصطلاح میں "اتِّفاقُ قومٍ مخصوصٍ علىٰ أمرٍ مخصوصٍ" کسی خاص قوم کا کسی خاص حکم یا کام پر اتفاق کرنا۔[2]
- "براعت" کا لغوی معنی علم وفضیلت میں اپنے ساتھیوں سے بڑھ جانا۔ اور "استہلال" بلند آواز اور پیدائش کے وقت بچہ کے چِلّانے کو کہتے ہیں۔ اور اصطلاحی معنی "کلام کے آغاز میں ایسے الفاظ کا استعمال کرنا جس سے مقصود کی طرف اشارہ ہو جائے"۔ جیسے کتاب کے خطبہ میں فن کے اصطلاحات کو ذکر کرنا یا اس فن میں تصنیف شدہ کتابوں کے نام ذکر کرنا۔[3]
- باب کا لغوی معنی "دروازہ"، اور اصطلاح میں "الفاظ کے گروہ" کو کہتے ہیں۔ علم الصرف میں وہ کلمات جو ایک ماخذ سے مشتق ہوں اور ان کی آپس میں لفظی ومعنوی مناسبت ہو تو ان پر لفظ باب کا اطلاق ہوتا ہے۔
- لفظِ "مقدّمہ" (بفتحِ الدال) بھی ہو سکتا ہے، اور (بکسرِ الدال) بھی۔ اگر بفتحِ الدال ہو تو بابِ تفعیل سے اسمِ مفعول کا صیغہ ہو گا، اس صورت میں اس کا معنی ہو گا "آگے کیا ہوا"، چونکہ اس کو مقصود سے پہلے لایا جاتا ہے؛ اس لئے اس کو "مقدَّمہ" کہتے ہیں، اور اگر بکسرِ الدال ہو تو بابِ تفعیل سے اسمِ فاعل بمعنی "آگے کرنے والا" ہو گا، مقدّمہ بھی اپنے جاننے والے کو نہ جاننے والے پر مقدم کرتا ہے؛ اس وجہ سے اس کو "مقدِّمہ" کہتے ہیں۔ یا کسرہ کی صورت میں تفعیل بمعنی "تَفَعُّلْ" یعنی لازمی ہے متعدی نہیں ہے، اور مقدّمہ بمعنی متقدمہ "آگے ہونے والا" کے ہے، چونکہ یہ بھی مقصود سے آگے ہوتا ہے

---

(1) التعريفات: 192.

(2) التعريفات: 28، كشاف إصطلاحات الفنون: 27.

(3) كشاف إصطلاحات الفنون: 319.

اس لئے اس کو مقدّمہ کہتے ہیں۔[1]

• لفظِ مقدّمہ "مقدّمة الجيش" سے ماخوذ ہے، مقدّمة الجيش لشکر کے اس اہم دستے کو کہتے ہیں جو آگے آگے جائے تاکہ فوج کے لیے مناسب جگہ کا انتظام اور جنگی ضروریات کا انتظام کرے، جس طرح باقی فوج کی حفاظت اور کامیابی کا دار و مدار "مقدّمة الجيش" پر ہوتا ہے اسی طرح کتاب کے مسائل کے سمجھنے کا دار و مدار بھی مقدمہ میں لکھی ہوئی باتوں پر ہوتا ہے، اور جس طرح فوج میں اس دستے "مقدّمة الجيش" کو اہم اور ضروری سمجھا جاتا ہے اسی طرح کتابوں میں بھی مقصودی مسائل سے پہلے مقدّمہ کو اہم اور ضروری سمجھا جاتا ہے۔

• لفظِ "مقدمۃ" میں تاء وصفیت سے اسمیت کی طرف منتقل ہونے پر دلالت کرنے کے لیے ہے یعنی اصل میں یہ اسمِ فاعل یا اسمِ مفعول کا صیغہ تھا بعد میں معنیٔ وصفی سے منتقل ہو کر لشکر کے اگلے دستے کا نام بن گیا، اس کے بعد لفظِ مقدمہ کو "مقدّمة الجيش" سے کتاب کے مقدّمے کے لیے منتقل کیا گیا۔ اور بعض کے نزدیک لفظِ "مقدمۃ" میں تاء اس لئے لائی گئی ہے کہ اس کا موصوف مؤنث ہے جس کو حذف کیا گیا ہے، اصل عبارت یوں ہے: "الأمورُ المقدّمةُ، الطائفةُ المقدّمةُ".

• مقدّمةُ العلم ما يَتوقَّف عليهِ الشُّروعُ فِي ذلك الْعلمِ" مقدمۃ العلم ان چیزوں کا نام ہے جن پر اس علم کا کامل فہم اور مکمل دانائی و سمجھداری موقوف ہو۔ جیسے تعریف، موضوع اور غرض وغایت۔

• مقدّمةُ الكتابِ طائفةٌ مِّنَ الألفاظِ قُدِّمَتْ أمامَ المقصودِ لِدلالتِها علٰى ما يَنفعُ فيْ تحصيلِ الْمقصُودِ" کلام کے اس مجموعے کا نام ہے جو فن کے مسائل سے پہلے لایا جاتا ہے؛ اس لئے کہ اس کے ساتھ مقصود کا ربط ہوتا ہے اور مقصود سے نفع حاصل کرنا اس سے وابستہ ہوتا ہے۔ جیسے

---

(1) دستور العلماء: 217/3.

علم الصرف میں اصل مباحث سے پہلے کلمہ اور اس کے اقسام اسم، فعل، حرف اور ہفت اقسام وغیرہ پر مشتمل کلام۔[1]

- تعریف کا جاننا اس لئے ضروری ہے؛ کہ مجہول مطلق یعنی بالکل نامعلوم چیز کی طلب اور حصول لازم نہ آئے۔
- موضوع کا جاننا اس لئے ضروری ہے؛ کہ مطلوبہ علم دوسرے علم سے جدا ہو جائے؛ کیونکہ علوم ایک دوسرے سے موضوعات کی بناپر جدا ہوتے ہیں۔
- غرض وغایت کا جاننا اس لئے ضروری ہے؛ کہ بے فائدہ اور لایعنی چیز کی طلب لازم نہ آئے اگر غرض معلوم نہ ہو تو پھر اس علم کا حاصل کرنا ایک فضول اور لایعنی کام ہو گا۔
- مرتبہ اور مقام کا جاننا اس لئے ضروری ہے؛ تاکہ دل میں اس علم کی اہمیت اس کے سیکھنے کی رغبت اور شوق پیدا ہو۔
- واضع کا جاننا اس لئے ضروری ہے؛ کہ واضع کی حیثیت اور مرتبہ سے واقف ہو کر طالب علم کا شوق زیادہ ہو۔
- تدوین کا جاننا اس لئے ضروری ہے؛ کہ مدوِّن کا علم ہو جائے اور اس فن کی تاریخی حیثیت ذہن میں محفوظ ہو۔
- علم الصرف کو "علم المیزان، علم الصیغة، علم التصریف، علم المفردات، علم الإشتقاق اور علم البِناء" بھی کہتے ہیں۔
- صیغہ "صَاغَ يَصُوْغُ" باب سے مصدر ہے، جس کا معنی ہے "سونے کو پگھلا کر قالب میں ڈالنا"، اور اصطلاح میں "هِيَ الْهيئَةُ الحاصلةُ لِلكلمةِ مْن تَرتِيبِ الْحُروفِ وَالحركاتِ وَالسَّكناتِ". کسی لفظ کی اس مخصوص شکل کو کہتے ہیں جو حروف اور حرکات و سکنات کو ترتیب دینے کے بعد حاصل

---

(1) كشاف إصطلاحات الفنون: 1630/2.

ہو۔ جیسے "ك ، ت، ب" کو ترتیب سے ملا کر تینوں کو فتحہ دیا گیا تو "كَتَبَ" صیغہ بن گیا۔[1]

- قانون لغت میں "مسطر کتاب" کو کہتے ہیں، چنانچہ "مسطر" لغت میں "پیمانے" کو کہتے ہیں اور "کتاب" کاتب" کی جمع ہے یعنی "کاتبوں کا پیمانہ"؛ جس طرح کاتب لفظوں کو پیمانے کے ذریعے ٹیڑھا ہونے سے بچاتا ہے اسی طرح قانون بھی صیغہ میں غلطی کرنے سے بچاتا ہے۔
- بعض حضرات کے نزدیک قانون عبرانی زبان کا لفظ ہے، بعض کے نزدیک سریانی، بعض حضرات کے نزدیک یونانی زبان کا لفظ ہے جبکہ بعض حضرات فرماتے ہیں: کہ عربی زبان کا لفظ ہے، تاہم درست بات یہ ہے: کہ یونانی زبان کا لفظ ہے۔
- قانون اصطلاح میں اس قاعدے کلیہ کو کہتے ہیں جو اپنے تمام افراد کو شامل ہو اور ان افراد کا حکم اس قاعدے کلیہ سے معلوم کیا جاتا ہے۔
- قاعدہ، ضابطہ، اصل، میزان اور کلیہ ان سب الفاظ کا ایک ہی معنی ہے۔
- گردان فارسی اور اردو میں تصریف ہی کا ترجمہ ہے۔
- ایک کلمہ سے دوسرے کلمہ کو تیار کرنے کو "بناء" کہتے ہیں۔
- اشتقاق لغت میں "الشَقُّ، أيْ: الخَرْقُ" پھاڑنے کو کہتے ہیں، اور اصطلاحی تعریف ہے "هُوَ علمٌ بِتحوِيلِ الْأصلِ الْواحِدِ إلىٰ أمثِلة مُّختلفة لِّمعانِي مَّقصُودة" وہ علم ہے جس میں کسی کلمہ کو اصل کی طرف لوٹا کر معلوم کیا جائے کہ یہ لفظ کس سے اور کیسے بنا؟ جیسے نَاصِرٌ کو يَنْصُرُ سے يَنْصُرُ کو نَصَرَ سے اور نَصَرَ کو نَصْرَانًا سے بنایا گیا ہے۔
- علم الصرف میں ہر کلمہ سے بحث نہیں ہوتی بلکہ اسماء میں صرف اسماء متمکنہ (اسم معرب) سے بحث ہوتی ہے۔ دو قسم کے اسماء اس کی بحث سے خارج ہیں:

---

(1) دستور العلماء: 185/2.

(1) عجمی اسماء۔ جیسے ابرہیم،یعقوب،یوسف وغیرہ۔ (2) مبنی اسماء خواہ وہ ضمائر ہوں۔ جیسے "هُوَ، أَنْتَ، أَنَا" وغیرہ۔یااسمائے اشارہ ہوں۔ جیسے "هٰذَا، ذَالِكَ" یااسمائے موصولہ ہوں۔ جیسے "اَلَّذِيْ، اَلَّتِيْ" وغیرہ۔یا اسمائے شرط یااستفہام وغیرہ ہوں۔ جیسے "مَنْ، مَا، أَيْنَ، مَتٰى، مَهْمَا"وغیرہ۔اور افعال میں صرف افعال متصرفہ سے بحث ہوتی ہے جبکہ افعال جامدہ غیر متصرفہ سے اس فن میں بحث نہیں ہوتی۔ جیسے "نِعْمَ، بِئْسَ، عَسٰى، حَبَّذَا، لَيْسَ" وغیرہ۔[1]

- علم الصرف میں حروف کے اوزان وغیرہ سے بھی بحث نہیں ہوتی،خواہ حروف تہجی ہوں یا حروف معانی ہوں،خواہ حروف عاملہ ہوں یاغیر عاملہ ہوں؛کیونکہ حروف میں تصرف اور گردان بہت ہی نادر ہے۔
- "اسمِ متمکن"معرب کادوسرانام ہے۔
- فعلِ متصرف اس فعل کو کہتے ہیں جس سے مختلف گردان اور صیغے استعمال ہوتے ہوں۔ جیسے "ضَرَبَ" سے "يَضرِبُ، ضَارِبٌ، مَضْرُوْبٌ، إِضْرِبْ" وغیرہ۔
- فعلِ جامد اور غیر متصرف اسے کہتے ہیں جس سے تمام صیغے اور گردان مستعمل نہ ہو۔ جیسے فعل تعجب،افعال مدح وذم،لیس وغیرہ۔
- اصل کو معلوم کرکے فرع پر حکم جاری کرنے کو"إستدلال بالإشتقاق"کہتے ہیں۔
- علمِ اشتقاق کاموضوع ہے:"مُفْرَدَاتُ كلامِ العَرَبِ مِنْ حيثُ الإصَالةِ وَالفَرْعيَّةِ".

اس کی غرض و غایت ہے: "تَحصِيلُ مَلكةٍ يُعرَف بها الانِتسابُ علٰى وجهِ الصَّوابِ والاحْتِرازِ عَنِ الْخللِ فِي الانْتِسابِ" ایسا ملکہ حاصل کیا جائے جس کے ذریعے بعض کلمات کی طرف اصالت کی اور بعض کی طرف فرعیت کی نسبت صحیح طریقے سے کی جائے۔

---

(1) الممتع الكبير التصريف: 35.

• علم الصرف اور علم اشتقاق کے مسائل قریب قریب ہونے کی وجہ سے بعض حضرات نے اس کو ایک ہی علم سمجھ لیا ہے، حالانکہ یہ دونوں جدا جدا علوم ہیں۔ علم الصرف میں اسمائے مشتقہ اور اسمائے جامد دونوں سے بحث ہوتی ہے، جبکہ علمِ اشتقاق میں جامد اسماء سے بحث نہیں ہوتی یعنی علم الصرف اور علمِ اشتقاق میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے، ہر تصریف اشتقاق ہے لیکن ہر اشتقاق تصریف نہیں۔

تمرین

1۔ علم صرف کی تعریف، موضوع اور غرض وغایت ذکر کریں؟

2۔ علم الصرف کا واضع کون ہے نیز علم الصرف اور علمِ اشتقاق میں فرق ذکر کریں؟

3۔ کونسے اسماء اور افعال علم الصرف میں زیر بحث ہوتے ہیں؟

4۔ درج ذیل اصطلاحات کی تعریفات بیان کریں:

باب... صیغہ... گردان... لغت... اصطلاح... مقدمہ... فعل جامد... فعل غیر متصرف ... مدون... اسم متمکن

5۔ درج ذیل کلمات میں سے علم الصرف میں کونسا کلمہ زیر بحث ہوتا او کونسا نہیں ہوتا؟

إِسْحَاقُ..يَعقوبُ..إبراهِيمُ..كيفُ..أنّٰى..مِنْ..أَنْ..يَضْرِبُ..لَيْسَ..بِئْسَ..نَاصِرٌ..أَضْرِبُ..لَاتَنْصُرْ..مَنْصُوْرٌ..أَنَّ..لٰكِنَّ..لَيْتَ..لَعَلَّ..مَا..لَا..عَلَّامَةٌ.

فصل دوم

کلمہ اور اس کی اقسام کا بیان

الکلمة: "هُوَ لَفْظٌ وُّضِعَ لِمَعْنٰى مُفْرَدٍ"۔ کلمہ ایسا لفظ ہے جو مفرد معنی کے لئے وضع کیا گیا ہو۔ جیسے: يَمَانُ... زَيْنَبُ... أَكْرَمَ... لَيْسَ... مِنْ... فِيْ.

کلمہ کی تین قسمیں ہیں: (1) اسم،(2) فعل،(3) حرف

اسم کی لغوی تعریف

اسم لغت میں "علامت" یا "بلندی" کو کہتے ہیں۔

اسم کی اصطلاحی تعریف

الاسم: "هُوَ مَا وُضِعَ لِيَدُلَّ عَلٰى مَعْنٰى مُسْتَقِلٍّ بِالْمَفْهُوْمِ غَيْر مُقْتَرِنٍ بِزَمَنٍ". اسم وہ کلمہ ہے جو ایسے معنی پر دلالت کرنے کے لئے وضع کیا گیا ہو، جو بذات خود سمجھ میں آنے والا ہو اور اس میں کوئی زمانہ نہ ہو۔ جیسے: یمان، زینب وغیرہ۔

اسم کی مشہور علامات درج ذیل ہیں

(1)۔ ہر وہ کلمہ جس کے شروع میں الف لام ہو، جیسے الحَمْدُ لِلّٰہِ، القَلَمُ، النَّاسُ وغیرہ۔ (2)۔ ہر وہ کلمہ جس کے شروع میں حرفِ جار ہو، جیسے الحَمْدُ لِلّٰہِ۔(3)۔وہ کلمہ جو مضاف ہو، جیسے كَلَامُ اللهِ، رَسُوْلُ اللهِ، خَلِيْلُ اللهِ۔ (4)۔ جس کلمہ کے آخر میں تنوین ہو، جیسے کتابٌ۔ (5)۔ جس کلمہ پر حرفِ نداء داخل ہو، جیسے يَا رَبِّ!۔ (6)۔ تثنیہ، جیسے رَجُلَانِ۔ (7)۔جمع، جیسے مُسْلِمُوْنَ، رِجَالٌ۔ (8)۔موصوف ہونا، جیسے الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيْمُ۔ (9)۔تصغیر ہونا، جیسے

ضُرَيْبٌ، رُجَيْلٌ۔ (10)۔منسوب ہونا، جیسے مَكِّيٌّ، هَاشَمِيٌّ، كُلِّيٌّ، جُزْئِيٌّ۔(11)۔علَم ہونا، جیسے زید، عمر، یمان وغیرہ۔(12)۔کلمہ کے شروع میں میم زائد ہونا، جیسے مَنْصُوْرٌ۔(13)۔کلمہ کے شروع میں حروفِ مشبہ بالفعل میں سے کسی حرف کا آجانا، جیسے إِنَّ اللهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ (14)۔الف مقصورہ کا ہونا، جیسے موسیٰ، عیسیٰ۔ (15)۔الف ممدودہ کا ہونا، جیسے حَمْرَاءُ، بَيْضَاءُ۔ (15)۔تائے متحرکہ کا ہونا، جیسے عَائِشَةُ، فَاطِمَةُ وغیرہ۔(16)۔مسند الیہ ہونا، جیسے الْحَمْدُ لِلّٰهِ۔

قواعد و فوائد

- کلمہ کا لغوی معنی "لفظ، بات"، اور بعض کے نزدیک "زخمی کرنا" آتا ہے۔ اور اصطلاح میں کلمہ اس بامعنی لفظ کو کہتے ہیں جو مفرد معنی کے لیے وضع کیا گیا ہو۔
- حروف جب تک ایک دوسرے سے نہ ملے ہوں تو ان میں سے ہر ایک صرف ایک رمز اور علامت ہوتا ہے، نیز اس کی دلالت اپنی ذات تک محدود ہوتی ہے، لیکن جب دو یا زیادہ حروف مل جائیں تو اس ملنے سے کلمات بنتے ہیں۔
- معنی مفرد وہ ہوتا ہے جس میں لفظ کا جز معنی کے جز پر دلالت نہ کرے۔ جیسے زید ایک کلمہ ہے، اب لفظ زید کے اجزاء "ز، ي، د" معنی کے اجزاء زید کے کان، ناک وغیرہ پر دلالت نہیں کرتے۔
- زمانہ تین قسم پر ہے: ماضی گزرا ہوا زمانہ، حال یعنی موجودہ زمانہ، مستقبل آنے والا زمانہ۔
- حروفِ جارہ کل سترہ ہیں، جو کہ درج ذیل ہیں:

باء، تاء، كاف، لام، واؤ، مُذْ، مُنْذُ، خَلَا، رُبَّ، حَاشَا، مِنْ، فِيْ، عَدَا، عَنْ، عَلٰى، حَتّٰى، إِلٰى.

- مضاف اسے کہتے ہیں جس کا تعلق دوسری چیز سے ہو۔ اور اس کی علامت یہ ہے کہ اردو میں ترجمہ کرتے وقت "کے، کی اور کا" کے الفاظ درمیان میں آتے ہیں۔

• موصوف ہر اس اسم کو کہتے ہیں جس کی اچھائی یا برائی بیان کی جائے، اور اردو ترجمہ میں کرتے وقت "جو کہ، جبکہ، ایسا، ایسی، ایسے" کے الفاظ آتے ہیں۔

• حروف ندا پانچ ہیں: (1)یا، (2) أيَا، (3) هَيَا، (4) أَيْ، (5) همزه مفتوحة.

• تثنیہ کی علامت یہ ہے کہ کلمہ کے آخر میں "نون مکسور" ہو اور اس سے پہلے "الف" یا "یائے ساکنہ" ہو۔ جیسے رَجُلاَنِ، رَجُلَيْنِ.

• جمع کی علامت یہ ہے کہ "واوَما قبل مضموم" اور آخر میں "نون مفتوح" ہو، یا" یائے ساکنہ" ہو اور ما قبل اس کا "مکسور" ہو۔ جیسے مُسْلِمُوْنَ، مُسْلِمِيْنَ.

• تصغیر ہر اس کلمہ کو کہتے ہیں جس میں کسی چیز کی عظمت، محبوبیت، حقارت، قلت یا کثرت کو بیان کیا جائے۔ جیسے رُجَيْلٌ حقیر سا آدمی، چھوٹا سا آدمی۔[1]

• اسمِ منسوب کی علامت یہ ہے کہ کلمہ کے آخر میں نسبت کے واسطے یائے مشدّد کا اضافہ کر دیا جائے۔

• حروفِ مشبہ بالفعل کل چھ ہیں: (1) إِنَّ، (2) أَنَّ، (3) كَأَنَّ، (4) لَيْتَ، (5) لٰكِنَّ، (6) لَعَلَّ.

• الف مقصورہ کی پہچان یہ ہے کہ کلمہ کے آخر میں میں الف ہو اور اس کے بعد ہمزہ نہ ہو۔ جیسے عیسیٰ وغیرہ۔

• تائے متحرکہ کو "تائے مربوطہ" بھی کہتے ہیں۔

• مسند الیہ اسے کہتے ہیں جس کے متعلق کوئی مکمل بات کی جائے۔ جیسے الحَمْدُ لله.

• بعض اسماء ذوی العقول ہوتے ہیں۔ جیسے زید وغیرہ۔ اور بعض غیر ذوی العقول ہوتے ہیں۔ جیسے کتاب، قلم وغیرہ۔

• بصریوں کے نزدیک اسم "سِمْوٌ" سے مشتق ہے، لام کلمہ کو حذف کر کے اس کے عوض شروع میں

---

(1) التعريفات: 60.

ہمزہ وصلیہ کولایا گیااور فاء کلمہ کو ساکن کر دیاتو "اِسْمٌ" ہو گیا۔[1]

- "سِمْوٌ" بمعنی "بلندی" کے آتا ہے؛اور اسم بھی چونکہ باقی قسموں فعل اور حرف پر فائق وبلند ہوتا ہے اس لئے اس کو اسم کہتے ہیں۔
- جو خاصیت ایک چیز میں پائی جائے اور دوسری چیز میں نہ ہو اس کو "علامت" کہتے ہیں۔ اسم کی بعض علامتیں شروع میں پائی جاتی ہیں۔ جیسے: الف لام۔ اور بعض کلمہ کے آخر میں پائے جاتی ہیں۔ جیسے تنوین۔
- بعض علامات لفظوں میں ہوں گی، جیسے الف لام تنوین وغیرہ۔ اور بعض لفظی نہیں ہوں گی بلکہ معنی سے مفہوم ومعلوم ہوں گی۔ جیسے موصوف ہونا۔
- خلیل نحویؒ کے نزدیک الف ولام دونوں تعریف کے لیے آتے ہیں،یعنی "ال" ایک ہی کلمہ ہے۔ امام سیبویہؒ کے نزدیک اصل حرفِ تعریف "لام" ہے، ہمزہ وصلیہ کو ابتداء بالسکون کی وجہ سے لایا گیاہے، جبکہ امام مبردؒ کے نزدیک اصل میں حرفِ تعریف ہمزہ ہے، اور لام کا اضافہ اس لئے کیا گیاہے؛ تاکہ ہمزہ تعریف اور ہمزہ استفہام میں فرق نمایاہو جائے۔

تمرین

1۔ کلمہ کی تعریف بیان کریں؟

2۔ اسم کی علامات مثالوں سمیت ذکر کریں؟

3۔ درج ذیل اصطلاحات کی تعریفات بیان کریں۔

اسم... مضاف... مسند الیہ... تصغیر... جمع... تثنیہ... اسم منسوب... الف مقصورہ

4۔ درج ذیل مثالوں میں اسم کو علامات کے ذریعے پہچانیں اور صرفی انطباق کریں۔

الحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ... يَا يَحْيٰى خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ ... مَكِّيٌّ ...

---

(1) دستور العلماء: 58/1.

هَاشَمِيٌّ... مُدْهَامَّتَانِ... هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ... رُجَيْلٌ... كُتَيْبٌ... مَنْصُوْرٌ... الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيْمُ... مُوْسٰى... عِيْسٰى... رَحْمَةٌ... رِجَالٌ... حَمْرَاءُ... بَيْضَاءُ

حل شدہ مثال

"رجل" لفظ کی دونوں قسموں (موضوع و مہمل) میں سے موضوع؛ اس لئے کہ لفظ با معنی ہے۔۔۔ مفرد مرکب میں مفرد؛ اس لئے کہ ایک معنی پر دلالت کرتا ہے۔۔۔ مفرد کا دوسرا نام کلمہ ہے۔۔۔ اسم، فعل وحرف میں سے اسم؛ اس لئے کہ اس کا معنی دوسرے کلمے کے ملائے بغیر معلوم ہو رہا ہے اور تینوں زمانوں (ماضی، حال اور مستقبل) میں کوئی زمانہ اس میں نہیں پایا جارہا۔

فصل سوم

جامد مصدر اور مشتق کا بیان

اسم کی تین قسمیں ہیں: (1) مصدر، (2) مشتق، (3) جامد

(1)۔ مصدر کی لغوی تعریف

مصدر لغت میں "جائے صدور" یعنی "نکلنے کی جگہ" کو کہتے ہیں۔

مصدر کی اصطلاحی تعریف

"هُو الْاسمُ الَّذِيْ اشتُقَ منهُ الفِعْلُ وصدُر عنهُ".[1]

اس اسم کو کہتے ہیں جس سے فعل بنے۔

(2)۔ مشتق کی لغوی تعریف

لغت میں "نکالا ہوا"، "بنایا ہوا" کو کہتے ہیں۔

مشتق کی اصطلاحی تعریف

"نَزْعُ لفظٍ من آخرَ، بشرطِ مناسبتِهمَا معنًى وتركيْبًا، ومغايرتِهمَا في الصِّيْغةِ".[2]

اس اسم کو کہتے ہیں جو مصدر سے بنا ہو اور معنی و ترکیب کے اعتبار سے دونوں میں مناسبت موجود ہو۔ جیسے ضَرَبَ، ضَارِبٌ، مَضْرُوْبٌ وغیرہ۔

(3)۔ جامد کی لغوی تعریف

جامد لغت میں "جم جانا"، "خشک ہو جانے" کو کہتے ہیں۔

---

(1) التعريفات: 216.

(2) التعريفات: 27، كشاف إصطلاحات الفنون: 206/1.

جامد کی اصطلاحی تعریف

"الْجامِدُ هُو الاسْمُ الَّذِيْ لَيْسَ مصدرًا ولاَ مُشْتقًا".

اس اسم کو کہتے ہیں جو نہ خود کسی سے بنا ہو اور نہ اس سے کوئی بنا ہو۔ جیسے رَجُلٌ وغیرہ۔

قواعد و فوائد

- مصدر "نکلنے کی جگہ "کو کہتے ہیں چونکہ اس سے بھی مشتقات نکلتے ہیں؛ اس لئے اس کو مصدر کہتے ہیں۔
- مصدر کی علامت یہ ہے: کہ فارسی معنی کے آخر میں لفظ "دَنْ" یا "تَنْ" اور اردو معنی کے آخر میں لفظِ "نا" آئے۔ جیسے الضَّرْبُ زَدَنْ (مارنا)، الْقَتْلُ کشتن (قتل کرنا)۔

مصدر اسے است در جہاں روشن   آخر فارسیش دَنْ یا تَنْ

- مصدر کی تعریف میں وصف سے مراد معنی مصدری ہے جس کو "حدث" بھی کہتے ہیں۔
- مصدر کی تین قسمیں ہیں: 1۔ مصدر اصلی، 2۔ مصدر میمی، 3۔ مصدر صناعی

1)۔ مصدر اصلی اسے کہتے ہیں جو ذات سے خالی ہو، نہ شروع میں میم ہو اور نہ اس کے آخر ایسی "یاء مشدد" ہو جس کے بعد "تائے تانیث" ہو۔ جیسے "عِلْمٌ، فَهْمٌ" وغیرہ۔

2)۔ مصدر میمی ایسے معنی پر دلالت کرتا ہے جو ذات سے خالی ہو، شروع میں میم ہو اور آخر میں "یاء مشدد" نہ ہو۔ جیسے "مَرْجِعٌ" وغیرہ۔

3)۔ مصدر صناعی ہر وہ لفظ ہے جس کے آخر میں "یاء مشدد" ہو اور اس کے بعد "تاء تانیث مربوطہ زائدہ" کر دی گئی ہو۔ جیسے "أَسَدٌ" سے "أَسَدِيَّةٌ".

- مصدر اصلی کی دو قسمیں ہیں: 1۔ ثلاثی، 2۔ رباعی۔ پھر ہر ایک کی دو قسمیں ہیں: 1۔ مجرد، 2۔ مزید۔

اس طرح کل چار قسمیں ہوئیں: 1۔ ثلاثی مجرد، 2۔ ثلاثی مزید، 3۔ رباعی مجرد، 4۔ رباعی مزید۔

• مصدر میمی ثلاثی مجرد سے عموما "مَفْعَلٌ" کے وزن پر آتا ہے۔ جیسے "مَخْرَجٌ" وغیرہ۔

• سات مصدر میمی ثلاثی مجرد سے "مَفْعِلٌ" کے وزن پر آتے ہیں۔ جیسے "الْمَرْجِعُ، الْمَرِفقُ، الْمَجِيْئُ، الْمَقِيْلُ، الْمَشِيْبُ، الْمَسِيْرُ، الْمَصِيْرُ".

• غیر ثلاثی مجرد سے مصدر میمی اسم مفعول کے وزن پر آتا ہے۔ جیسے "مُدَخْرَجٌ".

• اسم مصدر علم مصدر اور نفس مصدر میں فرق یہ ہے: کہ اسم مصدر معنی حدثی پر دلالت کرتا ہے لیکن مشتق منہ نہیں ہوتا۔ جیسے "سُبْحَانٌ"، علم مصدر وہ ہوتا ہے جو نہ مشتق ہو اور نہ معنی حدثی پر دلالت کرتا ہو بلکہ کسی کا علم ہوتا ہے۔ جیسے "عُثْمَانُ" اور نفس مصدر اسے کہتے ہیں: جو مشتق ہونے کے ساتھ ساتھ معنی حدثی پر دلالت کرے۔ جیسے "النَّصْرُ" وغیرہ۔

• کوفیوں کے نزدیک مصدر بھی مشتق میں داخل ہے؛ اس لئے کہ ان کے نزدیک اصل فعل ہے باقی سب اس سے مشتق ہے؛ لہذا ان کے نزدیک اسم کی دو ہی قسمیں بنتی ہیں: (1) جامد، (2) مشتق۔ ان کے نزدیک مصدر مشتق میں داخل ہے۔[1]

• اکثر متقدمین کے نزدیک مصدر اور اسمِ مصدر میں کوئی فرق نہیں، دونوں ایک ہی چیز ہیں۔ جبکہ متاخرین حضرات کے نزدیک مصدر اور اسمِ مصدر میں فرق پایا جاتا ہے:

(1) ۔۔۔پہلا فرق یہ ہے: کہ مصدر فقط وصف پر دلالت کرتا ہے، جبکہ اسمِ مصدر وصف پر دلالت نہیں کرتا۔ جیسے "عطاءٌ"، کہ یہ "أَعْطٰی" سے اسمِ مصدر ہے، اسمِ مصدر اس لئے ہے: کہ یہ محض وصف پر دلالت نہیں کرتا، بلکہ "عطاء" اس چیز کو کہتے ہیں جو دی جائے، اس لحاظ سے اس نے اسم کی حیثیت اختیار کی ہے۔

---

(1) علم الصیغہ: 104.

(2)۔۔۔دوسرا فرق یہ ہے: کہ مصدر میں اپنے فعل کے تمام حروف کا موجود ہونا ضروری ہے، خواہ لفظا ہوں یا تقدیرا یا تعویضا۔ لفظا کی مثال جیسے "ضَرْبًا"، کہ اس میں "ضَرَبَ" فعل کے تمام حروف موجود ہیں۔ تقدیرا کی مثال جیسے هُدًى اس کا فعل "هَدَا" ہے، اب "هُدًى" مصدر میں تلفظ کے اعتبار سے "یاء" اگرچہ محذوف ہے لیکن اصل میں موجود تھی جو بعد میں حذف ہو گئی تو تقدیرا یہاں "یاء" موجود ہے۔ تعویضا کی مثال جیسے عِدَةٌ جو "وَعَدَ" فعل کا مصدر ہے، یہ اصل میں "وِعْدٌ" تھا، اس میں اگرچہ "واؤ" محذوف ہے لیکن تعویضا (یعنی حرف محذوف کے عوض میں کوئی اور حرف آیا ہو) "واؤ" موجود ہے، کہ اس کے عوض میں "تاء" آئی ہے۔

(3)۔۔۔تیسرا فرق یہ ہے: کہ مصدر اسے کہتے ہیں جس کے لیے اسی لفظ سے فعلِ متصرف ہو۔ جیسے "ضَرْبًا" سے "ضَرَبَ" وغیرہ۔ اور اسمِ مصدر اسے کہتے ہیں جس کے لیے اسی لفظ سے فعلِ متصرف نہ ہو۔ جیسے "قَهْقَرِیٌّ".

- ثلاثی مجرد کے مصدر سے بارہ (12) چیزیں مشتق ہوتی ہیں، جن میں سے چھ افعال اور چھ اسماء ہیں: (1) فعل ماضی، (2) فعل مضارع، (3) فعل جحد، (4) فعل نفی، (5) فعل امر، (6) فعل نہی، (7) اسم فاعل، (8) اسم مفعول، (9) صفتِ مشبہ، (10) اسم تفضیل، (11) اسم ظرف، (12) اسم آلہ۔ ان میں سے فعل ماضی بلاواسطہ مصدر سے بنا ہے، فعل مضارع ماضی کے واسطے اور باقی مشتقات فعل مضارع کے واسطے سے مصدر سے بنے ہیں۔
- مشتق کا معنی ہے "بنایا ہوا"، چونکہ یہ بھی مصدر سے بنا ہوتا ہے؛ اس لئے اس کو مشتق کہتے ہیں۔
- اسمِ مشتق ذات اور وصف دونوں پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے "ضَارِبٌ" بمعنی "مارنے والا"۔ یہ ذات پر بھی دلالت کرتا ہے جس سے ضرب صادر ہوئی ہے، اور وصف مارنے پر بھی دلالت کرتا ہے۔
- اشتقاق کی تین قسمیں ہیں: (1) اشتقاقِ صغیر، (2) اشتقاق کبیر، (3) اشتقاقِ اکبر

اشتقاقِ صغیر: یہ ہے کہ مشتق اور مشتق منہ میں حروف اصلیہ اور ترتیب حروف میں تناسب ہو۔ جیسے "ضرب" سے "ضرب"، یہی قسم کثیر الوقوع ہے۔

اشتقاقِ کبیر: اسے کہتے ہیں کہ جس میں مشتق اور مشتق منہ میں صرف حروف اصلیہ میں مناسبت ہو حروف کی ترتیب میں مناسبت نہ ہے۔ جیسے "جذب" سے "جبذ".

اشتقاقِ اکبر: یہ ہے کہ مشتق اور مشتق منہ میں حروف کے مخارج میں مناسبت ہو۔ جیسے "نہق" سے "نعق".

- جامد کا معنی ہے "جم جانا"، اس کو بھی جامد اس لئے کہتے ہیں؛ کہ یہ بھی ایک جمی ہوئی چیز ہے کہ نہ یہ کسی سے بنا ہوتا ہے اور نہ اس سے کوئی کلمہ بنتا ہے۔
- جامد صرف ذات پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے "رَجُلٌ، جَعْفَرٌ" وغیرہ۔
- جعفر کے چار معنی آتے ہیں۔ جیسے کہا جاتا ہے: "رَأَيْتُ جَعْفَرًا فِيْ جَعْفَرٍ عَلٰى جَعْفَرٍ يَأْكُلُ جَعْفَرًا". یعنی میں نے جعفر نامی شخص کو گدھے پر سوار نہر میں خربوزہ کھاتے ہوئے دیکھا۔

تمرین

1۔ جامد، مصدر اور مشتق میں سے ہر ایک کی تعریف ذکر کریں؟

2۔ مصدر کی علامات ذکر کریں؟

3۔ مصدر اور اسم مصدر میں فرق بیان کریں؟

4۔ ثلاثی مجرد کے مصدر سے جو افعال اور اسماء بنتے ہیں ان کو ذکر کریں؟

5۔ درج ذیل کلمات میں سے جامد، مصدر اور مشتق کی نشاندہی کریں اور صرفی انطباق کریں۔

النَّصْرُ... عَلِمَ... ضَارِبٌ... مَضْرُوْبٌ... رَجُلٌ... دُعَاءٌ... الْقَوْلُ... اِمْرَأَةٌ... الْمَقَالُ... شَرِيْفٌ... لَا تَنْصُرْ... اِكْتِسَابٌ... اِكْرَامٌ... يِكْتَسِبُ...

اِحْمِرَارٌ... الشَّمْسُ... الْقَمَرُ... الْحَجَرُ... الشَّجَرُ... السَّيْفُ... جَمَلٌ... يَمَانٌ... فَرَسٌ... مِنْصَرٌ... أَنْصَرُ ... نُصْرٰى

حل شدہ مثال

"الضَّرْبُ" لفظ کی دونوں قسموں (موضوع و مہمل) میں سے موضوع؛ اس لئے کہ لفظ با معنی ہے۔۔۔ مفرد مرکب میں مفرد؛ اس لئے کہ ایک معنی پر دلالت کرتا ہے۔۔۔ مفرد کا دوسرا نام کلمہ ہے۔۔۔ اسم، فعل اور حرف میں سے اسم؛ اس لئے کہ اس کا معنی دوسرے کلمے کے ملائے بغیر معلوم ہو رہا ہے اور تینوں زمانوں (ماضی، حال اور مستقبل) میں کوئی زمانہ اس میں نہیں پایا جارہا۔۔۔ جامد، مصدر اور مشتق میں مصدر ہے؛ اس لئے کہ ایسے معنی پر دلالت کرتا ہے جو غیر کے ساتھ قائم ہے اور اس سے افعال نکلتے ہیں۔

فصل چہارم

شش اقسام کا بیان

اسم و فعل کی زائد حرف ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے چھ قسمیں ہیں: (1) ثلاثی مجرد، (2) ثلاثی مزید، (3) رباعی مجرد، (4) رباعی مزید، (5) خماسی مجرد، (6) خماسی مزید۔

(1)۔ ثلاثی مجرد وہ ہے: جس میں تین حروف اصلیہ کے علاوہ کوئی حرف زائد نہ ہو۔ جیسے رَجُلٌ.

(2)۔ ثلاثی مزید وہ ہے: جس میں تین حروف اصلیہ کے علاوہ کوئی حرف زائد ہو۔ جیسے حِمَارٌ بروزن فِعَالٌ.

(3)۔ رباعی مجرد: وہ ہے جس میں چار حروف اصلیہ کے علاوہ کوئی حرف زائد نہ ہو، جیسے: جعفر بروزن فَعلَلٌ .

(4)۔ رباعی مزید وہ ہے: جس میں چار حروف اصلیہ کے علاوہ کوئی حرف زائد ہو۔ جیسے قِرْطَاسٌ بروزن فِعْلَالٌ.

(5)۔ خماسی مجرد وہ ہے: جس میں پانچ حروف اصلیہ کے علاوہ کوئی حرف زائد نہ ہو۔ جیسے سَفَرْجَلٌ بروزن فَعَلَّلٌ.

(6)۔ خماسی مزید وہ ہوتا ہے: کہ جس میں پانچ حروفِ اصلیہ کے علاوہ کوئی حرف زائد ہو۔ جیسے خَنْدَرِیْسٌ بروزن فَعْلَلِیْلٌ.

قواعد و فوائد

- ان چھ اقسام کو "شش اقسام" کہا جاتا ہے۔
- حروف اصلیہ سے مراد "ف،ع،ل" ہیں۔

● مجرد "تجرید" سے ہے جس کا معنی "خالی کیا ہوا" آتا ہے، یعنی وہ کلمہ جو حرفِ زائد سے خالی ہو اور مزید فیہ اس کلمہ کو کہتے ہیں: جس میں کوئی زائد حرف ہو۔

● مجرد اور مزید ہونے کا دار و مدار فعل ماضی کے پہلے صیغے ہوتا ہے اگر اس میں کوئی حرف زائد نہ ہو تو تمام گردانیں مجرد میں داخل ہیں اور اگر کوئی زائد حرف ہو تو پھر مزید فیہ میں داخل ہیں۔

● ثلاثی اور رباعی سے مراد عام ہے خواہ اسم جامد ہو یا مصدر ہو یا مشتق، ہر ایک کی دو قسمیں ہیں۔ البتہ! خماسی سے مراد صرف اسم جامد اور اسم معرب ہی ہو گا۔

● فعل خماسی نہیں ہوتا؛ اس لئے کہ فعل کے آخر میں کبھی ضمیر بھی لگ جاتی ہے تو اس صورت میں یہ احتمال اور اشتباہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ تین تین حروف والے دو فعل ہیں یا چھ حروف والا ایک فعل اس اشکال کو زائل کرنے کیلئے فعل کو خماسی ذکر نہیں کیا جاتا۔

● کسی اسم میں زائد حروف چار سے زائد نہیں آسکتے اور نہ کوئی اسم سات حروف سے زائد ہوتا ہے، اور سات حروف سے مراد وہ حروف ہیں جو الف تانیث، تائے تانیث، یائے نسبت، یائے تصغیر، اور علامتِ تثنیہ وجمع کے علاوہ ہوں۔ جیسے مُسْتَخْرِجَانِ، مُسْتَخْرِجَاتٌ.[1]

● ثلاثی مزید فیہ میں چار تک حروف زائد آسکتے ہیں۔ جیسے کِتَابٌ (ایک حرف زائد)، مُكَاتَبٌ (دو حرف زائد)، مُسْتَنْصِرٌ (تین حروف زائد)، اِسْتِنْصَارٌ (چار حروف زائد)[2]

● رباعی مزید فیہ میں تین تک حروف زائد آسکتے ہیں۔ جیسے قَفَنْجَرٌ (ایک حرف زائد)، مُتَدَحْرَجٌ (دو حرف زائد)، عَبَوْثَرَانِ (تین حروف زائد)۔

---

(1) المستقصي في علم التصريف: 614.
(2) الصرف العربي: 35.

- خماسی مزید فیہ میں تین تک حروف زائد آسکتے ہیں۔ جیسے عَضَرَفُوْطٌ (ایک حرف زائد)، اِصْطَفَلِیْنِ (دو حرف زائد)۔
- ثلاثی مجرد میں اسمِ جامد کے دس اوزان آتے ہیں[1]، جو کہ مثالوں سمیت درج ذیل ہیں:

وزن	مثال	معنی	وزن	مثال	معنی
فَعْلٌ	فَلْسٌ	پیسہ	فَعَلٌ	فَرَسٌ	گھوڑا
فَعُلٌ	عَضُدٌ	بازو	فُعَلٌ	صُرَدٌ	لٹو پرندہ
فَعِلٌ	كَتِفٌ	کندھا	فُعُلٌ	عُنُقٌ	گردن
فِعَلٌ	عِنَبٌ	انگور	فُعْلٌ	قُفْلٌ	تالہ
فِعِلٌ	اِبِلٌ	اونٹ	فِعْلٌ	حِبرٌ	سپاہی

- ثلاثی مزید فیہ کے اوزان بہت زیادہ ہیں؛ اس لئے کہ ثلاثی اسماء میں چار تک حروف زائد آسکتے ہیں، ایک حرف زائد والے اسماء کے اٹھتر (78) اوزان ہیں، جن میں دو حروف زائد ہوں ان کے ایک سو انیتس (129) اوزان ہیں۔ تین حروف زائد والے اسماء کے اکسٹھ (61) اوزان ہیں۔ اور جن میں چار حروف زائد ہوں ان اوزان کی تعداد چھ (6) ہیں۔ اس طرح ثلاثی مزید فیہ کے کم از کم دو سو چوہتر (274) اوزان بنتے ہیں۔
- امام سیبویہ نے ثلاثی مزید فیہ کے تین سو آٹھ (308) اوزان بتائے ہیں۔
- اسم رباعی مجرد کے پانچ اوزان ہیں:[2]

---

(1) المستقصي في علم التصريف: 601.

(2) المستقصي في علم التصريف: 607.

جو کہ مثالوں سمیت درج ذیل ہیں:

وزن	مثال	معنی	وزن	مثال	معنی
فَعْلَلٌ	سَلْهَبٌ	طویل	فِعْلَلٌ	دِرْهَمٌ	اسم
فِعْلِلٌ	زِبْرِجٌ	شیر کی صفت	فُعْلُلٌ	بُرْثُنٌ	پنجہ
فِعَلٌّ	قِمَطْرٌ	چھوٹے قد کا موٹا آدمی			

• امام اخفش ؒ کے نزدیک رباعی مجرد کے چھ اوزان ہیں، چھٹا وزن: "فُعْلَلٌ" (بضم الفاء، وسكون العين وفتح اللام) ہے۔ جیسے جُحْدَبٌ (سبز ٹڈی)۔ لیکن جمہور کے نزدیک "جُحْدُبٌ ، بُرْثُنٌ" کی طرح (بضم الدال) "فُعْلُلٌ " کے وزن پر ہے۔

• رباعی مزید فیہ کے اوزان کی تعداد بھی کثیر ہیں، ایک حرف زائد ہونے کی صورت میں رباعی مزید فیہ کے پینتیس (35) اوزان ہیں۔ دو حروف زائد والے اسماء کے اکیس (21) اسماء ہیں، جبکہ تین حروف زائد والے اسماء کے چار (4) اوزان ہیں۔ اس طرح رباعی مزید فیہ کے کل اوزان ساٹھ (60) بنتے ہیں۔

• خماسی مجرد کے کل چار اوزان ہیں:[1]، جو کہ مثالوں سمیت درج ذیل ہیں:

وزن	مثال	معنی	وزن	مثال	معنی
فِعْلَلٌ	قِرْطَعْبٌ	تیز رفتار اونٹ	فُعَلِّلٌ	قُذَعْمِلٌ	پلا ہوا اونٹ
فَعْلَلِلٌ	جَحْمَرِشٌ	بڑھیا عورت	فَعَلَّلٌ	فَرَزْدَقٌ	بڑے جسم والا

• خماسی مزید فیہ کے پانچ اوزان ہیں۔[2]

---

(1) الممتع الكبير في التصريف: 56.

(2) الممتع الكبير في التصريف: 113.

وزن	مثال	معنی	وزن	مثال	معنی
فَعْلَلُوْلٌ	خَنْدَرِيْسٌ	شراب	فُعَلِّيْلٌ	خُذَعْبِيْلٌ	بہت بوڑھی عورت
فَعْلَلُوْلٌ	عَضْرَفُوْطٌ	درخت کا نام	فَعَلَّلَى	قَبَعْثَرَى	صحت مند اونٹ
فِعْلَلُوْلٌ	قِرْطَبُوْسٌ	مضبوط اونٹنی			

- بعض حضرات کے نزدیک "خَنْدَرِيْسٌ" میں نون زائد ہے چنانچہ اس کا وزن "فَنْعَلِيْلٌ" ہے اور یہ رباعی مزید فیہ ہے لیکن راجح قول یہ ہے کہ یہ نون اصلی ہے اور یہ خماسی مزید فیہ کا وزن ہے۔
- اسم جامد کے مزید اور مجرد ہونے کا مدار خود اسی اسم پر ہوتا ہے کسی دوسری چیز پر نہیں ہوتا۔
- اسم مصدر صرف ثلاثی یا رباعی ہوگا خماسی نہیں ہوتا۔ اسی طرح وہ اسماء جو مصدر سے مشتق ہوتے ہیں وہ بھی صرف ثلاثی یا رباعی ہوں گے۔
- صرفی حضرات جب لفظ اسم استعمال کرتے ہیں تو اس سے مراد اسم جامد معرب یا اسم مصدر و مشتق ہوتا ہے۔

تمرین

1۔ شش اقسام کی تعریفات مع امثلہ بیان کریں؟

2۔ کسی اسم میں زائد حروف کی تعداد بیان کریں؟

3۔ اسم جامد میں ثلاثی، رباعی، خماسی مجرد اور مزید کے اوزان ذکر کریں؟

4۔ اسم جامد کے مجرد اور مزید ہونے کا مدار کس پر ہوتا ہے؟

5۔ خندریس میں صرفیوں کا اختلاف بیان کریں؟

6۔ درج ذیل کلمات میں ثلاثی رباعی خماسی مجرد اور مزید ہونے کی نشاندہی کریں اور صرفی انطباق کریں۔

فُلُسٌ... فَرَسٌ... بَيْتٌ... إِبِلٌ... عَضُدٌ... غِزَالٌ... تُرَابٌ... حِمَارٌ... إِنْسَانٌ... قِنْدِيْلٌ... عُصْفُوْرٌ... قُرْبُوْسٌ... صَلْصَالٌ... سِرْبَالٌ... عَنْكَبُوْتٌ...

زَمَرَّدٌ... حِبرٌ ... عُنُقٌ ... عِنَب نَغَرٌ ... أَعْصَارٌ ... مِنْدِيْلٌ ... عَجُوْزٌ ... مِنْقَارٌ ... بُرْثُنٌ ... دِرْهَمٌ ... قَمْطَرٌ ... قُفُلٌ ... كَتَفٌ ... جَعْفَرٌ ... زَبَرْجٌ ... قِرْطَبُوْسٌ... فَرَزْدَقٌ ... جَحْمَرِشٌ ... قِرْطَعِبٌ ...عَضْرَفُوْطٌ ... قَبَعْثَرَى ... خَنْدَرِيْسٌ

حل شدہ مثال

"فَرَسٌ" لفظ کی دونوں قسموں (موضوع و مہمل) میں سے موضوع؛ اس لئے کہ لفظ با معنی ہے۔۔۔ مفرد مرکب میں مفرد؛ اس لئے کہ ایک معنی پر دلالت کرتا ہے۔۔۔ مفرد کا دوسرا نام کلمہ ہے۔۔۔ اسم، فعل اور حرف میں سے اسم؛ اس لئے کہ اس کا معنی دوسرے کلمے کے ملائے بغیر معلوم ہو رہا ہے اور تینوں زمانوں (ماضی، حال اور مستقبل) میں کوئی زمانہ اس میں نہیں پایا جارہا۔۔۔ جامد، مصدر اور مشتق میں سے اسم جامد ہے؛ اس لئے کہ نہ خود کسی سے بنا ہے اور نہ اس سے کوئی بنتا ہے۔۔۔ ثلاثی مجرد؛ اس لئے ہے کہ تین حروف اصلیہ کے علاوہ کوئی حرف زائد نہیں ہے۔

باب دوم

اسمائے مشتقات کی اقسام کا بیان

یہ باب سات درج ذیل فصلوں پر مشتمل ہے:

فصل اول	:	اسم ظرف کا بیان
فصل دوم	:	اسم آلہ کا بیان
فصل سوم	:	اسم تفضیل کا بیان
فصل چہارم	:	اسم فاعل کا بیان
فصل پنجم	:	اسم مفعول کا بیان
فصل ششم	:	صیغہ مبالغہ کا بیان
فصل ہفتم	:	صفت مشبہ کا بیان

فصل اول

اسم ظرف کا بیان

ظرف کا لغوی معنی

ظرف لغت میں "برتن" کو کہتے ہیں۔

اسم ظرف کا اصطلاحی معنی

"مَا يَبْنِيْ مِنْ فِعْلٍ لِّيَدُلَّ عَلٰى مَكَانِه أَوْ زَمَانِه".[1]

اسم اس کلمہ کو کہتے ہیں جو معنی مصدری کے ساتھ کسی جگہ یا وقت پر دلالت کرے۔ جیسے مَنْصَرٌ وغیرہ۔

قواعد و فوائد

- اسمِ ظرف فعل مضارع سے بنتا ہے، فعل مضارع سے علامتِ مضارع حذف کر کے اس کی جگہ علامتِ اسمِ ظرف (میم مفتوح) کا اضافہ کر دیں، لام کلمہ پر تنوین لے آئیں اور عین کلمہ کی حرکت قانون کے مطابق ہو گی۔[2]
- اگر کلمہ وقت پر دلالت کرے تو اس کو "ظرفِ زمان"، اور اگر مکان پر دلالت کرے تو اسے "ظرفِ مکان" کہتے ہیں۔
- ظرف خواہ زمان ہو یا مکان ہو اس کی دو قسمیں ہیں: (1) سماعی، (2) قیاسی

(1)۔ سماعی اسے کہتے ہیں جس کے بنانے کا قاعدہ کلیہ نہ ہو، اور وہ اسمِ جامد ہوتا ہے ان میں

---

(1) كشاف إصطلاحات الفنون: 1147/2.

(2) المستقصي في علم التصريف: 567.

معرب اور مبنی بھی ہوتے ہیں۔

(2)۔ قیاسی وہ ہوتا ہے جو مضارع سے بنتا ہے اور ہمیشہ معرب ہوتا ہے۔

- ظرف زمان اور مکان کا صیغہ ایک ہی ہوتا ہے فرق موقع محل سے ہوتا ہے۔
- اسم ظرف کی بناء فعل سے اس لئے کی گئی ہے کہ بعض اوقات فعل ظرف میں واقع ہوتا ہے اس مناسبت اور ربط کی وجہ سے اسم ظرف کی بناء فعل سے کی گئی ہے۔
- اسم ظرف کی بناء افعال میں فعل مضارع سے اسلئے کی گئی ہے کہ اسم ظرف کی فعل مضارع کیساتھ حرکات و سکنات اور تعداد حروف میں مشابہت ہے۔
- اسم ظرف اور اسم آلہ میں فرق کرنے کیلئے اسم ظرف میں میم کو "فتحہ" اور اسم آلہ میں میم کو "کسرہ" دیا گیا۔
- اسم ظرف اور فعل مضارع کے درمیان فرق کرنے کیلئے اسم ظرف کے شروع میں "میم" کو زیادہ کیا ہے۔
- اسم ظرف کے شروع میں "میم مفتوحہ" زیادہ کرنے کی وجہ اگرچہ مصدر میمی کیساتھ التباس لازم آتا ہے مگر مصدر میمی کے قلیل الاستعمال ہونے کی وجہ سے صرفیوں نے اس التباس کو معتبر نہیں سمجھا۔
- اسم ظرف کی اسم مفعول کیساتھ مناسبت اور مشابہت ایک گونہ موجود ہے کہ جس طرح اسم مفعول "مفعول" واقع ہوتا ہے اسی طرح اسم ظرف "مفعول فیہ" واقع ہوتا ہے، اس مناسبت سے ثلاثی مجرد میں اسم ظرف کی میم کو "فتحہ" دیا گیا؛ کیونکہ ثلاثی مجرد کے اسم مفعول میں بھی "میم مفتوح" ہوتا ہے اور ثلاثی مزید فیہ اور رباعی مجرد و مزید اسم مفعول میں "میم مضموم" ہوتی ہے؛ اس وجہ سے ان ابواب کی ظرف کی میم کو بھی "مضموم" ذکر کیا۔
- صحیح، مہموز اور اجوف کے ابواب کی اسم ظرف مضارع معلوم کے عین کلمہ کے تابع ہوتی ہے، اگر عین کلمہ مکسور ہو تو اسم ظرف "مَفْعِلٌ" کے وزن پر آئے گی۔ صحیح کی مثال: یَضْرِبُ سے مَضْرِبٌ، یَحْسِبُ سے مَحْسِبٌ۔ مہموز کی مثال: یَزْئِرُ سے مَزْئِرٌ۔ اجوف کی مثال: یَبِیْعُ سے مَبِیْعٌ۔

اگر عین کلمہ مضموم یا مفتوح ہو تو اسم ظرف "مَفْعَلٌ" کے وزن پر آئے گی۔ صحیح کی مثال جب

عین کلمہ مضموم ہو۔ جیسے یَنْصُرُ سے مَنْصَرٌ۔ اور مفتوح العین کی مثال: جیسے یَعْلَمُ سے مَعْلَمٌ۔ مہموز کی مثال جب عین کلمہ مضموم ہو۔ جیسے یَأْمُرُ سے مَأْمَرٌ۔ اور مفتوح العین کی مثال: جیسے یَأْمَنُ سے مَأْمَنٌ۔ اجوف کی مثال جب عین کلمہ مضموم ہو۔ جیسے یَقُوْلُ سے مَقَالٌ۔ اور عین کلمہ مفتوح کی مثال: جیسے یَخَافُ سے مَخَافٌ۔

- مثال کی اسم ظرف خواہ مثال واوی ہو یا یائی ہو، مضارع کا عین کلمہ مکسور ہو یا نہ ہو اس کی ظرف "مَفْعِلٌ" کے وزن پر آتی ہے۔ جیسے یَعِدُ سے مَوْعِدٌ، یَیْسِرُ سے مَیْسِرٌ۔
- ناقص، لفیف اور مضاعف خواہ ناقص واوی ہو یا ناقص یائی ہو، لفیف مفروق ہو یا مقرون ہو بہر صورت اس کی اسمِ ظرف "مَفْعَلٌ" کے وزن پر آتی ہے۔ ناقص واوی کی مثال: جیسے یَدْعُوْ سے مَدْعاً۔ ناقص یائی کی مثال: جیسے یَرْمِيْ سے مَرْمًی۔ لفیف مفروق کی مثال: جیسے یَقِيْ سے مَوْقًی۔ لفیف مقرون کی مثال: جیسے یَطْوِيْ سے مَطْوًی۔ مضاعف کی مثال: جیسے یَمُدُّ، یَفِرُّ سے مَمَدٌّ، مَفَرٌّ۔
- ثلاثی مجرد کے علاوہ ثلاثی مزید فیہ، رباعی مجرد اور رباعی مزید فیہ کی اسم ظرف اسی باب کے اسم مفعول کے وزن پر آتا ہے۔ ثلاثی مزید فیہ کی مثال: جیسے مُکْرَمٌ۔ رباعی مجرد کی مثال: جیسے مُدَحْرَجٌ۔ رباعی مزید کی مثال: جیسے مُتَدَحْرَجٌ۔[1]
- صحیح کے وہ الفاظ جن کی مضارع معلوم مضموم العین ہے لیکن پھر بھی خلاف قانون ان کی ظرف "مَفْعِلٌ" کے وزن پر آتی ہیں۔ وہ درج ذیل الفاظ ہیں:

---

(1) المستقصي في علم التصريف: 68، 69، 70، 567.

مَسْجِدٌ.. مَشْرِقٌ.. مَغْرِبٌ.. مَنْسِكٌ.. مَطْلِعٌ.. مَنْبِتٌ.. مَسْقِطٌ.. مَخْزِنٌ.[1]

• مصنفِ ارشاد الصرف فرماتے ہیں: کہ "ماسوائے ایشاں شاذ اند" یعنی اگر اسم ظرف کا صیغہ مذکورہ بالا قانون کے خلاف آجائے تو وہ شاذ ہوتا ہے۔

• شیخ رضی ؒ نے امام سیبویہ ؒ سے نقل کیا ہے: کہ مذکورہ الفاظ اسم جامد ہیں فعل مضارع سے ماخوذ نہیں؛ ان کی دلیل یہ ہے: کہ جو اسم ظرف فعل مضارع سے ماخوذ ہو اس میں کسی جگہ کی تخصیص نہیں ہوتی۔ جیسے "مَقْتَلٌ" ہر جائے قتل کو کہتے ہیں، لیکن مذکورہ صیغوں میں جگہ کی تخصیص ہوئی ہے کہ مسجد ہر سجدہ گاہ کو نہیں کہتے، بلکہ جس مکان کو نماز کے لیے مخصوص کیا گیا ہو اس کو کہتے ہیں۔ اسی طرح "مَنْسِكٌ" اس مخصوص مقام کو کہتے ہیں جس میں حج اور قربانی کے افعال ادا کیے جاتے ہیں۔

• ہر وہ جگہ جہاں کوئی چیز بکثرت موجود ہو اس جگہ کے لئے مستعمل الفاظ عربی میں "مَفْعَلٌ" کے وزن پر لائے جاتے ہیں۔ جیسے جس جگہ قبریں زیادہ ہوں اس جگہ کو "مَقْبَرَةٌ"، اور جس جگہ شیر (اسد) زیادہ ہوں اس جگہ کو "مَأْسَدَةٌ" کہتے ہیں۔[2]

• مصدر میمی، اسم مفعول اور اسم ظرف غیر ثلاثی افعال سے ایک ہی وزن پر آتے ہیں، ان میں فرق موقع محل سے کیا جاتا ہے۔ جیسے نِعْمَ الْمُسْتَقٰی (مصدر میمی)، مُسْتَقَی الْمَاءِ قَرِیْبٌ (ظرف مکان)، مُسْتَقَی الزَّرْعِ فِي الصَّبَاحِ (ظرف زمان)، هٰذَا الْمَاءُ مُسْتَقًی بِالدَّلْوِ (اسم مفعول)۔

• اسم ظرف فعل کی طرح عمل نہیں کرتا۔

• شاذ لغت میں "تنہا ہونا" اور "تھوڑی چیز پانے" کو کہتے ہیں۔ جبکہ اصطلاح میں شاذ کی تین قسمیں ہیں:
(1)۔ شاذِ حسن: وہ ہے جو قانون کے خلاف اور استعمال کے موافق ہو۔ جیسے یَسْجُدُ کی اسم ظرف

---

(1) المستقصي في علم التصريف: 583.

(2) علم الصيغة: 32.

مَسْجَدٌ (بفتح الجيم) آتی ہے۔
(2)۔ شاذِ احسن: وہ ہے جو قانون کے خلاف اور استعمال کے موافق ہو، اس کو شاذ احسن کہتے ہیں۔ جیسے یَسْجُدُ کی اسم ظرف مَسْجِدٌ (بکسر الجیم) آتی ہے۔
(3)۔ شاذِ قبیح: جو قانون او استعمال دونوں کے خلاف ہو۔ جیسے یَسْجُدُ کی اسم ظرف مَسْجُدٌ (بضم الجیم) آتی ہے۔
- بعض صرفیوں کے نزدیک مضاعف کی اسم ظرف مطلقا "مَفْعَلٌ" کے وزن پر آتی ہے۔ ان کی دلیل قرآن کی آیت ﴿أَيْنَ الْمَفَرُّ﴾ ہے۔ اس آیت میں "مَفَرٌّ" ظرف کا صیغہ ہے، اور "مَفْعَلٌ" کے وزن پر ہے، لیکن یہ استدلال درست نہیں؛ اس لئے کہ مضاعف کی اسم ظرف عین کلمہ کے تابع ہوتی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے ﴿حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ﴾ "مَحِلَّہٗ" اسم ظرف ہے "حَلَّ يَحِلُّ" سے۔ "مَفَرٌّ" کا جواب علم الصیغہ کے مصنف نے یہ دیا ہے کہ "مَفَرٌّ" مصدر میمی کا صیغہ ہے، اسم ظرف نہیں ہے۔ [1]
- اسم ظرف کا ثلاثی مجرد سے جمع سالم کا صیغہ نہیں آتا، بلکہ جمع مکسر قیاسی یعنی جمع اقصی اور تصغیر کا صیغہ آئے گا، کل چار صیغے ہوں گے۔ جبکہ ثلاثی مجرد کے علاوہ سے جمع مؤنث سالم کا صیغہ آئے گا تصغیر کا صیغہ نہیں آتا چنانچہ اس کے تین صیغے ہوں گے۔
- بعض اوقات ظرف کے معنی میں کثرت اور مبالغہ کا معنی حاصل کرنے کے لیے ظرف کے آخر میں تائے متحرکہ لگادیتے ہیں۔ جیسے مَدْرَسَةٌ، مَقْبَرَةٌ، مَحْكَمَةٌ، مَمْلَكَةٌ۔ [2]

تمرین

1۔ اسم ظرف کی تعریف اور اقسام بیان کریں؟

---

(1) علم الصيغة: 31.

(2) المستقصي في علم التصريف: 576.

2۔اسم ظرف کس سے بنتا ہے اور بننے کا طریقہ کیا ہے؟

3۔اسم ظرف کب "مَفْعَلٌ" کے وزن پر آتا ہے؟

4۔اسم ظرف کے وہ کونسے کلمات ہیں جو خلاف قاعدہ آتے ہیں؟

5۔شاذ کی تعریف اور اقسام ذکر کریں؟

5۔درج ذیل افعال سے اسم ظرف بنائیں:

يَضْرِبُ... يَنْصُرُ... يَحْسِبُ... يَحْتَسِبُ... يُكْرِمُ... يَزِيْدُ... يَزِيْغُ... يُسَارِعُوْنَ... يَدْعُوْ... يَسْتَعِيْنُ... يُقِيْمُ... يُؤْتِيْ ... يَكْفُرُوْنَ... يَعُضُّ... يَمُدُّ... يَفِرُّ... يَأْتِيْ... يُسَارِعُ... يسَاقَ... يَأْمُرُ... يَسْئَلُ... يَقْرَءُ... يَقِيْ... يَطْوِيْ... يُدَحْرِجُ... يَتَدَحْرَجُ... يَرْضٰى... يَرْشُدُ... يَرْزُقُ... يَرِدُ

6۔درج ذیل جملوں میں اسم ظرف کی نشان دہی کریں اور صرفی تطبیق کریں۔

﴿وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى﴾

﴿وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَى حِينٍ﴾

﴿لَوْ يَجِدُونَ مَلْجَأً أَوْ مَغَارَاتٍ أَوْ مُدَّخَلًا لَوَلَّوْا إِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُونَ﴾

﴿وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِلنَّاسِ وَأَمْنًا وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾

﴿وَرَأَى الْمُجْرِمُونَ النَّارَ فَظَنُّوا أَنَّهُمْ مُوَاقِعُوهَا وَلَمْ يَجِدُوا عَنْهَا مَصْرِفًا﴾

﴿وَإِنْ أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّى يَسْمَعَ كَلَامَ اللّٰهِ ثُمَّ أَبْلِغْهُ مَأْمَنَهُ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْلَمُونَ﴾

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا

فَلْيَتبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «كُلُّ عَرَفَةَ مَوْقِفٌ، وكُلُّ مِنًى مَنْحَرٌ، وكُلُّ الْمُزْدَلِفَةِ مَوْقِفٌ، وكُلُّ فِجَاجِ مَكَّةَ طَرِيقٌ وَمَنْحَرٌ».

وضعُ الشَّيْءِ فِيْ غيرِ محلِّه ظلمٌ... القَبرُ مَقَرُّ الميِّتِ... الجَنَّةُ مُسْتَقَرُّ الْمُؤْمِنِيْنَ... الْمَسْجِدُ الْجَامِعُ مُلْتَقَى الْمُؤْمِنِيْنَ... مُلْتَقَى الْمُسْلِمِيْنَ يَوْمُ الْعِيْدِ.

حل شدہ مثال

"مَسْجِدٌ" لفظ کی دونوں قسموں (موضوع و مہمل) میں سے موضوع؛ اس لئے کہ لفظ با معنی ہے۔۔۔ مفرد مرکب میں سے مفرد؛ اس لئے کہ ایک معنی پر دلالت کرتا ہے۔۔۔ مفرد کا دوسرا نام کلمہ ہے۔۔۔ اسم، فعل و حرف میں سے اسم؛ اس لئے کہ اس کا معنی دوسرے کلمے کے ملائے بغیر معلوم ہو رہا ہے، اور تینوں زمانوں (ماضی، حال اور مستقبل) میں کوئی زمانہ اس میں نہیں پایا جا رہا۔۔۔ جامد، مصدر و مشتق میں مشتق ہے؛ اس لئے کہ مصدر سے نکلا ہے۔۔۔ اسم ظرف؛ اس لئے کہ معنی مصدری کے ساتھ جگہ پر دلالت کرتا ہے۔

فصل دوم

اسم آلہ کا بیان

اسم آلہ کا لغوی معنی

آلہ لغت میں "اَوزار"، یعنی اس چیز کو کہتے ہیں جس سے کوئی کام کیا جائے۔

اسم آلہ کا اصطلاحی معنی

"هُوَ مَا يُعَالِجُ بِهِ الْفَاعِلُ الْمَفْعُوْلَ بِوُصُوْلِ الْأَثَرِ إِلَيْهِ".(1)

ہر اس چیز کو کہتے ہیں جس کے ذریعے کوئی کام کیا جائے۔ جیسے مِفْتَاحٌ (کھولنے کا آلہ، چابی)

قواعد و فوائد

- اسم آلہ کی دو قسمیں ہیں: (1) سماعی، (2) قیاسی

(1)۔ سماعی سے صرفی حضرات بحث نہیں کرتے وہ اسم جامد ہوتا ہے۔ جیسے "قَلَمٌ، لِسَانٌ" وغیرہ۔

(2)۔ قیاسی کے تین اوزان ہیں "مِفْعَلٌ، مِفْعَلَةٌ، مِفْعَالٌ"۔

"مِفْعَلٌ" کو اسمِ آلہ صغریٰ کہتے ہیں۔ "مِفْعَلَةٌ" کو اسمِ آلہ وسطیٰ کہتے ہیں۔ اور "مِفْعَالٌ" کو اسم آلہ کبریٰ کہتے ہیں۔(2)

- اسمِ آلہ ثلاثی مجرد کے ابواب سے بنتا ہے، چنانچہ ثلاثی مجرد کے ان ابواب سے بنتا ہے جس میں رنگ اور عیب والے معنی نہ پائے جائے۔

---

(1) التعريفات: 26.

(2) المستقصي في علم التصريف: 548، شذ العرف في فن الصرف: 135.

- ثلاثی مجرد کے وہ باب جس میں رنگ اور عیب والا معنی ہوں اور اسی طرح ثلاثی مجرد کے علاوہ ابواب کا اسمِ آلہ بنانے کا طریقہ یہ ہے: کہ اس باب کے مصدر کے شروع میں "مَا بِہٖ" لگا دیں تو اسمِ آلہ بن جائے گا۔ جیسے مَا بِهِ السَّوَادُ، مَا بِهِ التَّصْرِيْفُ، مَا بِهِ الدَّحْرَجَةُ.
- اسم آلہ قیاسی فَعَلَ مضارع سے بنتا ہے، جس کا طریقہ یہ ہے: کہ مضارع کی علامت حروف اتین کو حذف کر کے شروع میں میم مکسورہ اسم آلہ کی علامت لائی جاتی ہے، عین کلمہ کو مفتوح اور لام کلمہ پر تنوین لائی جاتی ہے۔ اسم آلہ کبریٰ میں عین کلمہ کے بعد "الف" کا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ اور اسم آلہ وسطیٰ میں "تاء" کا اضافہ کر کے اس پر اعراب جاری کر دیا جاتا ہے۔
- لفظ آلہ اصل میں "أَوَلَة" تھا بقانون قال "آلہ" ہوا۔
- اسم آلہ کے اوزان میں سماعی اور شاذ بھی ہیں جو فعل سے مشتق ہیں۔ جیسے "الْمَنْخَلُ... الْمُسْعِطُ... الْمُدُقُّ... الْمُدُّهُنُ... الْمُكْحُلَةُ".[1]
- بعض اسمائے الہ جامد بھی ہوتے ہیں، یعنی مصدر سے ماخوذ نہیں ہوتے۔ جیسے "قُدُوْمٌ... سِكِّيْنٌ... جَرَسٌ... فَأْسٌ... قَلَمٌ... نَاقُوْرٌ".
- "مِفْعَالٌ" کا وزن اسم مبالغہ اور اسم الہ دونوں میں مشترک ہے تاہم دونوں میں فرق لفظی یا معنوی قرینے سے ہو گا۔
- اسم الہ میں تذکیر و تانیث کا کوئی فرق نہیں ہوتا۔
- کبھی اسم آلہ فاعل کے وزن پر بھی آتا ہے۔ جیسے "خَاتِمٌ" مہر کا آلہ۔[2]

---

(1) المستقصي في علم التصريف: 559، شرح الشافية: 187.

(2) استاذ محترم مولانا حفیظ الرحمن حفظہ اللہ اپنے استاذ مولانا غلام ربانیؒ کے حوالے سے فرماتے ہیں: کہ "خَاتِمٌ" اسم آلہ =

تمرین

1۔ اسم آلہ کی تعریف اور بنانے کا طریقہ بیان کریں؟

2۔ ثلاثی مجرد کے علاوہ ابواب کے اسم الہ بنانے کا طریقہ ذکر کریں؟

3۔ اسم آلہ کے اوزان میں قیاسی اور سماعی کی نشاندہی کریں؟

4۔ درج ذیل افعال سے اسم الہ بنائیں۔

يَزْعَمُ... يَزَالُ... يِنْصُرُ... يَحْسبُ... يَزَاغُ... يُزَادُ... يَرْفَعُ... يَرْضٰى...
يَرِدُ... يَقُوْلُ ... يَخَافُ... يَدْعُوْ... يَرْزُقُ... يَرٰى... يُرْبِحُ... يَرُبُّ... يَأْمُرُ...
يَقْرَأُ... يَمُدُّ... يَرْمِيْ.

4۔ درج ذیل جملوں میں اسم آلہ کی نشاندہی کریں، نیز صرفی انطباق کرنا نہ بھولئے۔

﴿فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَى مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنْسَأَتَهُ﴾

﴿وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ﴾

﴿إِنَّ اللهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ﴾

﴿لَهُ مَقَالِيدُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾

﴿مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكَاةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ الْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ﴾

عَنْ أَبِيْ هُرِيرة، عن النبي ﷺ قال: «لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رُفْقَةً فِيْهَا جَرَسٌ».

«كَانَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ مُكْحُلَةٌ يَكْتَحِلُ بِهَا عِنْدَ النَّوْمِ ثَلَاثًا فِي كُلِّ عَيْنٍ»

«مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ الصَّلَاةُ»

«الْمُؤْمِنُ مِرْآةُ الْمُؤْمِنِ».

= نہیں ہے بلکہ اسم للآلہ ہے۔ یعنی معنی تو اسم آلے کا ہے لیکن وزن اسم آلے کا نہیں۔

حل شدہ مثال

"مِضْرَبٌ" لفظ کی دونوں قسموں (موضوع و مہمل) میں سے موضوع؛ اس لئے کہ لفظ بامعنی ہے۔۔۔ مفرد مرکب میں مفرد، اس لئے کہ ایک معنی پر دلالت کرتا ہے۔۔۔ مفرد کا دوسرا نام کلمہ ہے۔۔۔ اسم، فعل و حرف میں سے اسم؛ اس لئے کہ اس کا معنی دوسرے کلمے کے ملائے بغیر معلوم ہو رہا ہے اور تینوں زمانوں (ماضی، حال اور مستقبل) میں کوئی زمانہ اس میں نہیں پایا جارہا۔۔۔ جامد، مصدر و مشتق میں مشتق ہے؛ اس لئے کہ مصدر سے نکلا ہے۔۔۔ اسم آلہ؛ اس لئے کہ کام کرنے کے آلے پر دلالت کرتا ہے۔

فصل سوم

اسم تفضیل کا بیان

اسم تفضیل کا لغوی معنی

تفضیل لغت میں "فضیلت دینے" کو کہتے ہیں۔

اسم تفضیل کا اصطلاحی معنی

"هُوَ اسْمٌ اشْتُقَّ مِنْ فِعْلٍ لِّمَوْصُوْفٍ بِزِيَادَةٍ عَلٰى غَيْرِهٖ".[1]

اس اسم کو کہتے ہیں جس میں فضیلت اور بہتری والا معنیٰ پایا جائے۔

قواعد وفوائد

- اسم تفضیل بھی ثلاثی مجرد کے ابواب سے بنتا ہے، اور ثلاثی مجرد کے ان ابواب سے بنتا ہے جس میں عیب اور رنگ والا معنیٰ نہ پایا جائے۔
- اسم تفضیل کی دو قسمیں ہیں: (1) اسم تفضیل مذکر، (2) اسم تفضیل مؤنث
- اسم تفضیل مذکر بنانے کا طریقہ یہ ہے: کہ فعل مضارع معلوم میں علامت مضارع کو حذف کر کے اس کی جگہ ہمزہ مفتوحہ کا اضافہ کریں اور عین کلمہ کو فتحہ دیں۔
- اسم تفضیل مؤنث بنانے کا طریقہ یہ ہے: کہ فعل مضارع معلوم سے علامت مضارع کو حذف کریں، فاء کلمہ کو ضمہ دیں اور عین کلمہ کو ساکن کر کے آخر میں علامت تانیث (الف مقصورہ) بڑھا دیں۔ جیسے "يَفْعِلُ" سے "فُعْلٰى".
- ثلاثی مجرد کے وہ ابواب جس میں عیب اور رنگ والا معنیٰ پایا جائے یا وہ ابواب جو ثلاثی مجرد کے علاوہ ہیں ایسے ابواب کی اسم تفضیل بنانے کا طریقہ یہ ہے: کہ ایسے کلمہ کے شروع میں "أَشَدُّ" یا اس کے ہم

---

(1) التعریفات: 26.

معنی کوئی کلمہ بڑھادیا جائے۔ جیسے "أَشَدُّ تَصْرِيفًا، أَشَدُّ بَيَاضًا".

• قیاسی طور پر اسم تفضیل فعل مضارع معلوم سے بنتا ہے۔ حرفِ مضارعت کو حذف کرکے اس کے عوض شروع میں ہمزہ مفتوحہ لاتے ہیں، عین کلمہ کو فتح دے کر آخر میں غیر منصرف ہونے کی وجہ سے تنوین کو مقدر کر دیا جاتا ہے۔

• وہ ابواب جن میں رنگ اور عیب والا معنی پایا جاتا ہو اس سے "أَفْعَلُ" کے وزن پر آنے والا کلمہ اسم تفضیل نہیں ہوتا بلکہ صفت مشبہ ہوتا ہے، اس کی مؤنث "فُعَلَاءُ" کے وزن پر آتی ہے، اور جمع ہمیشہ "فُعْلٌ" کے وزن پر آئے گی۔ جیسے "أَسْوَدُ، أَحْمَرُ، أَبْيَضُ" کی مؤنث "سَوْدَاءُ، حَمْرَاءُ، بَيْضَاءُ" اور جمع "سُوْدٌ، حُمْرٌ، بِيْضٌ" آتی ہے۔

• اسم تفضیل کا معنی دینے والے کو "أَفْعل تفضيلي" جیسے "أَضْرَبُ" یا "فُعْلٰى تفضيلي" جیسے "ضُرْبٰى" کہتے ہیں۔

• عیب ولون کا معنی دینے والے "أَفْعَلُ، فُعلاَء" کو "أفعل صفتي" یا "فعلاء صفتي" کہتے ہیں۔ جیسے "أَسْوَدُ، أَحْمَرُ، حَمْرَاءُ، سَوْدَاءُ" وغیرہ۔ اگر ان دونوں قسموں میں سے نہ ہو تو اسے "أَفْعَلُ اِسمي، فُعلاءُ اِسمي" یا "فُعْلٰى اِسمي" کہتے ہیں۔ جیسے "أَحْمَدُ، صَحْرَاءُ، قُصْوٰى" وغیرہ۔

• بعض اوقات اسمِ تفضیل فاعل معنی کی بجائے مفعول کے معنی کی زیادتی پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے "أَشْهَرُ" بمعنی "مَشْهُوْرٌ".

• اسم تفضیل فعل لازم کی طرح عمل کرتا ہے فاعل کو رفع دیتا ہے، اگر اس کا فاعل ضمیر مستتر ہو تو بلا کسی شرط کے عمل کرتا ہے۔ جیسے ﴿رَبِّ السِّجْنُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا يَدْعُونَنِي إِلَيْهِ﴾، اس جملے میں "أَحَبُّ" اسم تفضیل کا فاعل ضمیر مستتر ہے جو کہ "السِّجْنُ" کی طرف لوٹ رہی ہے۔ اور اگر اسم تفضیل کا فاعل اسم ظاہر ہو تو درج ذیل شرائط کے ساتھ عمل کرتا ہے:

(1)۔ اسم تفضیل کی جگہ اس کا فعل رکھنے سے معنی میں فساد پیدا نہ ہو۔

(2)۔ اسم تفضیل سے پہلے نفی، نہی یا استفہام ہو۔

(3)۔ اسم تفضیل صفت اور موصوف اسم جنس ہو۔

(4)۔ اسم تفضیل کے ساتھ ایسی ضمیر متصل نہ ہو جو موصوف کی طرف لوٹتی ہو۔

(5)۔ اس کا فاعل "مُفَضَّلْ" بھی ہو اور "مُفَضَّلْ عَلَيْهِ" بھی۔

مثلاً: «مَا مِنْ أَيَّامٍ أَحَبُّ إِلَى اللهِ أَنْ يُتَعَبَّدَ لَهُ فِيهَا مِنْ عَشْرِ ذِي الْحِجَّةِ».

"أَحَبُّ" اسم تفضیل صفت ہے اور اس کا موصوف "أَيَّامٍ" اسم جنس ہے اور "أَحَبُّ" کی جگہ اس کا ہم معنی فعل "يُحِبُّ" لگانے سے معنی میں فساد پیدا نہیں ہوتا، چنانچہ تقدیری عبارت یوں گی "مَا مِنْ أَيَّامٍ يُحِبُّ إِلَى اللهِ أَنْ يُتَعَبَّدَ لَهُ فِيهَا مِنْ عَشْرِ ذِي الْحِجَّةِ" جملہ حرف نفی "مَا" سے شروع ہو رہا ہے، اور اسم تفضیل میں ایسی ضمیر نہیں ہے جو موصوف کی طرف لوٹتی ہو، اسم تفضیل کا فاعل "أَنْ يُتَعَبَّدَ لَهُ" ایک ہی وقت میں "مُفَضَّلْ" بھی ہے اور "مُفَضَّلْ عليه" بھی ہے، یعنی عمل صالح عشرہ ذی الحجہ میں واقع ہونے کے اعتبار سے "مُفَضَّل" اور غیر ذی الحجہ میں واقع ہونے کے اعتبار سے "مُفَضَّل عَلَيه" ہے۔

- ہر فعل سے اسم تفضیل نہیں آتا بلکہ اس کے لیے شرائط ہیں، یہ شرائط جس فعل میں موجود ہوں صرف اسی سے اسم تفضیل بن سکتا ہے۔ شرائط درج ذیل ہیں:[1]

(1)۔ فعل تام ہو، ناقص سے اسم تفضیل نہیں آتا۔ جیسے "يَكُوْنُ، يَصِيْرُ" وغیرہ

(2)۔ فعل متصرف ہو؛ لہذا فعل غیر متصرف سے اسم تفضیل نہیں آتا۔ جیسے "نِعْمَ، بِئْسَ" وغیرہ

(1) المستقصي في علم التصريف: 518.

(3)۔ فعل مثبت ہو منفی فعل سے اسم تفضیل نہیں آتا۔ جیسے "لَا یَضْرِبُ" وغیرہ

(4)۔ فعل مثبت معلوم ہو مجہول سے اسم تفضیل نہیں آتا۔ جیسے "یُضْرَبُ" وغیرہ

(5)۔ اس فعل کا معنی ایسا ہو کہ اس میں کمی اور زیادتی ہو سکتی ہو؛ لہذا ایسا فعل جس میں کمی اور زیادتی نہ ہو سکتی اس سے اسم تفضیل نہیں بن سکتا۔ جیسے "یَمُوْتُ، یحیٰی" وغیرہ

(6)۔ ثلاثی مجرد ہو چنانچہ ثلاثی مزید سے اسم تفضیل نہیں بن سکتا۔ جیسے "یُکْرِمُ، یُضَارِبُ" وغیرہ

(7)۔ اس فعل میں رنگ یا ظاہری عیب کے معانی نہ پائے جائیں چنانچہ یَخْضَرُ، یعْوَرُ وغیرہ سے "أَفْعَلُ" کے وزن پر اسم تفضیل نہیں آسکتا۔

(8)۔ اس فعل سے صفت مشبہ کا صیغہ "أَفْعَلُ" یا "فُعْلَانٌ" کے وزن پر نہ آتا ہو، جیسے "یَخْضَرُ، یَشْبِعُ وغیرہ کہ اس سے اسم تفضیل "أَفْعَلُ" کے وزن پر نہیں آتا۔

- اسم تفضیل اور اسم مبالغہ میں فرق یہ ہے کہ اسم مبالغہ میں معنی کی زیادتی اپنی ذات کے اعتبار سے ہوتی ہے اور اسم تفضیل میں معنی کی زیادتی دوسرے کے مقابلے میں ہوتی ہے۔ جیسے "خَالِدٌ عَلَّامَةٌ" (خالد بہت بڑا عالم ہے) "زَیْدٌ أَعْلَمُ مِنْ سَعِیْدٍ" (زید سعید سے زیادہ عالم ہے)۔

تمرین

1۔ اسم تفضیل کی تعریف اور اقسام بیان کریں؟

2۔ اسم تفضیل بنانے کا طریقہ بیان ذکر کریں؟

3۔ غیر ثلاثی مجرد افعال سے اسم تفضیل بنانے کا طریقہ ذکر کریں؟

4۔ افعل کے وزن پر اسم تفضیل بنانے کے شرائط ذکر کریں؟

5۔ اسم تفضیل اور اسم مبالغہ میں فرق بیان کریں؟

6۔ درج ذیل افعال سے اسم تفضیل بنائیں۔

يَضْرِبُ... أَنْصُرُ... خَلَطُوْا... يَخلَصُ... تَخْلُقُوْنُ... خَلَوْا... خَلَقَ... دَعَوْا... دَفَعْتُمْ... ذَاقُوْا... تَعْلَمُ...ذَرْنَا... ذَرَأَ... ذَكَرَ... تَذْهَبُ... تَرِدُ... تَأْمُرُ... تَفِرُّ... زَاغَ... رَبَطْنَا... غَفَرَ

7۔ درج ذیل جملوں میں اسم تفضیل کی نشاندہی کریں اور صرفی انطباق کریں۔

﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالاً﴾

﴿وَلِلّٰهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى﴾

﴿إِذْ قَالُوا لَيُوسُفُ وَأَخُوهُ أَحَبُّ إِلَى أَبِينَا مِنَّا﴾

﴿فَأُولَئِكَ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلٰى﴾

﴿قَوْلٌ مَعْرُوفٌ وَمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِنْ صَدَقَةٍ يَتْبَعُهَا أَذًى﴾

﴿هَذَا وَإِنَّ لِلطَّاغِينَ لَشَرَّ مَآبٍ﴾

﴿وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ﴾

﴿وَأَنْ تَعْفُوا أَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى﴾

﴿إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ﴾

«اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي، وَأَلْحِقْنِي بِالرَّفِيقِ الْأَعْلٰى»

«صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاةِ أَحَدِكُمْ وَحْدَهُ بِخَمْسَةٍ وَعِشْرِينَ جُزْءًا»

«لَمْ يَفْقَهْ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فِي أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثٍ»

«أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا»

«أَمَّا بعدُ، فإِنَّ أَصدقَ الحديثِ كتابُ اللهِ، وأَفضلَ الهَديِ هَديُ محمدٍ، وشرُّ الأُمورِ مُحدَثَاتُها، وكلُّ بدعةٍ ضَلالةٌ»

حل شدہ مثال

"أَشْرَفُ" لفظ کی دونوں قسموں (موضوع و مہمل) میں سے موضوع، اس لئے کہ لفظ بامعنی ہے۔۔۔ مفرد مرکب میں مفرد؛ اس لئے کہ ایک معنی پر دلالت کرتا ہے۔۔۔ مفرد کا دوسرا نام کلمہ ہے۔۔۔ اسم فعل حرف میں سے اسم؛ اس لئے کہ اس کا معنی دوسرے کے ملائے بغیر معلوم ہو رہا ہے اور تینوں زمانوں (ماضی، حال اور مستقبل) میں سے کوئی زمانہ اس میں نہیں پایا جارہا۔۔۔ جامد مصدر مشتق میں مشتق ہے؛ اس لئے کہ مصدر سے نکلا ہے۔۔۔ اسم تفضیل اس لئے کہ بہتری اور فضیلت والے معنی پر دلالت کرتا ہے۔

فصل چہارم

اسم فاعل کا بیان

اسم فاعل کی تعریف

"اسمٌ مُشْتَقٌ مِّنَ الْمَصْدَرِ مَوْضُوْعٌ لِّمَنْ قَامَ بِهٖ مَعْنَى الْمَصْدَرِ".[1]

اسم فاعل اس اسم مشتق کو کہتے ہیں جو اس ذات پر دلالت کرے جس کے ساتھ فعل قائم ہو۔ جیسے "ضَارِبٌ" (مارنے والا ایک مرد)

قواعد و فوائد

- اسم فاعل ثلاثی مجرد سے اس طرح بنتا ہے کہ علامتِ مضارع کو حذف کرنے کے بعد اس کے حرف اول یعنی فاء کلمہ اور عین کلمہ کے درمیان الف بڑھائیں اور عین کلمہ کو کسرہ دے دیں اور لام کلمہ کو تنوین لاحق کر دیں۔ جیسے "يَضْرِبُ" سے "ضَارِبٌ".
- اسم فاعل غیر ثلاثی مجرد سے اس باب کے فعل مضارع معروف سے بنایا جاتا ہے، اس طرح کہ علامت مضارع کو دور کر کے اس کی جگہ میم مضموم لگائیں اور آخری حرف سے پہلے اگر کسرہ نہ ہو تو کسرہ لگائیں اور لام کلمہ کو تنوین لاحق کر دیں۔ جیسے "يُكْرِمُ" سے "مُكْرِمٌ".[2]
- ثلاثی کے مصدر سے اسم فاعل "فَاعِلٌ" کے وزن پر آتا ہے۔
- اجوف ثلاثی سے اسم فاعل "فَاعِلٌ" کے وزن پر آتا ہے لیکن اس کا عین کلمہ (واؤ، یاء) ہمزہ میں

---

(1) دستور العلماء: 68/4.

(2) المستقصي في علم التصريف: 455/1، شذ العرف في فن الصرف: 121.

تبدیل ہو جاتا ہے۔ جیسے "قَائِلٌ، بَائِعٌ" جو کہ اصل میں "قَاوِلٌ، بَایِعٌ" تھے۔

- ناقص ثلاثی کے اسم فاعل سے لام کلمہ حذف ہو جاتا ہے۔ جیسے "دَاعٍ" جو کہ اصل میں "دَاعِوٌ" تھا، البتہ جب اس پر لامِ تعریف داخل ہو یا اس کی اضافت ہو تو اس وقت یاء لوٹ آئے گی۔ جیسے "الدَّاعِيْ، دَاعِي اللهِ".
- وہ افعال جس میں حرفہ وپیشہ کا معنی ہوں اس سے اسم فاعل کا صیغہ "فَعَّالٌ" کے وزن پر آتا ہے۔ جیسے "خَيَّاطٌ" (درزی) "خَبَّازٌ" (نانبائی)
- فاعل کا صیغہ نسبت کے لیے بھی آتا ہے۔ جیسے "تَامِرٌ" (کھجور والا) "لَابِنٌ" (دودھ والا) اسے "فَاعِلُ ذِیْ كَذَا" کہتے ہیں۔
- اعداد میں "فَاعِلٌ" کا صیغہ مرتبے کے لئے آتا ہے۔ جیسے "خَامِسٌ" (پانچواں) "عَاشِرٌ" (دسواں)
- مرکب اعداد میں پہلے جزء کو اسم فاعل کے وزن پر اور دوسرے کو اس کی حالت پر چھوڑ دیتے ہیں۔ جیسے "حَادِيْ عَشَرَ، ثَانِيْ عَشَرَ".
- بعض صورتوں میں لفظی یا معنوی قرینے کی وجہ سے اسم فاعل دائمی معنی پر دلالت کرتا ہے اس صورت میں اسم فاعل کے وزن پر ہونے کے باوجود صفت مشبہ ہی شمار ہوتا ہے۔ اس کی کئی صورتیں ہیں:

(1)۔ جب ثلاثی مجرد لازم کا صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل کی طرف مضاف ہو تو یہ صفت مشبہ بن جاتا ہے۔ جیسے "رَاجِحُ الْعَقْلِ" (کامل عقل والا) "حَاضِرُ الْبَدِيْهَةِ" (ذہین) یہ اصل میں "رَاجِحُ عَقْلِه، حَاضِرَةٌ بَدِيْهَتِه" ہیں۔

(2)۔ جب غیر ثلاثی مجرد لازم کا صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل کی طرف مضاف ہو۔ جیسے "النَّجْمُ مُسْتَدِيْرُ الشَّكْلِ، مُتَوَقِّدُ الْجِرْمِ، مُسْتَضِيْءُ الْوَجْهِ" یہ اصل میں "مُسْتَدِيْرٌ شَكْلُهٗ،

مُتَوَقِّدٌ جِرْمُهٗ، مُسْتَضِيْءٌ وَجْهُهٗ" ہیں۔

(3)۔ جب صیغہ اسم فاعل خود دوام و ثبات کے معنی پر دلالت کرتا ہو۔ جیسے "خَالِدٌ، مُسْتَدِيْمٌ، دَائِمٌ" وغیرہ۔

(4)۔ جب صیغہ اسم فاعل اللہ تعالی کی ذات مقدسہ کے لیے استعمال ہو تو اس صورت میں بھی اسم فاعل دائمی معنی پر دلالت کی وجہ سے صفت مشبہ ہی ہوتا ہے۔ جیسے ﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ﴾، ﴿غَافِرِ الذَّنْبِ﴾ وغیرہ۔

● غیر ثلاثی مجرد سے اسم فاعل بناتے وقت مضارع کے ما قبل آخر کو کسرہ دیا جاتا ہے لیکن اگر تعلیل کے بعد فعل مضارع کے آخر کا ما قبل الف یا یاء سے تبدیل ہوا ہو تو وہ اسی طرح اسم فاعل میں قائم رہے گا۔ جیسے "يَخْتَارُ" سے "مُخْتَارٌ"، اور "يَسْتَجِيْبُ" سے "مُسْتَجِيْبٌ" وغیرہ۔

● کچھ افعال ایسے ہیں جن سے اسم فاعل بروزن اسم مفعول آتا ہے۔ جیسے "يَسْهَبُ" سے "مُسْهَبٌ"، "يَحْصُنُ" سے "مُحْصَنٌ" اور "يَلْفَجُ" سے "مُلْفَجٌ".[1]

● جمع کا لغوی معنی ہے "اکٹھا ہونا"۔ اور اصطلاح میں اس کلمہ کو کہتے ہیں جو مشتق ہو اور دو سے زیادہ پر دلالت کرے۔

● جمع کی دو قسمیں ہیں (1) جمع سالم، (2) جمع مکسر۔ جمع سالم وہ ہے: جس کے واحد کے صیغے میں توڑ پھوڑ نہ کی جائے بلکہ واحد کے صیغہ کے آخر میں زیادتی کرکے جمع کا معنی حاصل کیا جائے۔ اور جمع مکسر اسے کہتے ہیں: جس کے واحد کے صیغے میں کوئی توڑ پھوڑ کی جائے۔[2]

● جمع سالم کی دو قسمیں ہیں: (1) جمع مذکر سالم، (2) جمع مؤنث سالم۔ جمع مذکر سالم وہ ہے: جس کے آخر

(1) المستقصي في علم التصريف: 458/1.

(2) كشاف إصطلاحات الفنون: 573/1.

میں واؤاور نون ہو خواہ اس کا مفرد مذکر ہو۔ جیسے "مُسْلِمُوْنَ"، یا مؤنث ہو جیسے "أَرْضٌ" سے "أَرْضُوْنُ".
اور جمع مؤنث سالم وہ ہے: جس کے آخر میں الف اور تاء ہو اس کا مفرد خواہ مذکر ہو۔ جیسے "مُرْفُوْعٌ" سے "مَرْفُوْعَاتٌ"، یا مؤنث ہو جیسے "مُسْلِمَةٌ" سے "مُسْلِمَاتٌ".

- جمع مکسر کی دو قسمیں ہیں: (1) سماعی، (2) قیاسی۔ سماعی وہ ہے: جس کے بنانے کا کوئی قاعدہ کلیہ نہ ہو، بلکہ محض اہل عرب سے سننے پر موقوف ہو۔ اور قیاسی وہ ہوتا ہے: جس کے بارے میں کوئی قاعدہ کلیہ ہو۔
- مکسر قیاسی کے پانچ نام ہیں: (1) جمع مکسر قیاسی، (2) غیر منصرف، (3) جمع الجموع، (4) جمع منتہی الجموع، (5) جمع اقصی
- جمع مکسر سماعی کے اوزان کثیر ہیں جن میں سے اسم فاعل کی گردان میں زیادہ استعمال ہونے والے چند اوزان بیان کئے جاتے ہیں۔
- جمع مکسر کے جو اوزان اسم فاعل میں ہیں ان کا ہر باب اور ہر مادہ سے آنا ضروری نہیں ہے بلکہ سماع پر موقوف ہیں، اور یہ بھی ضروری نہیں کہ یہی اوزان ہوں بلکہ ان کے علاوہ بھی آسکتے ہیں۔
- اسم فاعل میں جو اوزان جمع مکسر کے بیان کئے گئے ہیں یہ اوزان اسم فاعل کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ صفت مشبہ، مصدر، اسم جامد، اسم مبالغہ، مفرد اور جمع کے صیغے بھی آسکتے ہیں۔
- جمع اقصی اس جمع مکسر کو کہتے ہیں جس سے دوسری جمع کی بناء نہ ہو سکے۔ جیسے "أَقْوَالٌ" یہ "قَوْلٌ" کی جمع مکسر ہے، پھر اس کی جمع "أَقَاوِيْلُ" ہے، تو "أَقَاوِيْلُ" جمع اقصی کے بعد دوسری جمع مکسر نہیں بنائی جاسکتی۔
- جمع اقصی بنانے کا طریقہ یہ ہے: کہ پہلے دونوں حرفوں کو فتحہ دیں گے تیسری جگہ الف علامت جمع اقصی کی لائیں گے، پھر اگر الف کے بعد ایک حرف ہے تو وہ مشدد ہو گا۔ جیسے "دَابَّةٌ" سے "دَوَابُّ". اور اگر الف کے بعد دو حرف ہوں تو پہلے کو کسرہ اور دوسرے کو اپنے حال پر چھوڑیں گے۔ اور اگر الف جمع اقصی کے بعد تین حروف ہوں تو پہلے کو کسرہ، دوسرے کو یائے ساکنہ سے بدلیں گے تیسرے کو اپنے

حال پر رہنے دیں گے۔ جیسے "مَضْرُوْبٌ" سے "مَضَارِيْبُ" اور "مِصْبَاحٌ" سے "مَصَابِيْحُ".[1]

- کبھی جمع اقصی کے آخر میں "تا" بھی آتی ہے۔ جیسے "فَلاَسِفَةٌ".
- جمع اقصی قاعدے اور قانون کے تحت بنے گی اور ہمیشہ اس اسم سے بنے گی جو کم از کم چار حروف پر مشتمل ہوں؛ لہٰذا تین حروف والے اسم سے جمع اقصی نہیں بنے گی۔
- جمع اقصی مفرد سے بنی ہوئی جمع سے بھی بن سکتی ہے؛ اس لئے اس کو "جمع الجموع یا جمع منتہی الجموع" بھی کہتے ہیں۔ جیسے "كَلْبٌ" کی جمع "أَكْلُبٌ"، اور اس کی جمع "أَكَالِيْبُ" اور "نعمٌ" کی جمع "أَنْعَامٌ" اوراس کی جمع "أَنَاعِيْمُ".
- جمع اقصی کے آخر میں کسرہ اور تنوین نہیں آتی؛ کیونکہ یہ غیر منصرف ہوتی ہے؛ یہی وجہ ہے کہ اس کو جمع غیر منصرف کہتے ہیں۔ البتہ اگر آخر میں تائے متحرکہ ہو تو جیسے "صَيَاقَلَةٌ" یا صیغہ ناقص یا لفیف کا ہو۔ جیسے "دَوَاعٍ، جَوَارٍ" وغیرہ تو اس وقت کسرہ اور تنوین آسکتا ہے۔
- جمع اقصی کی جمع مکسر نہیں آتی، البتہ اس کی جمع مذکر سالم یا مؤنث سالم آسکتی ہے۔ جیسے "عَارِضَةٌ" سے "عَوَارِضُ" پھر "عَوَارِضُ" سے "عَوَارِضَاتٌ" اور "أَكْبَرٌ" سے "أَكَابِرُ" پھر "أَكَابِرُ" سے "أَكَابِرِيْنُ".
- جمع اقصی کی علامت یہ ہے کہ ہمیشہ تیسری جگہ الف ہو گا۔
- جمع اقصی کے نو اوزان ہیں جو صیغہ ان اوزان پر ہو گا وہ جمع اقصی کہلائے گا۔ وہ دس اوزان یہ ہیں:

وزن	فَوَاعِلُ	أَفَاعِلُ	أَفَاعِيْلُ	مَفَاعِلُ	مَفَاعِيْلُ
مثال	ضَوَارِبُ	أَصَابِعُ	أَبَاطِيْلُ	مَحَاسِنُ	مَيَاسِيْرُ
وزن	فَعَالِلُ	فَوَاعِيْلُ	فَعَالِيْلُ	فَعَائِلُ	
مثال	جَعَافِرُ	دَوَانِيْقُ	قَرَاطِيْسُ	رَسَائِلُ	

(1) دستور العلماء: 185/2.

- اسم فاعل اور فاعل میں فرق یہ ہے، کہ اسم فاعل اسے کہتے ہیں: جس میں ذات اور صفات دونوں موجود ہوں۔ جیسے "ضَارِبٌ" کہ اس میں ایک مارنے والی ذات ہے اور وہ ذات صفت ضاربیت کیساتھ متصف ہے۔ جبکہ فاعل صرف اس ذات کو کہا جاتا ہے جس سے فعل کا صدور ہوا ہو۔
- ہر مدہ زائدہ جو مفرد مکبر میں دوسری جگہ واقع ہو جمع اقصی اور تصغیر بناتے وقت اس مدہ زائدہ کو واؤ مفتوحہ سے تبدیل کرنا واجب ہے۔
- حروف مدہ: مد کے معنی "کھینچنے" اور "دراز کرنے" کے ہیں۔ اور یہ حروف بھی حرف کو کھینچنے اور دراز کرنے سے پیدا ہوتے ہیں۔ اس سے مراد ہر وہ حرف علت ہے جو ساکن ہو اور ما قبل حرکت اس کے موافق ہو، یعنی واؤ ما قبل مضموم ہو، یا ما قبل مکسور اور الف ما قبل مفتوح ہو تینوں کی مثال "أُوْتِيْنَا" ہے۔
- حروف لین: لین کے معنی "نرمی" کے ہیں اور یہ حروف بھی سکون کی حالت میں نرمی کے ساتھ ادا ہوتے ہیں اور اس سے مراد ہر وہ حرفِ علت ہے جو ساکن ہو اور ما قبل حرکت اس کے موافق نہ ہو۔ جیسے "خَوْفٌ" اور "كَيْفَ" وغیرہ۔
- زائد اس حرف کو کہتے ہیں جو فا، عین اور لام کلمہ کے مقابلے میں نہ ہو۔
- مکبّر اس اسم کو کہتے ہیں جس کی تصغیر بنائی جاسکے یعنی اسم ہو فعل نہ ہو کیونکہ فعل کی تصغیر نہیں بنائی جاتی۔
- مدہ کی دو قسمیں ہیں: (1) مدہ اصلی، (2) مدہ غیر اصلی

(1)۔ مدہ اصلی وہ ہے جو فاء یا عین یا لام کلمے کے مقابلے میں آئے، جیسے: "بَابٌ، بِيْرٌ، بُوْسٌ".

(2)۔ مدہ غیر اصلی وہ ہے جو فاء، یا عین یا لام کلمے کے مقابلے میں نہ آئے۔ جیسے "ضَارِبٌ، مَضْرُوْبٌ".

- ہر مدہ زائدہ جو مفرد مکبّر میں دوسری جگہ واقع ہو جمع اقصی اور تصغیر بناتے وقت اس مدہ زائدہ کو واؤ مفتوحہ سے تبدیل کرنا واجب ہے۔ الف مدہ کی مثال: جیسے "ضَارِبٌ" سے جمع اقصی "ضَوَارِبُ" اور تصغیر "ضُوَيْرِبُ"

ہے۔یائے مدہ کی مثال: جیسے "ضِیْرَابُ" سے جمع اقصی "ضَوَارِیْبُ" ہے۔واؤ مدہ کی مثال: جیسے "طُوْمَارٌ" سے جمع اقصی "طَوَامِیْرُ" اور تصغیر "طُوَیْمِیْرٌ" ہے۔[1]

- الف اور یاء کو تو واؤ مفتوحہ سے تبدیل کیا جاتا ہے، جبکہ واؤ کی صورت میں واؤ کی ایک حالت کو دوسری حالت سے تبدیل کیا جاتا ہے۔ جیسے واؤ مدہ کے سکون کو فتحہ کے ساتھ تبدیل کیا جائے۔ مثلا: "طُوْمَارٌ"، "طَوَامِیْرُ".
- اسم فاعل میں غائب، مخاطب اور متکلم میں کوئی فرق نہیں ان میں فرق ضمیروں سے ہوتا ہے۔ جیسے "هُوَ نَاصِرٌ، هِيَ نَاصِرَةٌ، أَنْتَ نَاصِرٌ، نَحْنُ نَاصِرُوْنَ".
- اسم فاعل اور اسم مفعول ذات مع الوصف دونوں پر دلالت کرتے ہیں جبکہ فاعل اور مفعول صرف ذات پر دلالت کرتے ہیں۔
- اسم فاعل اور صفت مشبہ میں چند فرق ہیں:[2]

(1)۔صفت مشبہ میں معنی مصدری دوام اور ہمیشگی کے لیے ہوتا ہے جبکہ اسم فاعل میں مصدری معنی عارضی ہوتا ہے۔ جیسے "خَالِدٌ حَسِیْنٌ" (خالد خوبصورت ہے)، "زَیْدٌ ضَارِبٌ" (زید مارنے والا ہے)

(2)۔اسم فاعل لازم اور متعدی دونوں طرح سے آتا ہے جبکہ صفت مشبہ صرف لازم باب سے آتا ہے۔

(3)۔اسم فاعل کے صیغے قیاسی ہیں جبکہ صفت مشبہ کے صیغے سماعی ہے،صفت مشبہ صرف ثلاثی مجرد سے آتا ہے جبکہ اسم فاعل ثلاثی مجرد مزید، رباعی مجرد اور مزید ہر ایک سے آتا ہے۔

(4)۔اسم فاعل پر الف لام اسمی داخل ہوتا ہے جبکہ صفت مشبہ پر داخل نہیں ہوتا۔

---

(1) قانونچه كامروي: 50.

(2) كشاف إصطلاحات الفنون: 193/1، الصرف العربي: 120.

تمرین

1۔ اسم فاعل کی تعریف بیان کریں؟

2۔ ثلاثی مجرد اور غیر ثلاثی مجرد سے اسم فاعل بنانے کا طریقہ ذکر کریں؟

3۔ اسم فاعل کن صورتوں میں دوام والے معنی پر دلالت کرتا ہے؟

4۔ جمع مکسر اور سالم کی تعریفات بیان کریں؟

5۔ جمع اقصی کی تعریف اور اس کے اوزان بیان کریں؟

6۔ حروف مدہ، لین اور زائدہ کی تعریفات ذکر کریں؟

5۔ اسم فاعل اور صفت مشبہ میں فرق نمایا کریں؟

6۔ جمع مکسر کی تعریف اور طریقہ ذکر کریں؟

7۔ درج ذیل افعال سے اسم فاعل بنائیں۔

تَضْرِبُ... أَنْصُرُ... يَحْسِبُوْنَ... نَشْرُفُ... يَعْلَمُ... يُوْهِنُ... تُوْقِنُ... أَعَادَ... يُكْرِمُ... يُأَمِّنُ... تُسَئِّلُ ... أُقَوِّلُ ... يُرَبِّيْ ... أُضَارِبُ ... يُدَارِئُ... تُشَاقُّوْنَ... تَيَاسَرَ... يُبَايِعُوْنَ... تَتَصَرَّفُ... يَتَأَمَّنُ... نَتَوَعَّدُ... أَتَقَوَّلُ... تَدَّعِيْ... تَكْتَسِبُ... تَأْتَمِنُ... يَمْتَدُّ... يَبْتَاعُ... يَشْتَرُوْنَ... تَنْصَرِفُ

7۔ درج ذیل آیات کریمہ میں اسم فاعل کی تعیین کریں اور صرفی انطباق کریں۔

﴿الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ﴾.. ﴿وَلاَ الضَّالِّينَ﴾.. ﴿هُدًى لِلْمُتَّقِينَ﴾.. ﴿أُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾.. ﴿فَاقْضِ مَا أَنْتَ قَاضٍ﴾.. ﴿وَوَجَدَكَ ضَالاًّ فَهَدَى﴾ .. ﴿لِلطَّاغِينَ مَآبًا﴾ .. ﴿وَاللهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ﴾ .. ﴿وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ﴾ .. ﴿أَلَيْسَ اللهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ﴾ .. ﴿هُمْ عَنْ صَلاَتِهِمْ سَاهُونَ﴾ .. ﴿قُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾.. ﴿وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ﴾ .. ﴿لاَ فَارِضٌ وَلاَ بِكْرٌ﴾ .. ﴿وَمَا اللهُ بِغَافِلٍ﴾ ..

﴿إِنِّي مُتَوَفِّيكَ﴾ .. ﴿أَمْ نَحْنُ الزَّارِعُونَ﴾ .. ﴿إِنَّا لَذَائِقُونَ﴾ .. ﴿فَوَيْلٌ لِلْقَاسِيَةِ﴾ .. ﴿النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ﴾

حل شدہ مثال

"ضَارِبٌ" لفظ کی دونوں قسموں (موضوع و مہمل) میں سے موضوع؛ اس لئے کہ لفظ با معنی ہے۔۔۔ مفرد مرکب میں مفرد؛ اس لئے کہ ایک معنی پر دلالت کرتا ہے۔۔۔ مفرد کا دوسرا نام کلمہ ہے۔۔۔ اسم فعل حرف میں سے اسم؛ اس لئے کہ اس کا معنی دوسرے کلمے کے ملائے بغیر معلوم ہو رہا ہے اور تینوں زمانوں (ماضی، حال اور مستقبل) میں سے کوئی زمانہ اس میں نہیں پایا جارہا۔۔۔ جامد مصدر مشتق میں مشتق ہے؛ اس لئے کہ مصدر سے نکلا ہے۔۔۔ اسم فاعل؛ اس لئے کہ معنی مصدری کے ساتھ کام کرنے والے پر بھی دلالت کرتا ہے۔

فصل پنجم

اسم مفعول کا بیان[1]

اسم مفعول کی تعریف

"اِسْمٌ مُّشْتَقٌّ لِّمَا وَقَعَ عَلَيْهِ الْفَعْلُ".[2]

اسم مفعول وہ اسم مشتق ہے جو اس ذات پر دلالت کرتا ہے جس پر فعل واقع ہوا ہو۔ جیسے "مَضْرُوْبٌ".

قواعد وفوائد

● ثلاثی مجرد کے ابواب میں اسم مفعول "مَفْعُوْلٌ" کے وزن پر آتا ہے، یعنی جب اسم مفعول کو فعل مضارع مجہول سے بنائیں گے تو یاء حرف مضارعت کو حذف کرکے اسکی جگہ میم مفتوح لائیں گے، عین کلمہ کو ضمہ دیں گے اور اس میں اشباع کرکے واؤ پیدا کریں گے؛ اس لئے کہ "مَکْرَمٌ، مَعْوَنٌ" کے علاوہ کوئی کلمہ بھی "مَفْعُلٌ" کے وزن پر نہیں آتا اور آخر میں اعراب جاری کریں گے۔ جیسے "یَضْرِبُ" سے "مَضْرُوْبٌ".

● غیر ثلاثی مجرد کے ابواب میں اسم مفعول ان کے فعل مضارع مجہول کے وزن پر آتا ہے، صرف "یاء" علامت مضارع کو حذف کرکے اس کی جگہ میم مضموم لگاتے ہیں اور آخری حرف کو تنوین دیتے ہیں۔ جیسے "یُکْرِمُ" سے "مُکْرَمٌ".

● غیر ثلاثی مجرد کے اسم مفعول میں آخری حرف سے پہلے حرف پر کبھی فتحہ ظاہر ہوتا ہے۔ جیسے "مُکْرَمٌ" وغیرہ اور کبھی یہ فتحہ مقدر ہوتا ہے۔ جیسے "مُسْتَعَانٌ، مُقْتَالٌ"، کہ یہ اصل میں

(1) المستقصي في علم التصريف: 478.

(2) كشاف إصطلاحات الفنون: 196/1.

"مُسْتَعْوِنٌ، مُقْتَوِلٌ" تھے صرفی قاعدے کی وجہ سے واؤ کو الف سے بدلا گیا ہے۔

• اسم مفعول دو چیزوں پر دلالت کرتا ہے: (1) معنی مصدری، (2) اس ذات پر جس پر یہ معنی واقع ہو۔ جیسے "مَضْرُوْبٌ". دو چیزوں پر دلالت کرتا ہے، ایک ضرب پر اور دوسرا اس ذات پر جس پر یہ معنی واقع ہوا ہے۔

• اسم مفعول اور مفعول میں فرق یہ ہے، کہ اسم مفعول میں ذات وصفات دونوں موجود ہوتے ہیں جبکہ مفعول میں صرف ذات ہوتی ہے جس پر فعل واقع ہوتا ہے۔

• تثنیہ، جمع اور مذکر ومؤنث کے لیے صرف ضمیریں تبدیل ہوں گی صیغہ نہیں بدلے گا۔

• اسم مفعول کی دلالت اپنے معنی پر قرینے کے بغیر صرف زمانہ حال تک محدود ہوتی ہے اس کا تعلق نہ تو ماضی کے ساتھ ہوتا ہے نہ مستقبل کے ساتھ اور نہ دوام کا فائدہ دیتا ہے۔ جیسے "مَنْصُوْرٌ"، البتہ! اگر کوئی قرینہ موجود ہو تو اس صورت میں زمانہ ماضی، حال، مستقبل یا دوام پر دلالت ہو گی۔ جیسے "هُوَ مَنْصُوْرٌ أَمْسِ، هُوَ مَنْصُوْرٌ غَدًا، هُوَ مَنْصُوْرٌ كُلَّ يَوْمٍ" اس جملے میں "أَمْسِ" زمانہ ماضی پر دلالت کا قرینہ ہے جبکہ "غَدًا" زمانہ مستقبل پر دلالت کا قرینہ ہے۔

• بعض صیغے "مَفْعُوْلٌ" کے وزن پر تو نہیں ہوتے لیکن ثلاثی مجرد کے اسم مفعول کا معنی دیتے ہیں، یہ صیغے ذات اور معنی پر دلالت کرنے میں مفعول کے نائب ہوتے ہیں، چنانچہ یہ صیغے سماعی ہیں، جو کہ درج ذیل ہیں:[1]

(1)۔ فَعِيْلٌ جو مفعول کے معنی میں ہوں۔ جیسے "كَحِيْلٌ" بمعنی "مَكْحُوْلٌ" (سرمہ ڈالا ہوا)

(2)۔ فِعْلٌ جیسے "ذِبْحٌ" بمعنی "مَذْبُوْحٌ" (ذبح کیا ہوا)

(3)۔ فَعَلٌ جیسے "قَنَصٌ" بمعنی "مَقْنُوْصٌ" (شکار کیا ہوا)

---

(1) المستقصي في علم التصريف: 484.

(4)۔فُعْلَةٌ جیسے "غُرْفَةٌ، مُضْغَةٌ، أُكْلَةٌ" "مَغْرُوْفَةٌ، مَمْضُوْغَةٌ اور مَأْكُوْلَةٌ" کے معنی میں ہیں۔

(5)۔ بعض صیغے "مَفْعُوْلٌ" کے وزن پر عرب سے مسموع ہیں جو کہ اسم مفعول نہیں بلکہ مصادر ہیں لیکن "مَفْعُوْلٌ" کے وزن پر آئے ہیں۔ جیسے "مَيْسُوْرٌ، مَعْسُوْرٌ، مَفْتُوْنٌ، مَعْقُوْلٌ" یہ "يُسْرٌ، عُسْرٌ، فِتْنَةٌ، عَقْلٌ" کے معنی میں ہیں۔

- مضاعف کے بابِ مفاعلہ، بابِ تفاعل اور افتعال کے اسم فاعل اور اسم مفعول کے صیغے ایک جیسے ہوتے ہیں۔ جیسے "مُمَادٌّ، مُتَمَادٌّ مُمْتَدٌّ" اسی طرح اجوف کے باب افتعال سے اسم فاعل اور مفعول کے صیغے ایک جیسے ہوتے ہیں۔ جیسے "مُقْتَالٌ".
- اسم مفعول فعل مجہول کا کام کرتا ہے اگر ایک مفعول کی طرف متعدی ہو تو نائب فاعل کو رفع دیتا ہے۔ جیسے "الْمَفْقُوْدُ مَالُه حَزِيْنٌ" اور اگر اسم مفعول دو مفعولوں کو متعدی ہو تو مفعول بہ کو نصب دیتا ہے۔ جیسے "المَمْنُوْحُ جَائِزَةً مَسْرُوْرٌ".
- فعل کی طرح اسم مفعول کے ساتھ بھی جار مجرور متعلق ہو سکتے ہیں۔ جیسے "المَعْتُوْبُ عَلَيْهِ مُعْتَذَرٌ".
- اسم مفعول پر داخل ہونے والا "الف لام" اسم موصول کا معنی دیتا ہے؛ لہذا "الْمَفْقُوْدُ مَالُه" کے بجائے "الَّذِيْ فُقِدَ مَالُه" بھی کہا جا سکتا ہے۔

تمرین

1۔اسم کی تعریف مع مثال بیان کریں؟
2۔ ثلاثی مجرد اور غیر ثلاثی مجرد سے اسم مفعول بنانے کا طریقہ ذکر کریں؟
3۔اسم مفعول کے سماعی اوزان ذکر کریں؟
4۔وہ کون سے ابواب ہیں جن کے اسم فاعل اور اسم مفعول کے صیغے ایک جیسے ہوتے ہیں؟
5۔اسم مفعول پر داخل ہونے والا الف لام کس معنی میں ہوتا ہے؟

6۔ درج ذیل افعال سے اسم مفعول بنائیں۔

يَسْرِقُ... يُؤْمِنُ ... تَشْرُفُ... تَمْلَأُ... يَمُدُّ... أَدْعٰى... نَرْمِيْ... يَدْخُلُ... يَسْئَلُ... يُوْعَدُ... يُوْقِنُ... يَقَالُ... يُكَرِّمُ... يَأْمُرُ... يُسَمِّيْ... يَخَافُ... يُقَابِلُ... يُؤَامِرُ... يُمَادُّ... يُوَاعِدُ... يُيَاسِرُ... يُدَاعِيْ... يُوَاقِيْ... يَتَصَرَّفُ... يَتَوَعَّدُ... يَتَخَوَّفُ... يَتَدَعّٰى... يَتَبَيَّنُ... يَتَوَقّٰيْ... يَكْتَسِبُ... يَتَّعِدُ... يَقْتَالُ... يُدَّعِيْ ... يَتَّقِيْ... يَسْتَئِلُ... يَمْتَدُّ... يَمْتَلِأُ... يَعْتَدُّ

8۔ درج ذیل جملوں میں فعل مجہول کے بجائے اسم مفعول استعمال کریں:

يُسْتَجَابُ دُعَاءُ الْمَظْلُوْمِ... أَيْنَ الكُتُبُ الَّتِيْ أُعِيْدَتْ إِلَى الْمَكْتَبَةِ... تَعْرِفُ فَوَائِدَ اللُّغَةَ العربيَّةِ... تُغْسَلُ الأَيدِيْ قَبلَ الطَّعَامِ... أُبِيْحَ لنَا الْإِفْطَارُ في السَّفرِ... هٰذَا الشَّيْخُ يُطَاعُ ويُهَابُ فِيْ عَشِيْرَتِه... الشَّاةُ الَّتِيْ أُشْتُرِيَتْ بِالْأَمْسِ غَزِيرَةُ اللَّبَنِ... يُعَاقَبُ الْمُجرِمُ علٰى فعلته وَيُسْجَنُ الرُّسُلُ يُصْرَفُوْنَ عند الله ويُبْعَثُوْنَ لِهَدَايَةِ الْبَشَرْ... الَّذِيْ يُؤَاخَذُ بِذُنُوبِه فِي الدُّنْيَا أَسْعَدُ مَنِ الَّذِيْ يُؤَخَّرُ إِلٰى يومِ الْقِيامةِ... مَن الَّذِيْنَ اسْتُدْعُوْا إلٰى مَحْكَمَةِ الْقَضَاءِ.

9۔ درج ذیل آیات کریمہ میں اسم مفعول کی تعیین کریں اور صرفی انطباق کریں:

﴿غَيرِ الْمَغْضُوب عَلَيْهِمْ﴾.. ﴿فِيهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ * فِيهَا سُرُرٌ مَرْفُوعَةٌ * وَأَكْوَابٌ مَوْضُوعَةٌ * وَنَمَارِقُ مَصْفُوفَةٌ * وَزَرَابِيُّ مَبْثُوثَةٌ﴾.. ﴿وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ﴾.. ﴿وَكُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُسْتَطَرٌ﴾.. ﴿وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِه﴾.. ﴿أُولَئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ﴾.. ﴿يُسْقَوْنَ مِنْ رَحِيقٍ مَخْتُومٍ﴾.. ﴿عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ﴾.. ﴿فِي أَهْلِه مَسْرُوراً﴾.. ﴿صُحُفًا مُطَهَّرَةً﴾.. ﴿كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ﴾.. ﴿نَارُ اللَّهِ الْمُوقَدَةُ﴾.. ﴿إِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُؤْصَدَةٌ * فِي عَمَدٍ مُمَدَّدَةٍ﴾.. ﴿كَعَصْفٍ مَأْكُولٍ﴾.. ﴿إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى﴾.. ﴿الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ﴾

حل شدہ مثال

"مَضْرُوْبٌ" لفظ کی دونوں قسموں (موضوع و مہمل) میں سے موضوع؛ اس لئے کہ لفظ با معنی ہے۔۔۔ مفرد مرکب میں مفرد؛ اس لئے کہ ایک معنی پر دلالت کرتا ہے۔۔۔ مفرد کا دوسرا نام کلمہ ہے۔۔۔ اسم فعل حرف میں سے اسم؛ اس لئے کہ اس کا معنی دوسرے کلمے کے ملائے بغیر معلوم ہو رہا ہے اور تینوں زمانوں (ماضی، حال اور مستقبل) میں کوئی زمانہ اس میں نہیں پایا جارہا۔۔۔ جامد مصدر مشتق میں مشتق ہے؛ اس لئے کہ مصدر سے نکلا ہے۔۔۔ اسمِ مفعول؛ اس لئے کہ اس ذات پر دلالت کرتا ہے جس پر فعل واقع ہوا ہے۔

فصل ششم

صفت مشبہ کا بیان[1]

الصِّفَةُ الْمُشَبَّهَةُ: "هُوَ إِسْمٌ مُّشْتَقٌّ يَّدُلُّ عَلٰى ثُبُوْتِ صِفَةٍ لِّصَاحِبِهَا ثُبُوْتًا عَامًا".

صفت مشبہ وہ اسم مشتق ہے جو اس ذات پر دلالت کرتا ہے جس میں معنی مصدری مستقل طور پر پایا جاتا ہو۔

قواعد وفوائد

- صفت مشبہ تین چیزوں پر دلالت کرتا ہے:

(1)۔ معنی مصدری پر جسے "وصف" یا "صفت" کہتے ہیں۔

(2)۔ موصوف پر جس کے ساتھ یہ معنی مصدری قائم ہوتا ہے۔

(3)۔ تیسری دلالت اس بات پر ہوتی ہے کہ معنی مصدری موصوف کے لیے تمام زمانوں میں ثابت ہے۔

- صفت مشبہ کو غائب، مخاطب اور متکلم کے ساتھ خاص کرنے کے لیے ضمیریں لگائیں جاتی ہے۔ جیسے "هُوَ شَرِيْفٌ، أَنْتَ أَبْيَضُ".

- صفت مشبہ کے صیغے مختلف اوزان پر آتے ہیں جن میں اکثر سماعی اور چند قیاسی ہیں، قیاسی اوزان تین قسم کے ہیں: [1] الأَصِيْلُ، [2] الْمُلْحَقُ بِالأَصِيْلِ، [3] الْجَامِدُ الْمُؤَوَّلُ

(1)۔"الأَصِيْلُ": وہ اسم مشتق ہے جو فعل لازم ثلاثی مجرد متصرف کے مصدر سے بنایا جاتا ہے، اور بغیر

---

(1) المستقصي في علم التصريف: 495، الصرف العربي: 111، شرح الرضي: 747.

کسی قرینہ اور تاویل کے فعل کے دائمی معنی پر دلالت کرتا ہے؛ اسی وجہ سے اس کو "اصیل" یعنی بنیادی قسم کہا جاتا ہے، اس کے کئی اوزان ہیں، جو کہ درج ذیل ہیں:[1]

(1)۔ "فَعِلٌ" اگر فعل ماضی ثلاثی لازم خوشی غم یا کسی ایسی حالت پر دلالت کرے جو کہ وقتاً فوقتاً طاری ہوتی ہے اور پھر تیزی سے زائل ہو جاتی ہے تو صفت مشبہ "فَعِلٌ" کے وزن پر آئے گی۔ جیسے "وَجِلٌ، طَرِبٌ، حَذِرٌ، تَعِبٌ" یہ سب فعل کے وزن پر صفت مشبہ کے اوزان ہیں اور ایسے احوال پر دلالت کرتے ہیں جو کہ انسان پر آتے رہتے ہیں۔

(2)۔ "أَفْعَلُ" اگر فعل کسی ایسے طبعی یا فطری امر پر دلالت کرے جس میں دوام پایا جاتا ہے تو صفت مشبہ "أَفْعَلُ" کے وزن پر آتی ہے۔ جیسے "أَعْوَرُ، أَحْمَرُ، أَعْرَجُ، أَحْوَرُ"، "أَفْعَلُ" کے وزن پر صفت مشبہ کے صیغے ہیں۔

(3)۔ "فَعْلانٌ" اگر فعل کسی ہیجانی کیفیت یا ایسی حالت پر دلالت کرے جس میں خالی پن (خلو) یا بھرنے (امتلاء) کے معنی پائے جائیں جو کہ وقتاً فوقتاً طاری اور پھر تیزی سے زائل نہ ہوتی ہو تو صفت مشبہ "فَعْلانٌ" کے وزن پر آتی ہے۔ جیسے "غَضْبَانٌ، عَطْشَانٌ، رَيَّانٌ، شَبْعَانٌ، ظَمَّانٌ"، "فَعْلانٌ" کے وزن پر ہیں اور اضطرابی کیفیت پر دلالت کر رہیں ہے۔

- اگر فعل ماضی فعل کے وزن پر ہو تو صفت مشبہ بہت سے اوزان پر آتی ہے جن میں مشہور اوزان درج ذیل ہیں: (1) "فَعِيْلٌ" جیسے "بَخِيْلٌ"، (2) "فَعْلٌ" جیسے "سَبْطٌ"، (3) "فِعْلٌ" جیسے "صِفْرٌ"، (4) "فُعْلٌ" جیسے "حُرٌّ"، (5) "فَاعِلٌ" جیسے "صَاحِبٌ".
- اگر فعل ماضی "فَعَلَ" کے وزن پر ہو تو صفت مشبہ "فَيْعِلٌ" کے وزن پر آتی ہے اور یہ صفت مشبہ کا

---

(1) الصرف العربي: 113.

سب سے کم استعمال ہونے والا وزن ہے۔ جیسے "مَيِّتٌ، سَيِّدٌ".

(2)۔ "مُلْحَق بِالْأَصِيْل": وہ اسم مشتق ہے جو کہ اسم فاعل یا اسم مفعول کے وزن پر ہوتا ہے لیکن معنی ان کا نہیں دیتا بلکہ کسی دلیل اور قرینے کی بنیاد پر صفت مشبہ کا معنی دیتا ہے۔

● صفت مشبہ اسم فاعل اور اسم مفعول کے معنی میں دو شرطوں کے ساتھ استعمال ہوتا ہے:

(1)۔ اسم فاعل و مفعول دائمی معنی پر دلالت کرتا ہو، (2)۔ اسم فاعل ہونے کی صورت میں اپنے فاعل اور اسم مفعول ہونے کی صورت میں نائب فاعل کی طرف مضاف ہو۔ جیسے "وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ، مُسْتَجَابُ الدَّعْوَةِ".

(3)۔ "الْجَامِدُ الْمُؤَوَّلُ": وہ اسم جامد ہے جو مشتق کی تاویل میں ہو کر صفت مشبہ کے معنی پر دلالت کرے۔

● صفت مشبہ اسم جامد کی صورت میں اس وقت واقع ہوتی ہے جب اسم جامد دائمی معنی پر دلالت کرے اور اس کی تاویل اسم مشتق سے کی جا سکتی ہو۔ جیسے "اِنْتَصَرَ الْمَلِكُ الْأَسَدُ جُنْدَهٗ، أَعْجَبَتْنِيْ الْفَتَاةُ الْقَمَرُ وَجْهَهَا"، اس مثال میں "اسد" کی تاویل "شجاع" سے کی جا سکتی ہے اور "قمر" کی تاویل "جمیل" سے کی جا سکتی ہے۔

● صفت مشبہ درج ذیل امور میں اسم فاعل کے مشابہ ہوتی ہے اسی وجہ سے اس کو "الصِّفَةُ الْمُشَبَّهَةُ بِاسْمِ الْفَاعِلِ" کہتے ہیں۔[1]

(1)۔ صفت مشبہ اسم فاعل کی طرح مشتقات میں سے ہے۔

(2)۔ مفرد، تثنیہ، جمع اور مذکر و مؤنث واقع ہونے میں اسم فاعل کی طرح ہے۔

(3)۔ اسم فاعل کی طرح فعل کا عمل بھی کرتی ہے۔

---

(1) الصرف العربي: 112.

• صفت مشبہ اپنے فاعل کو رفع اور مفعول بہ کو نصب دیتا ہے اور اس صورت میں یہ مفعول بہ نہیں بلکہ "شبیہ بالمفعول بہ" کہلاتا ہے۔

• صفت مشبہ کے معمول کی چند صورتیں ہیں:

(1)۔اس کا معمول فاعل ہونے کی بناء پر مرفوع ہوتا ہے۔ جیسے "إِنَّمَا يَحْظِيْ عِنْدَ النَّاسِ الْكَرِيْمُ الطَّبْعُ" اس مثال میں "الْكَرِيْمُ" صفت مشبہ نے اپنے فاعل الطَّبْعُ" کو رفع دیا ہے۔

(2)۔ اگر معمول معرفہ ہو تو "شبیہ بالمفعول" ہونے کی وجہ سے منصوب ہو گا۔ جیسے "إِنَّمَا يَحْظِيْ عِنْدَ النَّاسِ الْكَرِيْمُ الطَّبْعَ".

(3)۔ اگر معمول نکرہ ہو تو "شبیہ بالمفعول" یا تمیز ہونے کی وجہ سے منصوب ہوتا ہے۔ جیسے "إِنَّمَا يَحْظِيْ عِنْدَ النَّاسِ الْكَرِيْمُ طَبْعًا".

(4)۔اس کا معمول اضافت کی وجہ سے مجرور ہو گا۔ جیسے "إِنَّمَا يَحْظِيْ عِنْدَ النَّاسِ الْكَرِيْمُ الطَّبْعِ".

• کبھی صفت مشبہ کا صیغہ فعل میں لفظِ "واوَ"، "یاء" یا "الف" کا اضافہ کرکے بنایا جاتا ہے۔ جیسے "شَرُفَ" سے "شَرِيْفٌ"، "وَقَرَ" سے "وُقُوْرٌ" اور "شَجَعَ" سے "شُجَّاعٌ".

• صفت مشبہ کے اوزان زیادہ ہیں۔ صاحب فصول اکبری نے دوسو سینتالیس (247) اوزان ذکر کئے ہیں جبکہ صاحبِ علم الصیغہ نے درج ذیل تیئس (23) پر اکتفاء کیا ہے۔

صَعْبٌ	صِفْرٌ	صُلْبٌ	حَسَنٌ	خَشِنٌ
نَدُسٌ	زِئَمٌ	بِلِزٌ	حُطَمٌ	جُنُبٌ
أَحْمَرُ	كَابِرٌ	كَبِيْرٌ	غَفُوْرٌ	جَيِّدٌ
جَبَانٌ	هِجَانٌ	شُجَاعٌ	عَطْشَانٌ	عَطْشٰى
حُبْلٰى	حَمْرَاءُ	عُشَرَاءُ		

تمرین

1۔صفت مشبہ کی تعریف ذکر کریں؟

2۔صفت مشبہ کے قیاسی اوزان ذکر کریں؟

3۔صفت مشبہ کی وجہ تسمیہ بیان کریں؟

4۔صفت مشبہ کا عمل اور معمول کی صورتیں ذکر کریں؟

5۔درج ذیل افعال سے صفت مشبہ کے صیغے بنائیں۔

حَبَّ... وَسُمَ... كَرُمَ... قَوِیَ... صَدَقَ... رَحِمَ... عَزَّ... غَلَظَ... رَقَّ... مَاتَ... طَالَ... نَشَطَ... حَسِبَ... قَدَرَ... عَزَّ... وَجِلَ... حَكَمَ... جَمَلَ

5۔درج ذیل جملوں میں صفت مشبہ کی تعیین کریں اور صرفی تطبیق کریں۔

﴿وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ﴾.. ﴿يَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ مَاءً﴾.. ﴿فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَى﴾.. ﴿وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهُ﴾.. ﴿فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُبِينٌ﴾.. ﴿إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا عَمِينَ﴾.. ﴿إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ﴾.. ﴿يَجْعَلْ صَدْرَهُ ضَيِّقًا حَرَجًا﴾.. ﴿صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ﴾..

«رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا سَمْحًا».. «أَصْبَحَ نَشِيطًا طَيِّبَ النَّفْسِ».. «أَنْ تَلْقَى أَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ»..

الذَّهَبُ أَصْفَرُ وَالْفِضَّةُ بَيْضَاءُ... الْوَرْدُ أَحْمَرُ اللَّوْنِ طِيْبُ الرَّائِحَةِ... لَا تُصَاحِبِ السَّيِّءَ خُلُقًا... إِنَّ الرَّقِيْقَ الْقَلْبَ مَحْبُوْبٌ

حل شدہ مثال

"شَرِيْفٌ" لفظ کی دونوں قسموں (موضوع و مہمل) میں سے موضوع؛ اس لئے کہ لفظ با معنی ہے۔۔۔ مفرد مرکب میں مفرد؛ اس لئے کہ ایک معنی پر دلالت کرتا ہے۔۔۔ مفرد کا دوسرا نام کلمہ

ہے۔۔۔ اسم فعل حرف میں سے اسم؛ اس لئے کہ اس کا معنی دوسرے کلمے کے ملائے بغیر معلوم ہو رہا ہے اور تینوں زمانوں (ماضی، حال اور مستقبل) میں کوئی زمانہ اس میں نہیں پایا جا رہا۔۔۔ جامد مصدر مشتق میں مشتق ہے؛ اس لئے کہ مصدر سے نکلا ہے۔۔۔ صفت مشبہ؛ اس لئے کہ اس ذات پر دلالت کرتا ہے جس میں معنی مصدری مستقل طور پر پایا جاتا ہے۔

فصل ہفتم

صیغہ مبالغہ کا بیان[1]

الصِّيْغَةُ الْمُبَالَغَةُ: "هُوَ ذَاتٌ مَّوْصُوْفٌ بِزِيَادَةِ الْفِعْلِ كَيْفِيَّةً أَوْ كَمِّيَّةً".

صیغہ مبالغہ وہ اسم ہے جو فعل کے کرنے والے پر دلالت کرنے کے ساتھ ساتھ فعل کے معنی میں ایک قسم کی زیادتی اور کثرت کو ظاہر کرتا ہے۔

قواعد و فوائد

- مبالغہ کے مشہور اوزان درج ذیل ہیں:

وزن	فَعَّالٌ	فَعَّالَةٌ	فَعِّيْلٌ
مثال	عَلَّامٌ	عَلَّامَةٌ	صِدِّيْقٌ

- مبالغہ کے صیغے دو قسم پر ہیں: (1)۔ قیاسی، (2)۔ سماعی[2]

- قیاسی کے پانچ اوزان ہیں:

وزن	فَعَّالٌ	مِفْعَالٌ	فَعُوْلٌ	فَعِيْلٌ	فَعِلٌ
مثال	مَنَّاعٌ	مِدْرَارٌ	جَزُوْعٌ	سَمِيْعٌ	خَصِمٌ

(1) شرح الرضي: 731، المستقصي في علم التصريف: 466.

(2) المستقصي في علم التصريف: 469.

● سماعی کے اوزان زیادہ ہیں:

مثال	وزن	مثال	وزن	مثال	وزن	مثال	وزن
طَاغُوْتٌ	فَاعُوْلٌ	هُمَزَةٌ	فُعَلَةٌ	مِسْكِيْنٌ	مِفْعِيْلٌ	صِدِّيْقٌ	فِعِّيْلٌ
قُدُّوْسٌ	فُعُّوْلٌ	قَيُّوْمٌ	فَيْعُوْلٌ	عُجَابٌ	فُعَالٌ	كُبَّارٌ	فُعَّالٌ
		فَهَّامَةٌ	فَعَّالَةٌ	مُكَسِّرٌ	مُفَعِّلٌ	عُتُلٌّ	فُعُلٌّ

● اہل حرفہ اور پیشہ وروں کے لئے "فَعَّالٌ" کا وزن خاص ہے۔ جیسے "خَيَّاطٌ، حَجَّامٌ، بَزَّازٌ".

● صیغہ مبالغہ دراصل فاعل ہی کی ایک قسم ہے جس میں اسم تفضیل کی طرح معنی مصدری زیادتی کے ساتھ پایا جاتا ہے۔

● مبالغہ کے صیغے مذکر و مؤنث کے لیے یکساں استعمال ہوتے ہیں۔

● کبھی مبالغہ میں مزید زیادتی کے لیے اسم کے آخر میں تاء زائدہ لائی جاتی ہے۔ جیسے "عَلَّامَةٌ" بہت جاننے والا۔[1]

● اسم فاعل اور صیغہ مبالغہ میں فرق یہ ہے، کہ اسم فاعل میں فاعلیت کے معنی میں زیادتی مقصود نہیں ہوتی جبکہ صیغہ مبالغہ میں معنی فاعلیت کی زیادتی مقصود ہوتی ہے۔

● اسم مبالغہ میں زیادتی فی نفسہٖ ہوتی ہے جب کہ اسم تفضیل میں زیادتی غیر کی نسبت ہوتی ہے۔ جیسے "زَيْدٌ أَعْلَمُ مِنْ عُمَرَ" زید عمر سے زیادہ جاننے والا ہے۔ اسم مبالغہ اور صفت مشبہ میں ایک فرق یہ ہے کہ اسم مبالغہ فعل متعدی سے مشتق ہوتا ہے جبکہ صفت مشبہ فعل لازم سے مشتق ہوتا ہے۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ مبالغہ میں معنی فاعلیت کی زیادتی مقصود ہوتی ہے جبکہ صفت مشبہ میں ایسا نہیں ہوتا۔

---

(1) الصرف العربي: 103.

- مبالغہ کا صیغہ ثلاثی افعال کے مصادر سے ہی مشتق ہوتا ہے غیر ثلاثی افعال سے اس کا اشتقاق بہت کم ہے۔
- اسم فاعل کی طرح صیغہ مبالغہ بھی فعل والا عمل کرتا ہے۔

تمرین

1۔ اسم مبالغہ کی تعریف مع مثال بیان کریں؟

2۔ اسم مبالغہ کے اوزان ذکر کریں؟

3۔ مبالغہ کا صیغہ کن افعال سے مشتق ہوتا ہے؟

4۔ اسم مبالغہ اور اسم تفضیل میں فرق نمایا کریں؟

5۔ اس مبالغہ اور صفت مشبہ میں فرق بیان کریں؟

6۔ درج ذیل جملوں میں اسم مبالغہ کی تعیین کریں اور صرفی انطباق کریں۔

﴿يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا﴾.. ﴿إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا﴾.. ﴿وَأَنَّ اللهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ﴾.. ﴿الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ﴾.. ﴿إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا﴾.. ﴿إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ﴾.. ﴿إِنَّ رَبِّي لَسَمِيعُ الدُّعَاءِ﴾.. ﴿وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَهِينٍ * هَمَّازٍ مَشَّاءٍ بِنَمِيمٍ * مَنَّاعٍ لِلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ﴾.. ﴿إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا﴾.. ﴿وَكَفَى بِاللهِ حَسِيبًا﴾.. ﴿وَهُوَ الْغَفُورُ الْوَدُودُ﴾..

«لَا يَدْخُلُ الجَنَّةَ خِبٌّ وَلَا مَنَّانٌ وَلَا بَخِيلٌ».. «لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ».. «كُلُّ ابْنِ آدَمَ خَطَّاءٌ وَخَيرُ الخَطَّائِينَ التَّوَّابُونَ»..

"الْمُؤْمِنُ صَبُّوْرٌ عَلَى الشَّدَائِدِ".. " الْمُؤْمِنُ صَبُّوْرٌ لَا حَسَّادَ وَلَا مُخْتَالَ"

6۔ درج افعال سے اسم مبالغہ بنائیں۔

يَضْرِبُ... نَصَرَ... أَحْسِبُ... تَأْكُلُ... وَعَدَ... يَيْسَرُ... تَقُوْلُ... نَخَافُ... نَدْعُوْا... مَدَّ... سَئَلَ... نَقْرَأُ... عَبَدَ... رَمٰى... كَفَرُوْا... خَتَمَ... دَخَلَ

7۔ درج ذیل اسماء سے اسم مبالغہ بنائیں۔

رَاجِفٌ... وَاجِفٌ... سَابِقٌ... رَادِفٌ... خَاشِعٌ... سَاحِرٌ... طَاغٍ... دَاعٍ... رَامٍ... وَاقٍ... سَائِلٌ... خَائِفٌ... رَافِعٌ... عَاصٍ... سَاعٍ... لَابِثٌ... مَادٌّ... فَارٌّ... شَاقٌّ... قَاتِلٌ... غَارٌّ... خَاسِرٌ... كَاسِبٌ

حل شدہ مثال

"صِدِّيْقٌ" لفظ کی دونوں قسموں (موضوع و مہمل) میں سے موضوع؛ اس لئے کہ لفظ با معنی ہے۔۔۔ مفرد مرکب میں سے مفرد؛ اس لئے کہ ایک معنی پر دلالت کرتا ہے۔۔۔ مفرد کا دوسرا نام کلمہ ہے۔۔۔ اسم فعل حرف میں سے اسم؛ اس لئے کہ اس کا معنی دوسرے کلمے کے ملائے بغیر معلوم ہو رہا ہے اور تینوں زمانوں (ماضی، حال اور مستقبل) میں سے کوئی زمانہ اس میں نہیں پایا جارہا۔۔۔ جامد، مصدر و مشتق میں سے مشتق ہے؛ اس لئے کہ مصدر سے نکلا ہے۔۔۔ اسم مبالغہ؛ اس لئے کہ فاعل پر دلالت کرنے کے ساتھ زیادتی اور کثرت کو ظاہر کرتا ہے۔

باب سوم

فعل کا بیان[1]

یہ باب درج ذیل فصلوں پر مشتمل ہے:

فصلِ اول	:	فعل ماضی اور اس کی اقسام کا بیان
فصلِ دوم	:	فعل ماضی معلوم کے گردان کا بیان
فصلِ سوم	:	فعل ماضی مجہول کا بیان
فصلِ چہارم	:	فعلِ مضارع معلوم و مجہول کا بیان
فصلِ پنجم	:	فعل جحد کا بیان
فصلِ ششم	:	فعلِ نفی مؤکد بلن ناصبہ کا بیان
فصلِ ہفتم	:	فعل مؤکد کا بیان
فصلِ ہشتم	:	فعل امر کا بیان
فصلِ نہم	:	فعل نہی کا بیان
فصلِ دہم	:	فعل کا بیان تعجب

(1) شذّ العرف في فن الصرف: 56.

فصل اول

فعل ماضی اور اس کی اقسام کا بیان

زمانے اور وقت کے اعتبار سے فعل کی تین قسمیں ہیں: (1) فعل ماضی،(2) فعل مضارع،(3) امر

فعل ماضی کی تعریف: "فِعْلٌ دَلَّ عَلٰی زَمَانٍ قَبْلَ زَمَانِكَ".

فعل ماضی ایسے فعل کو کہتے ہیں جو زمانہ گزشتہ سے تعلق رکھتا ہو۔ جیسے "ضَرَبَ".

ماضی کی اقسام

ماضی کی چھ قسمیں ہیں: (1) ماضی مطلق،(2) ماضی قریب،(3) ماضی بعید،(4) ماضی استمراری،(5) ماضی احتمالی، (6) ماضی تمنائی۔[1]

ماضی مطلق: وہ فعل ہے جو مطلق زمانہ گزشتہ میں کسی کام پر دلالت کرے۔ جیسے "خَلَقَ".

ماضی قریب: اس فعل کو کہتے ہیں جو قریب گزرے ہوئے زمانے میں کسی کام پر دلالت کرے۔ جیسے "قَدْ فَعَلَ" کیا ہے اس ایک مرد نے۔

ماضی بعید: وہ فعل ہے جو دور گزرے ہوئے زمانے میں میں کسی کام پر دلالت کرے۔ جیسے "كَانَ نَصَرَ" مدد کی تھی اس ایک مرد نے۔[2]

ماضی استمراری: اس فعل کو کہتے ہیں جو زمانہ گزشتہ میں کسی کام کے ہمیشگی پر دلالت کرے۔ جیسے "كَانَ يَفْعَلُ" کرتا تھا وہ ایک مرد۔

ماضی احتمالی: وہ فعل ہے جو زمانہ گزشتہ میں کسی کام میں شک پر دلالت کرے۔ جیسے "لما فَعَلَ" شاید کیا

---

(1) ميزان الصرف: 14.

(2) شرح ألفية ابن مالك: 19، ميزان الصرف: 14.

ہو گا اس ایک مرد نے۔

ماضی تمنائی: اس فعل کو کہتے ہیں جو گزشتہ زمانہ میں کسی کام کی آرزو پر دلالت کرے۔ جیسے "لَيْتَمَا فَعَلَ" کاش کیا ہوتا اس ایک مرد نے۔

ماضی مطلق کی اقسام

ماضی مطلق کی چار قسمیں ہیں: (1) ماضی معروف مثبت، (2) ماضی مجہول مثبت، (3) ماضی معروف منفی، (4) ماضی مجہول منفی، چنانچہ یاد رکھیں! یہ چاروں اقسام ماضی کے تمام اقسام میں جاری ہوتی ہیں۔

قواعد و فوائد

• بصریوں کے نزدیک مصدر اصل ہے اور فعل اس کی فرع ہے؛ اسلئے کہ مصدر اسم ظرف کا صیغہ ہے اس کا معنی ہے "جائے خروج" یعنی اس سے تمام اسماء وافعال نکلتے ہیں، جبکہ کوفیوں کے نزدیک فعل اصل ہے اور مصدر اس کی فرع ہے؛ اسلئے کہ اعلال میں اصل فعل ہے کہ جب کسی صیغہ میں فعل کے اندر قانون لگے تو مصدر کے اندر بھی لگتا ہے۔ جیسے "قَامَ، يَقُوْمَ، قِيَامًا"؛ لہذا "قِيَامًا" اصل میں "قِوَامًا" تھا اب اس کو "قِيَامًا" پڑھتے ہیں؛ کیونکہ اس کی ماضی میں تعلیل یعنی قانون لگا ہے اگر ماضی میں قانون نہ لگے تو مصدر میں بھی قانون نہیں لگتا۔ جیسے "قَاوَمَ، يُقَاوِمُ، مُقَاوَمَةً"۔ "مُقَاوَمَةً" مصدر میں قانون نہیں لگتا؛ اسلئے کہ ماضی "قَاوَمَ" میں قانون نہیں لگا ہے، البتہ بصریوں کا مذہب قوی ہے؛ اسلئے کہ مصدر مستقل اور محتاج الیہ ہے۔

• فعل کا لغوی معنیٰ: فعل (بکسر الفاء) اسم مصدر بمعنی "کردار" اور (بفتح الفاء) مصدر بمعنی "کردن" آتا ہے، جبکہ بعض حضرات (بکسر الفاء) کو بھی مصدر کہتے ہیں۔

• فعل کی اصطلاحی تعریف ہے: "مَا دَلَّ عَلَى الْحَدَثِ مَعَ أَحَدِ الْأَزْمِنَةِ".

• فعل میں دلالت سے مراد یہ ہے کہ اپنی مخصوص ہیئت کے ساتھ زمانہ پر دلالت کرے؛ لہذا "غَدًا الْآنَ" کی دلالت ہیئت کیساتھ نہیں۔

- علم الصرف کی ابحاث کا تعلق سب سے زیادہ فعل سے ہے، جبکہ علم النحو کی ابحاث کا سب سے زیادہ تعلق اسم کیساتھ ہے۔
- جس فعل کی نسبت فاعل کی طرف ہو اس کو فعل معروف کہتے ہیں۔ جیسے "ضَرَبَ اللهُ" اور جس فعل کی نسبت نائب فاعل کی کی طرف ہو اس کو فعل مجہول کہتے ہیں۔ جیسے "خُلِقَ الإِنْسَانُ".
- فعل لازمی اسے کہتے ہیں جسے سمجھنے کے لیے مفعول بہ کی ضرورت نہ ہو۔ جیسے "جَاءَ زَيْدٌ".
- فعل متعدی اسے کہتے ہیں جس کا سمجھنا مفعول بہ پر موقوف ہو۔ جیسے "ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًوا".[1]
- مثبت وہ فعل ہے جس سے پہلے حرف نفی نہ ہو۔ جیسے "ضَرَبَ" مارا اس ایک مرد نے۔
- منفی وہ فعل ہے جس سے پہلے حرف نفی ہو۔ جیسے "مَا ضَرَبَ" نہیں مارا اس ایک مرد نے۔
- ماضی مطلق کے شروع میں لفظِ "قَدْ" لگانے سے ماضی قریب بن جاتی ہے۔ جیسے "فَعَلَ" سے "قَدْ فَعَلَ".
- ماضی مطلق کے شروع میں لفظِ "كَانَ" لگانے سے ماضی بعید بن جاتی ہے۔ جیسے "كَانَ فَعَلَ" اور ماضی کے صیغوں کے ساتھ "كَانَ" کے صیغے بھی بدلتے رہیں گے۔ جیسے "كَانَا فَعَلَا، كَانُوْا فَعَلُوْا".
- مضارع کے شروع میں لفظِ "كَانَ" بڑھانے سے ماضی استمراری بن جاتی ہے۔ جیسے "كَانَ يَفْعَلُ" اور مضارع کے صیغوں کے ساتھ "كَانَ" کے صیغے بھی بدلتے رہیں گے۔ جیسے "كَانَ يَفْعَلُ، كَانَا يَفْعَلَانِ".
- ماضی احتمالی کے شروع میں لفظِ "لَعَلَّمَا" بڑھانے سے ماضی احتمالی بن جاتی ہے۔ جیسے "لَعَلَّمَا فَعَلَ".
- ماضی مطلق کے شروع میں لفظِ "لَيْتَمَا" بڑھا لینے سے ماضی تمنائی بن جاتی ہے۔ جیسے "لَيْتَمَا فَعَلَ".
- ماضی مطلق اور ماضی استمراری کے علاوہ باقی اقسام فعل ماضی مطلق مثبت معروف سے بنائی جاتی ہے جبکہ ماضی مطلق مصدر سے اور ماضی استمراری فعل مضارع سے بنتی ہے۔

---

(1) دروس التصريف: 198، المفتاح في الصرف: 56.

● بعض صرفیوں نے فعل کی چار قسمیں لکھی ہیں: (1) فعل ماضی، (2) فعل مضارع، (3) فعل امر، (4) فعل نہی۔ لیکن فعل نہی کوئی مستقل فعل نہیں ہے بلکہ در حقیقت فعل مضارع ہے جس کی شروع میں "لائے نہی" لگا دیا جاتا ہے تو یہ قسم فعل مضارع میں داخل ہے اور بعض کے نزدیک نہی فعل امر میں داخل ہے کہ دونوں میں طلب ہوتی ہے امر میں کام کرنے کی طلب اور نہی میں کام نہ کرنے کی طلب ہوتی ہے تو نفس طلب میں دونوں مشترک ہیں۔

● وہ دس مقامات جن میں ماضی کے صیغوں سے مضارع والا معنی مراد ہوتا ہے۔

آمدہ ماضی بمعنی مضارع چند جا　　عطف ماضی بر مضارع در مقام ابتداء

بعد موصول ونداء ولفظ حیث کلما　　در جزاء وشرط ہر دو باشد در دُعاء۔

تمرین

1۔ فعل ماضی کی تعریف ذکر کریں؟

2۔ فعل معروف اور مجہول کی تعریف لکھیں؟

3۔ فعل لازی اور متعدی کسے کہتے ہیں؟

3۔ فعل ماضی کی اقسام مع امثلہ بیان کریں؟

4۔ ماضی مطلق سے باقی اقسام بنانے کا طریقہ ذکر کریں؟

5۔ درج ذیل مثالوں میں ماضی کی انواع کی تعیین کریں اور صرفی انطباق کریں۔

ضَرَبَ... قَدْ ضَرَبَ... قَدْ مَا ضَرَبَ... كَانَ فَعَلَ... كَانَ مَا فَعَلَ... لَعَلَّهٗ فَعَلَ... لَعَلَّهٗ مَا فَعَلَ... لَيْتَهٗ فَعَلَ... لَيْتَهٗ مَا فَعَلَ... كَانَ يَفْعَلُ... مَا كَانَ يَفْعَلُ

حل شدہ مثال

"ضَرَبَ" لفظ کی دونوں قسموں (موضوع و مہمل) میں سے موضوع؛ اس لئے کہ لفظ با معنی ہے۔۔۔ مفرد مرکب میں سے مرکب ہے؛ اس لئے کہ ایک سے زائد معنی پر دلالت کرتا ہے۔۔۔

مفرد کا دوسرا نام کلمہ ہے۔۔۔ اسم، فعل و حرف میں سے فعل؛ اس لئے کہ اس کا معنی دوسرے کلمے کے ملائے بغیر معلوم ہو رہا ہے۔۔۔ فعل متصرف اور غیر متصرف میں سے فعل متصرف؛ اس لئے کہ اس کے مصدر سے ماضی مضارع اور امر تینوں استعمال ہوتے ہیں۔۔۔ فعل لازم اور متعدی میں سے فعل متعدی ہے؛ اس لئے کہ فاعل پر پورا نہیں ہوتا مفعول بہ کی ضرورت ہے۔۔۔ ماضی مضارع اور امر میں سے فعل ماضی ہے؛ اس لئے کہ زمانہ گزشتہ سے تعلق رکھتا ہے۔۔۔ ماضی کے چھ اقسام میں سے ماضی مطلق ہے؛ اس لئے کہ مطلق زمانہ گزشتہ میں کام پر دلالت کرتا ہے۔۔۔ مثبت اور منفی میں سے مثبت ہے؛ اس لئے کہ کام کے کرنے پر دلالت کر رہا ہے۔۔۔ معروف اور مجہول میں سے معروف ہے؛ اس لئے کہ اس کی نسبت فاعل کی طرف ہے۔

فصل دوم

فعل ماضی معلوم کے گردان کا بیان

فعل ماضی معلوم اس فعل ماضی کو کہتے ہیں جس کا فاعل معلوم ہو۔

قواعد و فوائد

• ثلاثی مجرد سے ماضی معلوم تین اوزان پر آتا ہے۔"فَعَلَ، فَعِلَ، فَعُلَ"، اور تینوں وزنوں کا ماضی مجہول"فُعِلَ"اور مضارع مجہول"یُفْعَلُ"کے وزن پر آتا ہے۔

• ماضی کے حروف کم ہو یا زیادہ اس کا آخری حرف مبنی بر فتحہ ہوتا ہے۔ جیسے "ضَرَبَ، أَکْرَمَ، بَعْثَرَ، اِسْتَخْرَجَ" اگر ماضی کے آخر میں واؤ ہو تو آخری حرف مبنی بر ضمہ ہوتا ہے، جیسے "ضَرَبُوْا" اور اگر آخر میں ضمیر متحرک ہو تو اس کا آخری حرف مبنی بر سکون ہوتا ہے۔ جیسے "فَعَلْتُ".[1]

• ماضی گردان کے چودہ (14) صیغے آتے ہیں، تین مذکر غائب کے، تین مؤنث غائب کے، تین مذکر حاضر کے، تین مؤنث حاضر کے اور دو متکلم کے صیغے ہیں۔

• واحد ایک کو، تثنیہ دو کو جبکہ جمع تین اور تین سے زائد کو کہتے ہیں۔ مذکر "نَر" کو اور مؤنث "مادہ" کو کہتے ہیں۔ حاضر جس سے بات ہو رہی ہو، متکلم بات کرنے والا، اور غائب جس کے متعلق بات کی جائے۔

• ماضی کا پہلا صیغہ مصدر سے بنتا ہے، پھر مضارع ماضی سے بنتا ہے اور باقی افعال اور اسمائے مشتقہ مضارع سے بنتے ہیں، ہر مؤنث کا صیغہ اپنے مذکر سے بنتا ہے اور تثنیہ و جمع کے صیغے واحد سے بنتے ہیں۔

---

(1) مراح الأرواح: 43.

• فعل ماضی کے بارہ صیغوں کے آخر میں ضمیر فاعل ہوتی ہے وہ بارہ صیغے درج ذیل ہیں:
ضَرَبَا، ضَرَبُوْا، ضَرَبَتَا، ضَرَبْنَ، ضَرَبْتَ، ضَرَبْتُمَا، ضَرَبْتُمْ، ضَرَبْتِ، ضَرَبْتُمَا، ضَرَبْتُنَّ، ضَرَبْتُ، ضَرَبْنَا.

• فعل ماضی میں تثنیہ مذکر ومؤنث غائب کے لئے "الف" استعمال ہوتا ہے۔ جیسے "ضَرَبَا، ضَرَبَتَا".

• جمع مذکر غائب کے لئے "وَا" استعمال ہوتی ہے۔ جیسے "ضَرَبُوْا".

• واحدہ مؤنث غائبہ کے لئے "تائے ساکنہ" استعمال ہوتی ہے۔ جیسے "نَصَرَتْ".

• جمع مؤنث کے لیے "نون مفتوحہ" استعمال ہوتا ہے۔ جیسے "نَصَرْنَ".

• واحد مذکر مخاطب کے لئے "تائے مفتوحہ" استعمال ہوتی ہے۔ جیسے "نَصَرْتَ".

• واحدہ مؤنث مخاطبہ کے لئے "تائے مکسورہ" استعمال ہوتی ہے۔ جیسے "نَصَرْتِ".

• تثنیہ مذکر حاضر اور تثنیہ مؤنث حاضر کے لئے "تُمَا" ضمیر استعمال ہوتی ہے۔ جیسے "نَصَرْتُمَا".

• جمع مذکر حاضر کے لئے "تُمْ" ضمیر استعمال ہوتی ہے۔ جیسے "نَصَرْتُمْ".

• جمع مونث حاضر کے لئے "تُنَّ" ضمیر استعمال ہوتی ہے۔ جیسے "نَصَرْتُنَّ".

• واحد مذکر ومؤنث کے لئے "تائے مضمومہ" استعمال ہوتی ہے۔ جیسے "نَصَرْتُ".

• تثنیہ وجمع مذکر ومؤنث متکلم کے لئے "نَا" ضمیر استعمال ہوتی ہے۔ جیسے "نَصَرْنَا".

• فعل کے مثبت اور منفی ہونے کا دارو مدار فعل کے معنی پر نہیں بلکہ فعل کے شروع میں حرف نفی ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے ہے۔ معنی کے اعتبار سے "مَا عَدَمْتُ" مثبت ہے مگر حرف نفی کی وجہ سے اس کو فعل منفی کہیں گے۔

• "ضَرَبَ" کو "ضَرَبًا" مصدر سے بنایا گیا ہے۔ پہلے حرف کو اس کے حال پر چھوڑ دیا، دوسرے کو فتحہ دے دیا اور تنوین جو کہ اسمیت کی علامت تھی اس کو حذف کر دیا گیا چنانچہ آخر کو مبنی بر فتحہ کر دیا۔

- "ضَرَبَ" میں پہلے حرف کو ضمہ اس لئے نہیں دیا گیا؛ تاکہ ماضی مجہول کے ساتھ التباس نہ آئے، اور کسرہ اس لئے نہیں دیا گیا؛ کہ کلام عرب میں اس کی نظیر نہیں ملتی، ساکن اس لئے نہیں؛ کہ ابتداء بالسکون محال ہوتا ہے۔
- تثنیہ اور جمع کا صیغہ اپنے واحد سے بنایا جاتا ہے چنانچہ "ضَرَبَا" اور "ضَرَبُوْا" کو "ضَرَبَ" سے بنایا گیا ہے۔ تثنیہ میں "الف" کا اضافہ اس لئے کیا گیا؛ تاکہ الف تثنیہ "هُمَا" پر دلالت کرے اور "واؤ" کا اضافہ اس لئے کیا؛ تاکہ واؤ جمع کی ضمیر "هُمْ" پر دلالت کرے۔
- "ضَرَبَ" کے آخر میں "واؤ" (جو کہ جمع مذکر کی علامت اور ضمیر فاعل ہے) لانے سے "ضَرَبُوْا" ہو گیا۔
- بعض حضرات کے نزدیک "ضَرَبَا" اور "ضَرَبُوْا" میں "الف" اور "واؤ" ضمیر فاعل نہیں ہے بلکہ یہ علامات ہیں "ضَرَبَا" کا فاعل "هُمَا" ضمیر ہے اور "ضَرَبُوْا" کا فاعل "هُمْ" ضمیر ہے۔
- "ضَرَبُوْا" کے آخر میں "الف" اس لئے لایا گیا؛ تاکہ جمع کی واؤ اور عطف کی واؤ میں فرق ہو جائے، اگر جمع کے آخر میں "واؤ" کا اضافہ نہ کیا گیا ہوتا تو "حَذَرَ وَقَتَلَ" جیسی مثالوں میں یہ بات معلوم نہیں ہو سکتی کہ یہ واؤ جمع کی ہے یا عطف کی ہے۔ نیز مفرد اور جمع کی واؤ میں بھی فرق واضح کرنے کے لیے جمع کے آخر میں "الف" کا اضافہ کیا جاتا ہے۔
- قرآن مجید میں کئی مثالیں ایسی موجود ہیں کہ جس میں مفرد کے صیغہ میں واؤ کے بعد الف ہے۔ جیسے "تَرْجُوْا" وغیرہ اس کی وجہ یہ ہے؛ کہ قرآن مجید کے الفاظ سماعی اور توقیفی ہیں، قیاسی اور قانونی نہیں کہ قانون اور قیاس کے تابع ہو گے یعنی نبی ﷺ کے بتانے پر موقوف ہے؛ اس لئے اس کو اسی طرح لکھا جائے گا جس طرح نبی اکرم ﷺ نے لکھوایا تھا تا قیامت اس میں تبدیلی نہیں آسکتی۔
- تقریباً بیس ایسے مقامات ہیں جہاں پر "الف" پڑھا تو نہیں جاتا لیکن کتابت میں ہوتا ہے۔ جیسے "أَنَا، لِتَتْلُوَا، لِيَرْبُوَا" وغیرہ۔

- اگر واؤ جمع کے بعد متصل ضمیر منصوب متصل آجائے تو پھر "الف" نہیں لکھا جاتا۔ جیسے "مَا قَتَلُوْهُ".
- "ضَرَبَتْ" مؤنث کا صیغہ واحد مذکر (ضَرَبَ) کے صیغہ سے بنا ہے اور قانون بھی یہی ہے کہ ہر واحدہ مؤنث کا صیغہ واحد مذکر سے بنتا ہے۔
- "ضَرَبَتْ" میں "ت" محض مؤنث کی علامت ہے فاعل کی ضمیر نہیں؛ اس لئے کہ بسا اوقات اس کا فاعل اسم ظاہر ہوتا ہے۔ جیسے "ضَرَبَتْ هِنْدٌ".
- "ضَرَبَتَا" (تثنیہ مؤنث غائبتین) "ضَرَبَتْ" (واحدہ مؤنث غائبہ) سے بنا ہے۔ "تاء" تانیث کی علامت ہے اور "الف" تثنیہ کی علامت اور ضمیرِ فاعل بھی ہے۔
- "ضَرَبْنَ" (جمع مؤنث غائبات) "ضَرَبَتْ" (واحدہ مؤنث غائبہ) سے بنا ہے۔ "نون مفتوح" جمع مؤنث کی علامت اور ضمیرِ فاعل آخر میں لے آئے تو "ضَرَبَتْنَ" ہو گیا، پھر دو علامت تانیث (تاء ونون) جمع ہو گئے جبکہ یہ منع ہے؛ لہذا "تائے تانیث" کو حذف کر دیا گیا، "نون" کو اس لئے حذف نہیں کیا جاتا کہ یہ جمع مؤنث کی علامت ہے۔
- "ضَرَبْنَ" سے لے کر "ضَرَبْنَا" آخر تک لام کلمہ ساکن کر دیا جاتا ہے تاکہ چار حرکات لگاتار ایک کلمہ میں جمع نہ ہو سکے؛ کیونکہ یہ مکروہ اور ناپسندیدہ عمل ہے۔
- اگر کسی کلمہ کی حرکت عارضی ہو تو وہاں چار حرکات جمع ہو سکتے ہیں۔ جیسے "ضَرَبَتَا" کہ یہاں پر "تاء" کی حرکت عارضی ہے، فتحہ صرف الف کا تقاضا پورا کرنے کے لئے لایا گیا ہے کہ الف کا ماقبل ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے۔
- "ضَرَبْتَ" کو "ضَرَبَ" سے بنایا گیا ہے، "تائے مفتوحہ" واحد مذکر مخاطب کی علامت اور ضمیرِ فاعل آخر میں لے آئے تو "ضَرَبْتَ" ہو گیا، آخر میں "تائے مفتوحہ" کو اس لئے بڑھایا گیا؛ تاکہ ضمیر "أَنْتَ" پر دلالت کرے، مخاطب کی بناء غائب سے اس لئے کی گئی ہے؛ کہ مخاطب غائب کی فرع ہوتی ہے۔
- "ضَرَبْتُمَا" کو "ضَرَبْتَ" سے بنایا گیا ہے، "الف" علامت تثنیہ اور ضمیرِ فاعل آخر میں لے آئے اور

اس سے پہلے میم مفتوح ما قبل ضمہ کے ساتھ لے آئے تو "ضَرَبْتُمَا" ہو گیا، "میم" کا اضافہ اس لئے کیا: تا کہ اشباع کی حالت میں تثنیہ مذکر مخاطبین کا واحد مذکر مخاطب کے ساتھ التباس نہ آئے اور میم کی خصوصیت کی وجہ یہ ہے کہ ضمیر تثنیہ "أَنْتُمَا" کے موافق ہو جائے۔

- اشباع کا معنی ہے حرکت کو اس کے موافق حرف علت سے کھینچنا، یعنی "فتحہ" کو "الف" کی طرف، "ضمہ" کو "واؤ" کی طرف اور "کسرہ" کو "یاء" کی طرف کھینچنا۔
- "ضَرَبْتُمْ" کو "ضَرَبْتَ" سے بنایا گیا ہے، "واؤ ساکنہ" جمع مذکر کی علامت اور ضمیرِ فاعل آخر میں لے آئے، "تاء" اور "واؤ" کے درمیان میم مضموم ما قبل مضموم کا اضافہ کیا تو "ضَرَبْتُمُوْ" ہو گیا، پھر "واؤ" کو حذف کیا تو "ضَرَبْتُمْ" ہو گیا۔
- "ضَرَبْتُمْ" کے آخر میں "واؤ" کا اضافہ اس لئے کیا: تا کہ ضمیر "أَنْتُمُوْ" پر دلالت ہو۔
- "ضَرَبْتُمْ" کے آخر سے "واؤ" کو ایک قاعدے اور قانون کے تحت حذف کیا گیا۔ قاعدہ اور قانون یہ ہے: کہ ہر وہ "واؤ" جو اسمِ متمکن کے آخر میں ہو اور اس کا ما قبل مضموم ہو تو اس "واؤ" کو حذف کرنا واجب ہے۔
- قاعدے اور قانون کے مطابق "ضَرَبْتُمُوْ" کے آخر سے "واؤ" کو حذف کرنا درست نہیں؛ کیونکہ "واؤ" اسم کے آخر میں نہیں بلکہ فعل کے آخر میں واقع ہے، لیکن پھر بھی حذف کی گئی ہے اس کی وجہ یہ ہے؛ کہ "ضَرَبْتُمْ" اگرچہ حقیقتاً اسم تو نہیں ہے لیکن حکماً اسم ہے۔ "حکمی" اسم اس کو کہتے ہیں جو ہو تو فعل لیکن اس میں اسم والی نشانی پائی جائے اور "ضَرَبْتُمُوْ" میں اسم والی نشانی موجود ہے، وہ نشانی ضمیر "مرفوع متصل" اور "میم زائدہ" ہے۔
- قاعدے کے مطابق ضمیرِ فاعل کو حذف کرنا درست نہیں لیکن یہ بھی ایک قانون ہے کہ تعلیل کی بنیاد پر جو حرف گرادیا جائے وہ مذکور کے حکم میں ہوتا ہے۔
- "ضَرَبْتِ" کو "ضَرَبْتَ" سے بنایا گیا ہے، تاء کے "فتحہ" کو "کسرہ" سے بدل دیا تو "ضَرَبْتِ" ہو

گیا، تاء کو "کسرہ" اس لئے دیا؛ تاکہ "أَنْتِ "ضمیر پر دلالت کرے۔

• "ضَرَبْتُمَا" کو "ضَرَبْتِ" سے بنایا گیا "الف" اور "تاء" کے درمیان میم مفتوح ما قبل مضموم لے آئے تو "ضَرَبْتُمَا" ہو گیا، "میم "کا اضافہ اس لئے کیا گیا؛ تاکہ تثنیہ مؤنث مخاطبتین مذکر مخاطبتین کے موافق ہو جائے؛ کیونکہ مؤنث مذکر کی فرع ہوتی ہے۔

• "ضَرَبْتُنَ" کو "ضَرَبْتِ" سے بنایا گیا ہے، "نون" جمع مؤنث کی علامت اور ضمیر فاعل آخر میں لے آئے، "تاء" اور "نون" کے درمیان میم ساکن ما قبل مضموم لے آئے، پھر "میم" کو "نون" کے مخرج کے قریب ہونے کی وجہ سے "نون" کر دیا اور "نون" کو "نون" میں ادغام کر دیا تو "ضَرَبْتِ سے "ضَرَبْتُنَّ" ہو گیا۔

"ضَرَبْتُنَّ" میں دو علامتیں تانیث (تاء، نون) کی جمع ہوئی ہیں لیکن اس کے باوجود ایک علامت حذف نہیں کی گئی، اس کی وجہ یہ ہے؛ کہ "تاء" مضموم ہونی کی وجہ سے اب تانیث کی علامت نہ رہی بلکہ فقط مخاطب ہونے کی علامت ہے؛ لہذا صرف نون علامت تانیث ہے؛ اس لئے "تاء" کو حذف نہیں کیا گیا۔

• "ضَرَبْتُ" کو "ضَرَبَ" سے بنایا گیا ہے، تائے مضمومہ واحد متکلم کی علامت اور ضمیرِ فاعل ما قبل کے سکون کے ساتھ لے آئے تو "ضَرَبْتُ" ہو گیا۔

• "ضَرَبْنَا" کو "ضَرَبْتُ" سے بنایا گیا ہے، تائے مضمومہ واحد متکلم کی علامت کو حذف کر کے اس کی جگہ متکلم مع الغیر کی علامت اور ضمیرِ فاعل لے آئے تو "ضَرَبْنَا" ہو گیا۔

• متکلم اور مخاطب کی بناء غائب سے کی جاتی ہے اس کی وجہ یہ ہے؛ کہ غائب مجرد ہوتا ہے اور قانون یہ ہے: کہ مجرد مقدم ہوتا ہے، دوسری وجہ یہ ہے؛ کہ غائب عدمی ہوتا ہے اور مخاطب و متکلم وجودی ہیں اور عدم وجود سے مقدم ہوتا ہے۔

تمرین

1۔ ثلاثی مجرد سے ماضی معلوم کے کون سے اوزان ہیں؟

2۔ماضی کے آخری حرف کے اعراب کی تعیین کریں؟

3۔ماضی کے کل کتنے صیغے ہیں تفصیلا بیان کریں؟

4۔ماضی معلوم میں غائب وغائبہ، مذکر ومؤنث اور تثنیہ وجمع کے لئے کون سی علامات استعمال ہوتی ہیں؟

5۔ماضی کے پہلے صیغے اور تثنیہ وجمع کی بناء کس سے ہوتی ہے؟

6۔ جمع مذکر کے آخر میں الف کا اضافہ کیوں کیا جاتا ہے؟

7۔ قرآن مجید کے الفاظ توقیفی ہیں یا سماعی ہیں؟

8۔چار حرکات لگاتار کا جمع ہونا کب منع اور کب جائز ہیں؟

9۔"ضَرَبْتُمْ" کی بناء ذکر کریں؟

10۔"ضَرَبْتُنَّ" میں دو علامت تانیث جمع ہونے کے باوجود ایک کو حذف نہیں کیا گیا وجہ بتائیں؟

11۔ متکلم اور مخاطب کی بناء کس سے ہوتی ہے نیز وجہ بھی ذکر کریں؟

فصل سوم

فعل ماضی مجہول کا بیان[1]

ماضی مجہول اس فعل ماضی کو کہتے ہیں جس کا فاعل معلوم نہ ہو۔

قواعد و فوائد

• ماضی مجہول کو ماضی معلوم سے بنانے کے تین طریقے ہیں:

(1)۔ ماضی مجہول کے تمام صیغے ماضی معلوم کے تمام صیغوں سے بنائے گئے ہیں۔ "ضَرَبَ، ضُرِبَ" سے اور "ضَرَبَا، ضُرِبَا" سے جبکہ "ضَرَبُوْا ضُرِبُوْا" سے بنائے گئے ہیں۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ حرفِ اول کو ضمہ دیا جائے اور ماقبل آخر کو کسرہ دیا جائے۔

(2)۔ ماضی مجہول کا صرف ایک صیغہ واحد مذکر غائب (ضُرِبَ) ماضی معلوم کے واحد مذکر غائب (ضَرَبَ) سے بنا ہے، بقیہ صیغے اسی واحد مذکر غائب ماضی مجہول سے بنائے جائے۔

(3)۔ ماضی مجہول کے تین صیغے واحد مذکر غائب، واحد مذکر مخاطب، واحد متکلم (ضُرِبَ، ضُرِبْتَ، ضُرِبْتُ) کو ماضی معلوم کے انہی تین صیغوں سے بنائے گئے ہیں، بقیہ انہی سے بنائے گئے ہیں۔

• اگر فعل ماضی معلوم کے شروع میں ہمزہ وصلی اور تائے زائدہ نہ ہو اور عین کلمہ الف بھی نہ ہو تو ماضی مجہول میں پہلے حرف کو ضمہ اور ماقبل آخر کو کسرہ دیا جائے گا خواہ وہ کسرہ تقدیری ہی کیوں نہ ہو۔ جیسے "ضُرِبَ زَیْدٌ، رُدَّ المَبِیْعُ".

• بابِ مفاعلہ سے ماضی مجہول بناتے وقت فاء کلمہ پر ضمہ ہونے کی وجہ سے الف مفاعلہ کو واؤ سے تبدیل

(1) میزان الصرف: 12، الصرف العربي: 47.

کیا جائے گا۔ جیسے "ضَارَبَ" سے "ضُوْرِبَ".

- اگر فعل ماضی معلوم کے شروع میں تائے زائدہ ہو تو ماضی مجہول میں پہلے حرف کے ساتھ دوسرے حرف کو بھی ضمہ دیا جائے گا، اور بابِ تفاعل کے الف کو ماقبل کے ضمہ ہونے کی وجہ سے واؤ سے بدل دیا جائے گا۔ جیسے "تُصُرِّفَ، تُضُوْرِبَ".
- اگر ماضی معلوم میں عین کلمہ الف ہو تو ماضی مجہول میں اسے یاء سے بدل دیا جائے گا اور الف سے پہلے حرف کو کسرہ دیا جائے گا۔ جیسے "قَالَ" سے "قِيْلَ"، "اِنْقَالَ" سے "اِنْقِيْلَ".
- فعل لازم سے فعل مجہول براہ راست نہیں آتا؛ کیونکہ مجہول میں فعل کی نسبت نائب فاعل کی طرف ہوتی ہے اور فعل لازم کا مفعول بہ نہیں آتا، اگر فعل لازم کو مجہول بنانا ہو تو اس کو حرفِ جر "ب، علٰی، فِيْ" کے ذریعے مجہول بنایا جاتا ہے۔ جیسے "ذُهِبَ بِزَيْدٍ، مُرَّ عَلَيْهِ، سُقِطَ فِيْ أَيْدِيْهِمْ".

تمرین

1۔ ماضی مجہول بنانے کا طریقہ ذکر کریں؟

2۔ ماضی مجہول کی بناء کس سے ہوتی ہے؟

3۔ فعل لازم سے مجہول بنانے کا طریقہ ذکر کریں؟

4۔ درج ذیل افعال سے ماضی مجہول بنائیں۔

ضَرَبَ... نَصَرَ... أَكْرَمَ... ضَارَبَ... تَضَارَبَ... مَدَّ... تَصَرَّفَ... خَافَ... اِقْتَالَ... اِنْقَالَ

حل شدہ مثال

"قَدْ ضُرِبَ" لفظ کی دونوں قسموں (موضوع و مہمل) میں سے موضوع؛ اس لئے کہ لفظ

بامعنی ہے۔۔۔ مفرد مرکب میں سے مرکب ہے؛ اس لئے کہ ایک سے زائد معنی پر دلالت کرتا ہے۔۔۔ مفرد کا دوسرا نام کلمہ ہے۔۔۔ اسم فعل حرف میں سے فعل؛ اس لئے کہ اس کا معنی دوسرے کلمے کے ملائے بغیر معلوم ہو رہا ہے۔۔۔ فعل متصرف اور غیر متصرف میں سے فعل متصرف؛ اس لئے کہ اس کے مصدر سے ماضی مضارع اور امر تینوں استعمال ہوتے ہیں۔۔۔ فعل لازم اور متعدی میں سے فعل متعدی ہے؛ اس لئے کہ فاعل پر پورا نہیں ہوتا مفعول بہ کی ضرورت ہے۔۔۔ ماضی مضارع اور امر میں سے فعل ماضی ہے؛ اس لئے کہ زمانہ گزشتہ سے تعلق رکھتا ہے۔۔۔ ماضی کے چھ اقسام میں سے ماضی قریب ہے؛ اس لئے کہ قریب کے گزرے ہوئے زمانہ میں ایک کام پر دلالت کرتا ہے۔۔۔ مثبت اور منفی میں سے مثبت ہے؛ اس لئے کہ کام کے کرنے پر دلالت کر رہا ہے۔۔۔ معروف اور مجہول میں سے مجہول ہے؛ اس لئے کہ نسبت مفعول کی طرف ہے۔

فصل چہارم

فعل مضارع معلوم و مجہول کا بیان[1]

فعل مضارع کا لغوی اور اصطلاحی معنی

مضارع لغت میں بمعنی "مشابہ" کے آتا ہے۔

اور اصطلاح میں کہتے ہیں: "كَلِمَةٌ تَدُلُّ عَلٰى حَدَثٍ وَّ زَمَنٍ صَالِحٍ لِلْحَالِ وَالاسْتِقْبَالِ".[2] اس فعل کو کہتے ہیں جس سے آئندہ یا موجودہ زمانے میں کام ہونے کا پتہ چلے۔

قواعد و فوائد

- مضارع معلوم کے چار صیغے واحد مذکر غائب، واحد مذکر مخاطب، واحد متکلم اور جمع متکلم کے صیغے ماضی کے واحد مذکر غائب کے صیغے سے بنائے گئے ہیں۔ شروع میں حروف مضارعت (یعنی حروف اتین) میں سے ایک حرف مفتوح فاء کلمہ کے سکون کے ساتھ شروع میں لے آئے اور ماقبل آخر کو کسرہ دیا اور ضمہ اعرابی اس کے آخر میں لے آئے تو "ضَرَبَ" سے "يَضْرِبُ، تَضْرِبُ، أَضْرِبُ، نَضْرِبُ" ہو گیا۔
- "يَضْرِبَانَ، يَضْرِبُوْنَ" کو "يَضْرِبُ" واحد سے بنایا گیا ہے۔ "تَضْرِبَانِ" اور "يَضْرِبْنَ" کو "تَضْرِبُ" واحدہ مؤنث غائبہ سے بنایا گیا ہے۔ "تَضْرِبَانَ، تَضْرِبُوْنَ" اور "تَضْرِبِيْنَ" کو "تَضْرِبُ" واحد مذکر مخاطب سے بنایا گیا ہے۔
- مضارع کا معنی ہے "مشابہ ہونا"، چونکہ مضارع بھی حرکات و سکنات اور تعداد حروف میں اسم فاعل کے

---

(1) شرح الرضي: 807، دستور العلماء: 193/3، ميزان الصرف: 14، دروس التصريف: 87.

(2) تعجيل الندى شرح قطر الندى.

مشابہ ہوتا ہے اس لئے اس کو مضارع کہتے ہیں، جس طرح مضارع میں چار حروف ہیں اسی طرح اسم فاعل میں بھی چار حروف ہیں۔ جیسے مضارع میں پہلا حرف متحرک اور دوسرا ساکن اور اس کے بعد دو حرف متحرک ہیں اسی طرح اسم فاعل میں بھی ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ مضارع "ضَرْعٌ" سے لیا گیا ہے اور "ضَرْعٌ" کا معنی ہے "ایک پستان سے دو بچوں کا دودھ پینا"، چنانچہ مضارع میں بھی دو زمانے (حال اور استقبال) موجود ہوتے ہیں؛ اس لئے اس کو مضارع کہتے ہیں۔

• فعل مضارع کو فعلِ غابر، فعلِ حال اور فعلِ مستقبل بھی کہتے ہیں۔ غابر کا معنی ہے "پیچھے رہ جانے والا" اور فعل مضارع میں بھی ماضی کے بعد حال اور استقبال باقی رہ جاتے ہیں؛ اس لئے اس کو "فعلِ غابر" کہتے ہیں۔

• فعل مضارع کی علامت حروف اتین یعنی چار حروف (الف، تاء، یاء اور نون) ہیں۔ "یاء" چار صیغوں کے شروع میں آتی ہے تین مذکر غائب کے اور ایک جمع مؤنث غائب کے (یَضْرِبُ، یَضْرِبَانِ، یَضْرِبُوْنَ، یَضْرِبْنَ)، "تاء" آٹھ صیغوں کے شروع میں آتی ہے ایک واحد مؤنث غائب اور ایک تثنیہ مؤنث غائبتَین (تَضْرِبُ، تَضْرِبَانَ)، اور چھ مخاطب کے صیغوں کے شروع میں آتی ہے (تَضْرِبُ، تَضْرِبَانَ، تَضْرِبُوْنَ، تَضْرِبِیْنَ، تَضْرِبَانِ، تَضْرِبْنَ)، "الف" صرف ایک صیغہ واحد متکلم (أَضْرِبُ) اور نون صرف جمع متکلم (نَضْرِبُ) کے شروع میں آتا ہے۔[1]

• حروفِ مضارعت کو حروف "اَتَین، تَانِيْ، نَاتِيْ، تَيْنَا" اور "زوائد اربعه" بھی کہتے ہیں۔

• علامت مضارع یعنی "حروف اتین" کو شروع میں لانے کی وجہ یہ ہے؛ کہ مضارع کا آخر محل تغییر ہے اور علامت کیلئے ضروری ہے کہ وہ تمام حالتوں میں باقی رہے۔ دوسری وجہ یہ ہے؛ کہ اگر یہ حروف آخر میں لائے جاتے تو "یاء" کی صورت میں مصدر مضاف بیائے متکلم سے التباس آتا ہے اور

(1) دروس التصریف: 88.

"تاء، ہمزہ، نون" کی صورت میں ماضی کیساتھ التباس آتا ہے۔

- حروف اتین کیلئے کلمہ کا اول انتخاب کیا گیا؛ تاکہ شروع میں ہی اس کا مضارع ہونا معلوم ہو جائے۔
- فعل مضارع کے پانچ صیغوں کے آخر میں ضمہ آتا ہے واحد مذکر غائب (یَضْرِبُ)، واحدہ مؤنث غائبہ (تَضْرِبُ)، واحد مذکر مخاطب (تَضْرِبُ)، واحد متکلم (أَضْرِبُ) اور جمع متکلم (نَضْرِبُ)۔ اور سات صیغوں کے آخر میں نون اعرابی ہوتا ہے، چار تثنیہ (تَضْرِبَانِ، تَضْرِبَانِ، تَضْرِبَانِ، تَضْرِبَانِ) کے، دو جمع (یَضْرِبُوْنَ، تَضْرِبُوْنَ) کے اور ایک واحدہ مؤنث مخاطبہ (تَضْرِبِیْنَ) کے۔ تثنیہ کے چار صیغوں (تَضْرِبَانِ، تَضْرِبَانِ، تَضْرِبَانِ، تَضْرِبَانِ) میں نون اعرابی مکسور ہوتا ہے، اور تین صیغوں (یَضْرِبُوْنَ، تَضْرِبُوْنَ، تَضْرِبِیْنَ) میں نون اعرابی مفتوح ہوتا ہے۔
- فعل مضارع کے دو صیغے جمع مؤنث غائبات (یَضْرِبْنَ) اور جمع مؤنث مخاطبات (تَضْرِبْنَ) کے آخر میں وہی فعل ماضی والا نون ہوتا ہے۔
- فعل مضارع میں نون زائد تین قسم کا ہے:

(1)۔ نون اعرابی یہ سات صیغوں میں آتا ہے۔ (تَضْرِبَانِ، تَضْرِبَانِ، تَضْرِبَانِ، تَضْرِبَانِ،یَضْرِبُوْنَ، تَضْرِبُوْنَ، تَضْرِبِیْنَ)

(2)۔ نون ضمیر یہ صرف دو صیغوں میں آتا ہے۔ (یَضْرِبْنَ، تَضْرِبْنَ)

(3)۔ نون تاکید یہ تمام صیغوں کے آخر میں لاحق ہوتا ہے۔

- ثلاثی مجرد سے فعل مضارع کے تین اوزان آتے ہیں: "یَفْعَلُ، یَفْعِلُ، یَفْعُلُ".
- مضارع کے صیغوں میں کبھی حال اور کبھی مستقبل کا ترجمہ ہوتا ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے: "یَضْرِبُ الْآنَ" اب وہ مارتا ہے۔ "یَضْرِبُ غَدًا" آئندہ وہ مارے گا۔
- جمہور علماء کے نزدیک فعل مضارع حال و استقبال دونوں میں مشترک ہے اور بعض علماء معنی حال میں

حقیقت اور معنی استقبال میں مجاز کہتے ہیں۔ جبکہ بعض علماء مضارع کو معنی استقبال میں حقیقت کہتے ہیں۔

- مضارع میں واحد مؤنث غائب اور واحد مذکر مخاطب کے لیے ایک ہی صیغہ (تَفْعَلُ) استعمال ہوتا ہے، اسی طرح تثنیہ مؤنث غائب، تثنیہ مؤنث مخاطب اور تثنیہ مذکر مخاطب تینوں کے لیے ایک ہی صیغہ (تَفْعَلَانِ) استعمال ہوتا ہے چنانچہ مکررات کو حذف کرنے کے بعد گیارہ صیغے رہ جاتے ہیں۔
- مضارع معلوم و مجہول سے منفی بنانے کے لئے اس کے شروع میں حرف نفی (مَا، لَا) بڑھایا جاتا ہے۔ جیسے "لَا يَضْرِبُ".
- فعل مضارع جب قرائن سے خالی ہوتا ہے تو حال و استقبال کے معنی میں مبہم ہوتا ہے لیکن جب عوامل اور قرائن موجود ہوں تو حال اور استقبال میں سے ایک معنی متعین ہو جاتا ہے۔
- وہ عوامل و قرائن جو فعل مضارع کو زمانہ حال کے ساتھ خاص کر دیتے ہیں وہ دو ہیں:

(1)۔ جب فعل مضارع پر "لام ابتداء" آجائے تو اسے زمانہ حال کے ساتھ خاص کر دیتا ہے۔ جیسے "لَيَحْزُنُنِيْ أَنْ تَذْهَبُوْا بِه".

(2)۔ وہ حروف جو "لَيْسَ" کے مشابہ ہوں یعنی "مَا، لَا، إِنْ" جب یہ حروف فعل مضارع پر داخل ہوں تو اسے زمانہ حال کے ساتھ خاص کر دیتا ہے۔ جیسے ﴿لَا يُحِبُّ اللهُ الْجَهْرَ﴾ ﴿وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تكْسِبُ غَدًا﴾ "إِنْ يَّخْرُجُ أَحْمَدُ".

- وہ قرائن اور عوامل جو فعل مضارع کو زمانہ استقبال کے ساتھ خاص کر دیتے ہیں وہ درج ذیل ہیں:

(1)۔ سین اور سوف فعل مضارع کو زمانہ استقبال کے ساتھ خاص کر دیتے ہیں۔ جیسے ﴿سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ﴾، ﴿فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ﴾.

(2)۔ جب فعل مضارع پر "إِذَا" یا دیگر مستقبل والے ظروف داخل ہوں۔ جیسے "أُكْرِمُكَ إِذَا تُكْرِمُنِيْ".

(3)۔جب فعل مضارع سے پہلے "هَلْ" آجائے۔ جیسے ﴿هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَى تِجَارَةٍ﴾.

(4)۔جب فعل مضارع میں طلب والا معنی پایا جائے۔ جیسے ﴿وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ﴾ یہاں فعل مضارع امر کے معنی میں ہو کر مستقبل کے ساتھ خاص ہو گیا ہے۔

(5)۔"أَنْ مصدریہ" بھی فعل مضارع کو زمانہ مستقبل کے ساتھ خاص کر دیتا ہے، جیسے ﴿يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكُمْ﴾، ﴿وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ﴾.

- سین اور سوف علامت استقبال میں سے ہیں، سین استقبال قریب اور سوف استقبال بعید کے لیے ہے۔ جیسے "سَيَنْصُرُ" قریب زمانہ میں مدد کرے گا، "سَوْفَ يَنْصُرُ" آئندہ زمانہ بعید میں مدد کرے گا۔ اور لام ابتداء داخل ہونے کے بعد حال کا معنی متعین ہو جاتا ہے۔ جیسے "لَيَأْكُلُ" البتہ وہ کھاتا ہے۔
- جمع مؤنث غائبات (يَضْرِبْنَ) اور مخاطبات (تَضْرِبْنَ) کے آخر میں جو نون مفتوح آتا ہے وہ نون اعرابی نہیں ہوتا بلکہ وہ ضمیرِ فاعل ہوتا ہے جو کبھی ساقط نہیں ہوتا، اسے "نون ضمیر، نونِ جمع" یا "نون النسوہ" کہتے ہیں۔
- مضارع کی علامت ماضی چار حرفی میں مضموم اور باقی میں مفتوح ہوتی ہے۔ جیسے "أُكْرِمُ، يُضَارِبُ، يَكْتَسِبُ".
- اگر ماضی تین حرفی ہو تو مضارع میں فاء کلمہ ساکن ہو گا اور عین کلمہ قاعدے اور قانون کے مطابق مفتوح، مضموم یا مکسور ہو گا۔ جیسے "يَضْرِبُ، يَنْصُرُ" وغیرہ
- اگر ماضی سہ حرفی نہ ہو اور اس کے شروع میں تائے زائدہ ہو تو مضارع میں وہ اپنے حال پر ہو گا۔ جیسے "تَضَارَبَ" سے "يَتَضَارَبُ".
- اگر ماضی کے شروع میں تاء زائدہ نہ ہو تو مضارع میں ما قبل آخر کو کسرہ دیں گے۔ جیسے "ضَارَبَ،

أَكْرَمَ" سے "يُضَارِبُ، يُكْرِمُ". (1)

• اگر ماضی کے شروع میں ہمزہ زائدہ ہو تو مضارع میں اس کو حذف کر دیا جائے گا۔ جیسے "أَكْرَمَ، اِسْتَخْرَجَ" سے "يُكْرِمُ، يَسْتَخْرِجُ".

• مضارع کی بناء ماضی سے اس لئے کی جاتی ہے؛ کہ ماضی اصل ہے اور مضارع فرع ہے۔

• مضارع کے شروع میں حروف اتین اس لئے لائے جاتے ہیں؛ کہ مضارع کا ماضی کے ساتھ فرق واضح ہو جائے۔

• مضارع میں فاء کلمہ کو ساکن اس لئے کیا؛ تاکہ " توالی اربع حرکات "لازم نہ آئے یعنی چار حرکات پے در پے ایک کلمہ میں جمع نہ ہوں۔ اور عین کلمہ کو کسرہ اس لئے دیتے ہیں؛ کہ وہ اس باب کی نشانی ہے، مضارع چونکہ معرب ہوتا ہے؛ اس لئے اس کے آخر میں ضمہ اعرابی یعنی معرب والا ضمہ لاتے ہیں۔

• فعل میں اصل بناء ہے تاہم فعل مضارع کی اسم کیساتھ مشابہت کیوجہ سے مضارع کو بھی مختلف اعراب دیئے گئے ہیں۔

• مضارع میں واحد کا صیغہ (يَضْرِبُ) چونکہ معرب ہوتا ہے یعنی اعراب کا تقاضہ کرتا ہے؛ اس لئے اس کے آخر میں ضمہ اعرابی لایا گیا۔ تثنیہ (تَضْرِبَانِ) میں الف اور جمع (يَضْرِبُوْنَ) میں واؤ چونکہ اعراب کو برداشت نہیں کر سکتا؛ اس لئے ضمہ اعرابی کے بدلے میں تثنیہ میں نون مکسور اور جمع میں نون مفتوح کو لایا گیا۔

• تثنیہ اور جمع کا نون حرف ہے، جو کہ مبنی بر سکون تھا، تثنیہ میں الف اور جمع میں واؤ ساکن ہونے کی وجہ سے التقائے ساکنین ہوا، تثنیہ میں التقائے ساکنین کو دفع کرنے کے لئے "السَّاكِنُ إِذَا حُرِّكَ حُرِّكَ بِالْكَسْرِ" قاعدے کے مطابق نون کو کسرہ دے دیا۔ اور جمع کے نون کو فتحہ دے دیا؛ اس لئے

---

(1) الارتشاف: 182.

کہ فتحہ خفیف حرکت ہے اور جمع بنسبت تثنیہ کے کثیر ہے اور کثرت خفت کا تقاضا کرتا ہے۔

• "یَضْرِبْنَ" مبنی کا صیغہ ہے؛ اس لئے باء پر جو ضمہ اعرابی تھا اس کو گرا کر ساکن کر دیا گیا۔ اس صیغے میں تاء کو یاء سے تبدیل کر دیا گیا؛ اس لئے کہ تاء بھی تانیث کی علامت ہے اور نون بھی تانیث کی علامت ہے اگر تاء کو یاء سے تبدیل نہ کرتے تو دو علامتیں تانیث کی اکٹھی ہو جاتی۔ دوسری وجہ یہ ہے؛ کہ "تَضْرِبْنَ" (جمع مؤنث مخاطبات) کے ساتھ التباس نہ آئے؛ اس لئے تاء کو یاء سے تبدیل کیا گیا۔

• "تَضْرِبِیْنَ" کی یاء میں صرفیوں کا اختلاف ہے کہ یہ صرف تانیث کی علامت ہے یا ضمیر فاعل بھی ہے۔ اکثر صرفیوں کے نزدیک یاء علامتِ تانیث کے علاوہ ضمیرِ فاعل بھی ہے۔ اور بعض صرفیوں کے نزدیک صرف تانیث کی علامت ہے فاعل کی ضمیر نہیں ہے۔

• مضارع مجہول میں "یُضْرَبُ، تُضْرَبُ، أُضْرَبُ" اور "نُضْرَبُ" کے صیغوں کو مضارع معلوم کے انہی صیغوں سے بنائے گئے ہیں۔ ہر مضارع مجہول کو مضارع معلوم سے بناتے وقت مضارع معلوم کے حرفِ اول کو ضمہ اور ما قبل آخر کو فتحہ دیناواجب ہے، بشرطیکہ مضارع معلوم میں پہلے سے ضمہ اور فتحہ نہ ہو۔

• ثلاثی مجرد، ثلاثی مزید، رباعی مجرد اور رباعی مزید کے بائیس ابواب کا حکم یہی ہے کہ مضارع مجہول میں حرفِ اول کو ضمہ اور ما قبل آخر کو فتحہ دیناواجب ہے۔

• مضارع مجہول کی بناء مضارع معلوم سے اس لئے کی جاتی ہے؛ کہ مضارع معلوم اصل ہے اور مضارع مجہول فرع ہے اور فرع اصل سے بنتی ہے۔

تمرین

1۔ فعل مضارع کی تعریف اور بنانے کا طریقہ ذکر کریں؟

2۔ مضارع کی علامات کون کونسی ہیں؟

3۔ مضارع کی وجہ تسمیہ بیان کریں؟

4۔ ہمزہ، تاء، یاء اور نون مضارع کے کون سے صیغوں میں آتے ہیں؟

5۔ مضارع مثبت سے منفی بنانے کا طریقہ ذکر کریں؟

6۔ تضربین کی یاء میں صرفیوں کا اختلاف بیان کریں؟

7۔ مضارع معلوم کے ماقبل آخر کا اعراب ذکر کریں؟

8۔ وہ عوامل اور قرائن ذکر کریں جو فعل مضارع کو حال یا استقبال کے ساتھ خاص کرتے ہیں؟

9۔ مضارع میں مکرر صیغوں کو ذکر کریں؟

10۔ درج ذیل افعال سے مضارع معلوم بنائیں اور صرفی تطبیق کریں۔

ضَرَبَ... مَنَعَ... حَسِبَ... أَكْرَمَ... كَرَّمَ... اِجْتَنَبَ... ضَارَبَ... تَصَرَّفَ

حل شدہ مثال

"يَضْرِبُ" لفظ کی دونوں قسموں (موضوع و مہمل) میں سے موضوع؛ اس لئے کہ لفظ با معنی ہے۔۔۔ مفرد مرکب میں سے مفرد؛ اس لئے کہ ایک معنی پر دلالت کرتا ہے۔۔۔ مفرد کا دوسرا نام کلمہ ہے۔۔۔ اسم، فعل اور حرف میں سے فعل؛ اس لئے کہ اس کا معنی دوسرے کلمے کے ملائے بغیر معلوم ہو رہا ہے۔۔۔ فعل متصرف اور غیر متصرف میں سے فعل متصرف؛ اس لئے کہ اس کے مصدر سے ماضی مضارع اور امر تینوں استعمال ہوتے ہیں۔۔۔ فعل لازم اور متعدی میں سے فعل متعدی ہے؛ اس لئے کہ فاعل پر پورا نہیں ہوتا مفعول بہ کی ضرورت ہے۔۔۔ ماضی، مضارع اور امر میں سے فعل مضارع ہے؛ اس لئے کہ موجودہ زمانہ میں کام پر دلالت کر رہا ہے۔۔۔ مثبت اور منفی میں سے مثبت ہے؛ اس لئے کہ کام کے کرنے پر دلالت کر رہا ہے۔۔۔ معروف اور مجہول میں سے معروف ہے؛ اس لئے کہ اس کی نسبت فاعل کی طرف ہے۔ واحد مذکر غائب ہے؛ اس لئے کہ اس کا معنی ہے (مارتا ہے یا مارے گا وہ ایک مرد)

فصل پنجم

فعل جحد کا بیان[1]

فعل جحد منفی بلم وہ فعل مضارع ہے جس سے گزشتہ زمانے میں کسی کام کا نہ ہونا یا نہ کرنا سمجھا جائے۔ جیسے "لَمْ یَضْرِبْ" نہیں مارا اس ایک مرد نے۔

قواعد و فوائد

- فعل جحد بنانے کا طریقہ یہ ہے: کہ مضارع معلوم کے شروع میں "لَمْ" کا اضافہ کرنے سے فعل جحد معلوم بن جاتا ہے۔ جیسے "یَضْرِبُ" سے "لَمْ یَضْرِبْ".
- "لَمْ" جازمہ فعل مضارع میں لفظی اور معنوی دونوں طرح عمل کرتا ہے۔ معنوی عمل اس طرح کہ مضارع مثبت کو ماضی منفی میں کر دیتا ہے اور لفظی کی کئی صورتیں ہیں، فعل مضارع معلوم کی ابتداء میں "لَمْ" جازمہ لگانے سے پانچ صیغوں کے آخر میں سکون آتا ہے۔ وہ پانچ صیغے درج ذیل ہیں:

(1)۔ واحد مذکر غائب جیسے "لَمْ یَضْرِبْ"، (2)۔ واحد مؤنث غائب جیسے "لَمْ تَضْرِبْ"،
(3)۔ واحد مذکر مخاطب جیسے "لَمْ تَضْرِبْ"، (4)۔ واحد متکلم جیسے "لَمْ أَنْصُرْ"،
(5)۔ جمع متکلم جیسے "لَمْ نَنْصُرْ".

- اگر ان پانچ صیغوں کے آخر میں حرف علت ہو تو "لَمْ" کی وجہ سے وہ گر جاتا ہے۔ جیسے "لَمْ یَدْعُ، لَمْ یَرْمِ".
- "لَمْ" حرفِ جازم کی وجہ سے سات صیغوں کے آخر سے نون اعرابی حذف ہو جاتا ہے، وہ سات صیغے یہ ہیں:

(1)۔ تثنیہ مذکر غائب جیسے "لَمْ یَنْصُرَا"، (2)۔ تثنیہ مؤنث غائب جیسے "لَمْ تَنْصُرَا"،

---

(1) میزان الصرف: 18.

(3)۔ تثنیہ مذکر مخاطب جیسے "لَمْ تَنْصُرَا"، (4) تثنیہ مؤنث مخاطب جیسے "لَمْ تَنْصُرَا"،
(5)۔ جمع مذکر غائب جیسے "لَمْ يَنْصُرُوا"، (6)۔ جمع مذکر مخاطب جیسے "لَمْ تَنْصُرُوْا"،
(7)۔ واحد مؤنث مخاطب جیسے "لَمْ تَنْصُرِيْ".

- دو صیغوں کے آخر میں کوئی عمل نہیں ہوتا؛ اس لئے کہ وہ مبنی ہیں اور مبنی کا آخر تبدیل نہیں ہوتا۔ وہ دو صیغے یہ ہیں:

(1)۔ جمع مؤنث غائب جیسے "لَمْ يَنْصُرْنَ"، (2)۔ جمع مؤنث مخاطب جیسے "لَمْ تَنْصُرْنَ".

- فعل جحد مجہول کی بنا فعل مضارع مجہول سے ہوتی ہے، شروع میں "لَمْ" لے آئیں گے، باقی تفصیل فعل جحد معلوم کی طرح ہے۔
- مضارع کلام میں مرفوع منصوب یا مجرور واقع ہوتا ہے۔
- اگر نواصب یا جوازم میں سے کوئی عامل مضارع کے شروع میں نہ ہو تو مضارع مرفوع ہوتا ہے۔
- اگر مضارع اجوف مجزوم واقع ہو تو لام کلمہ ساکن ہو جانے کی وجہ سے عین کلمہ حذف ہو جاتا ہے۔ جیسے "لَمْ يَقُلْ، لَمْ يَقُلْنَ"، جو کہ اصل میں "لَمْ يَقُوْلْ، لَمْ يَقُوْلْنَ" تھا لام کلمہ ساکن ہونے کی وجہ سے ساکنین جمع ہو گئے جس کی وجہ سے عین کلمہ حذف کر دیا گیا۔
- اگر مضارع مضاعف مجزوم واقع ہو تو مفرد کے صیغوں میں ادغام اور فکِّ ادغام دونوں جائز ہیں۔ جیسے "لَمْ يَمُدَّ، لَمْ يَمْدُدْ".
- "نون النسوہ" میں فکِّ ادغام واجب ہے۔ جیسے "لَمْ يَمْدُدْنَ، لَمْ تَمْدُدْنَ".
- "دخول" اس کو کہتے ہیں کہ کوئی حرف فعل کے شروع میں لگایا جائے اور "لحوق" اس کو کہتے ہیں کہ کوئی حرف فعل کے آخر میں لگایا جائے۔

• عوامل جوازم کل چودہ ہیں، جن میں سے پانچ حروف اور نو اسماء ہیں۔ حروف یہ ہیں:
إِنْ، ولَمْ، ولام أمر، ولام نهي.

اسماء یہ ہیں:
مَنْ، ومَا، ومَهْمَا، وأَيٌّ، وحَيْثُمَا، وإِذْمَا، ومَتٰى، وأَيْنَمَا، وأَنّٰى.

• جوازم کی دو قسمیں ہیں:[1]

(1)۔ایک وہ جو ایک فعل کو جزم دیتے ہیں۔ جیسے إِنْ، ولَمْ، ولام أمر، ولام نهي.

(2)۔دوسری قسم جوازم کی وہ ہے جو دو فعلوں کو جزم دیں۔ جیسے: إنْ، مَنْ ،أَيْنَ اور دیگر اداتِ شرط وغیرہ۔

• "لَمْ" اور "لَمَّا" کو "حرفِ نفی"، "حرفِ جزم" اور "حرفِ قلب" بھی کہتے ہیں؛اس لئے کہ یہ مضارع مثبت کو ماضی منفی کے معنی میں کر دیتے ہیں۔ جیسے ﴿وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا﴾.

• "لَمْ" اور "لَمَّا" میں درج ذیل فرق کئے جاتے ہیں:[2]

(1)۔"لَمَّا" کی نفی عموماً زمانہ ماضی میں شروع ہو کر حال تک جاری رہتی ہے۔ جیسے ﴿وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ﴾ اور "لَمْ" کی نفی زمانہ ماضی ہی میں ختم ہو جاتی ہے۔ جیسے "لَمْ أَفْهَمْ كَلَامَكَ".

(2)۔"لَمَّا" کے بعد جو فعل ہوتا ہے اس کا حصول متوقع ہوتا ہے جبکہ یہ بات "لَمْ" میں مشروط نہیں ہے۔

(3)۔"لَمَّا" کے بعد فعل مجزوم کو قرینہ کی وجہ سے حذف کرنا جائز ہے جبکہ "لَمْ" کے فعل مجزوم کو حذف کرنا جائز نہیں۔

(4) "لَمَّا" حرف شرط کے بعد واقع نہیں ہو سکتا جبکہ "لَمْ" واقع ہو سکتا ہے۔

---

(1) الموجز فی قواعد اللغة العربية: 87/1.

(2) الموجز فی قواعد اللغة العربية: 88/1.

• "لَمْ"اور "لَمَّا" ایک دوسرے کے معنی میں استعمال ہوتے رہتے ہیں۔ جیسے ﴿كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَا أَمَرَهُ﴾، ﴿لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ﴾ پہلی مثال میں "لَمَّا" "لَمْ"کے معنی میں استعمال ہوا ہے جبکہ دوسری مثال میں "لَمْ" "لَمَّا"کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

• اسی طرح فعل نفی کو بھی فعل مضارع سے بنائیں گے، اس طرح کہ شروع میں "لاَ نافیہ غیر عاملہ" لگائیں گے جو بظاہر لفظوں میں عمل نہیں کرے گا، البتہ! معنی وترجمہ مثبت سے منفی بن جائے گا۔

• فعل مضارع مثبت کو منفی بنانے کا طریقہ یہ ہے: کہ شروع میں لفظ "مَا" اور "لاَ" میں سے کسی کو داخل کیا جائے تو فعل مضارع منفی بن جائے گا۔ جیسے "لاَ يَفْعَلُ، مَا يَفْعَلُ".

• "لاَ" بکثرت فعل مضارع پر داخل ہوتا ہے جبکہ "مَا" اس کی بنسبت قلیل الاستعمال ہے۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ جمہور کے نزدیک "مَا" کے ذریعہ صرف حال کی نفی ہوتی ہے استقبال کی نہیں ہوتی، جبکہ "لاَ" میں عموم ہے اس کے ذریعہ سے حال اور استقبال دونوں کی نفی ہو سکتی ہے۔

تمرین

1۔ فعل جحد کی تعریف اور بنانے کا طریقہ ذکر کریں؟

2۔ جوازم کے دخول سے مضارع میں کون سی تبدیلیاں ہوتی ہیں؟

3۔ جوازم کل کتنے ہیں تفصیلا بیان کریں؟

4۔ "لَمْ" اور "لَمَّا" میں فرق نمایا کریں؟

5۔ درج ذیل افعال پر حرف جازم داخل کر کے صیغوں میں تبدیلی کریں۔

يَضْرِبُ... يَنْصُرَانِ... يَحْسَبُوْنَ... تَمْنَعِيْنَ... يَشْرُفْنَ... يَقُوْلُ... تَخَفْنَ... يَمُدُّ... يَدْعُوْ... يَقِيْ... يَرْمِيَانِ... أَدْعُوْ... نَدْعُوْ... يَعِدُ... يَمْدُدْنَ

6۔ درج ذیل جملوں میں فعل مجزوم اور عامل کی تعیین کریں اور صرفی انطباق کریں۔

﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا﴾.. ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ﴾.. ﴿مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ﴾.. ﴿إِنْ يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ﴾.. ﴿وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَى عَقِبَيْهِ﴾.. ﴿وَمَنْ يَعْصِ اللهَ﴾.. ﴿إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ﴾.. ﴿وَمَنْ يَغْلُلْ﴾.. ﴿إِنْ يُرِيدَا إِصْلَاحًا﴾.. ﴿مَنْ إِنْ تَأْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ﴾.. ﴿وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللهِ﴾

حل شدہ مثال

"لَمْ يَضْرِبْ" لفظ کی دونوں قسموں (موضوع و مہمل) میں سے موضوع؛ اس لئے کہ لفظ بامعنی ہے۔۔۔ مفرد و مرکب میں سے مرکب: اس لئے کہ ایک سے زائد معنی پر دلالت کرتا ہے۔۔۔ مفرد کا دوسرا نام کلمہ ہے۔۔۔ اسم فعل حرف میں سے فعل؛ اس لئے کہ اس کا معنی دوسرے کلمے کے ملائے بغیر معلوم ہو رہا ہے۔۔۔ فعل متصرف اور غیر متصرف میں سے فعل متصرف؛ اس لئے کہ اس کے مصدر سے ماضی مضارع اور امر تینوں استعمال ہوتے ہیں۔۔۔ فعل لازم اور متعدی میں سے فعل متعدی ہے؛ اس لئے کہ فاعل پر پورا نہیں ہوتا مفعول بہ کی ضرورت ہے۔۔۔ ماضی، مضارع اور امر میں سے فعل مضارع ہے؛ اس لئے کہ موجودہ زمانہ میں کام پر دلالت کر رہا ہے۔۔۔ فعل مضارع مطلق اور مقید میں مطلق ہے؛ اس لئے کہ اس میں "لَنْ" وغیرہ کی قید نہیں ہے۔۔۔ مثبت اور منفی میں سے مثبت ہے؛ اس لئے کہ کام کے کرنے پر دلالت کر رہا ہے۔۔۔ معروف اور مجہول میں سے معروف ہے: اس لئے کہ اس کی نسبت فاعل کی طرف ہے۔ واحد مذکر غائب ہے اس لئے کہ اس کا معنی ہے (نہیں مارا اس ایک مرد نے)۔۔۔ مثبت اور منفی میں سے منفی ہے؛ اس لئے کہ کام کے نہ کرنے پر دلالت کر رہا ہے۔

فصل ششم

فعل منفی مؤکد بلن ناصبہ کا بیان[1]

وہ فعل مضارع ہے جس سے آئندہ زمانے میں کسی کام کا نہ ہونا یا نہ کرنا تاکید کے ساتھ سمجھا جائے۔ جیسے "لَنْ یَّدْخُلَ" (ہرگز داخل نہیں ہو گا وہ ایک مرد)

قواعد و فوائد

- اس کو بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ فعل مضارع کی ابتداء میں "لَنْ" لگانے سے فعل نفی مؤکد بلن ناصبہ معلوم بن جاتا ہے۔ جیسے "یَضْرِبُ" سے "لَنْ یَّضْرِبَ".
- "لَنْ" ناصبہ فعل مضارع میں معنوی عمل اس طرح کرتا ہے کہ مضارع مثبت میں نفی تاکید کیساتھ ساتھ اسے مستقبل کیساتھ خاص کر دیتا ہے اور لفظی عمل کی کئی صورتیں ہیں۔ فعل مضارع کے شروع میں "لَنْ" ناصبہ لگانے سے پانچ صیغوں کے آخر میں فتحہ آتا ہے۔ وہ پانچ صیغے یہ ہیں:

(1)۔واحد مذکر غائب جیسے "لَنْ یَّضْرِبَ"، (2)۔واحدہ مؤنث غائبہ جیسے "لَنْ تَضْرِبَ"،
(3)۔واحد مذکر مخاطب جیسے "لَنْ تَضْرِبَ"، (4)۔واحد متکلم جیسے "لَنْ أَضْرِبَ،
(5)۔جمع متکلم جیسے "لَنْ نَّضْرِبَ".

- اگر ان پانچ صیغوں کے آخر میں حرف علت ہو تو اسے "لَمْ" کی طرح نہیں گراتا۔ جیسے "لَنْ یَّدْعُوَ".
- سات صیغوں کے آخر سے نون اعرابی گرا دیتا ہے۔
- امام فراء کے نزدیک "لَنْ" اصل میں "لَا" تھا، الف کو خلاف القیاس نون سے تبدیل کرنے سے "لَنْ" بن گیا۔ خلیل نحویؒ کے نزدیک "لَنْ" اصل میں "لَنْ إِنْ" تھا، تخفیف کے لئے ہمزہ حذف کرنے کے

---

(1) ميزان الصرف: 17. شرح الرضي: 828.

بعد التقائے ساکنین کی وجہ سے الف کو گرایا تو "لَنْ" بن گیا۔ امام سیبویہ کے نزدیک "لَنْ" ایک مستقل حرف ہے اور اس میں کسی قسم کی تعلیل و تبدیلی نہیں ہوئی ہے۔[1]

- جمہور علماء کے نزدیک "لَنْ" ناصبہ فعل مضارع کے معنی میں تاکید پیدا کر کے اسے مستقبل منفی میں تبدیل کر دیتا ہے؛ لہذا "لَنْ يَّفْعَلَ" کے معنی ہے: (ہرگز کام نہیں کرے گا وہ ایک مرد)، جبکہ بعض علماء کا خیال یہ ہے کہ "لَنْ" نفی تابیدی کے لئے آتا ہے، چنانچہ ارشاد ربانی ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْرًا لَنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ﴾ (جو لوگ ایمان لانے کے بعد مرتد ہو گئے اور پھر کفر میں بڑھتے ہی گئے ان کی توبہ ہرگز ہرگز قبول نہیں کی جائے گی)۔
- حروف نواصب چار ہیں: أَنْ، لَنْ، كَيْ، إِذَنْ.[2]
- ہر حرف کا معنوی عمل مختلف ہوتا ہے، "أَنْ" کو حرفِ نصب، حرفِ مصدریت اور حرفِ استقبال بھی کہتے ہیں۔ حرفِ مصدریت اس لئے کہتے ہیں؛ کہ اپنے مابعد فعل مضارع کو مصدر کی تاویل میں کر دیتا ہے، یعنی اسے مصدر مؤوّل میں بدل دیتا ہے۔ اور حرفِ استقبال اس لئے کہتے ہیں؛ کہ یہ فعل مضارع کو جو حال اور استقبال دونوں کا احتمال رکھتا ہے زمانہ مستقبل کے ساتھ خاص کر دیتا ہے۔ جیسے ﴿يُرِيدُ اللهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكُمْ﴾ (اللہ تعالی تم سے تخفیف کرنا چاہتا ہے)، ﴿وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ﴾ (اور تمہارا روزہ رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے)۔ ان مثالوں میں فعل مضارع "أَنْ" کی وجہ سے مصدر کی تاویل میں ہے، یعنی عبارت یوں ہے "يُرِيْدُ اللهُ التَّخْفِيْفَ عَنْكُمْ"، "صَوْمُكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ".

---

(1) الارتشاف: 1643.

(2) شرح الرضي: 828.

• جہاں کہیں مصدر مؤوّل آئے اس کے بجائے صریح مصدر لانا جائز ہے۔ جیسے کہ سابقہ مثالوں میں گزر چکا ہے۔

• "أَنْ" مضارع کے علاوہ ماضی کے شروع میں بھی آتا ہے لیکن اس پر اثر انداز نہیں ہوتا۔ جیسے "بَعْدَ أَنْ صَلَّيْتُ الْفَجْرَ خَرَجْتُ إِلَى الْمُنَزَّهِ".

• "كَيْ" اس کو حرف مصدریت، حرف نصب اور حرف استقبال کہتے ہیں۔ یہ دوسرے جملے کے شروع میں پہلے جملے کی وجہ اور سبب بیان کرنے کے لیے آتا ہے اور "أَنْ" کی طرح فعل مضارع کو مصدر کی تاویل میں کر کے مستقبل کے ساتھ خاص کر دیتا ہے۔ جیسے "أَتَعَلَّمُ الْقَوَاعِدَ النَّحْوِيَّةَ وَالصَّرْفِيَّةَ كَيْ أَفْهَمُ الْقُرْآنَ وَالسُّنَّةَ" یعنی "لِفَهْمِ الْقُرْآنِ وَالسَّنَّةِ".

• "كَيْ" سے پہلے لام جر آتا ہے جو تعلیل اور سبب بیان کرنے کے لئے آتا ہے، یہ لام جر کبھی تو لفظوں میں موجود ہوتا ہے۔ جیسے "لِكَيْ لَا تَحْزَنُوْا"، اور کبھی مقدر ہوتا ہے۔ جیسا کہ سابقہ مثال میں ہے۔

• "كَيْ" اور اس کے معمول کے درمیان "لَا" نافیہ کا فاصلہ لانا درست ہے۔ جیسے "لِكَيْ لَا تَحْزَنُوْا". [1]

• سیبویہ اور اکثر نحاۃ کے نزدیک لفظ "كَيْ" جارہ ہے جو لام کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور فعل مضارع کو نصب دیتا ہے۔ [2]

• "إِذَنْ" اسے حرفِ جواب، حرفِ جزاء، حرفِ نصب اور حرفِ استقبال کہتے ہیں۔ یہ پہلے جملے کے جواب یا جزاء پر مشتمل دوسرے جملے کے شروع میں آتا ہے اور فعل مضارع کو زمانہ مستقبل کے ساتھ خاص کر دیتا ہے۔ جیسے کوئی کہے: "أَنَا أُكَرِّرُ دُرُوْسِيْ". (میں اپنے اسباق دوہراتا ہوں) تو اس کے

---

(1) الاتشاف: 1647.

(2) الارتشاف: 1645.

جواب میں کہا جائے: "إِذَنْ تَحْفِظَهَا" (تب آپ ان کو یاد کرلیں گے)۔

- جمہور کے نزدیک "إِذَنْ" حرف ہے جبکہ بعض کوفیوں کے نزدیک اسم ظرف ہے۔
- "إِذَنْ" (اسم ظرف) اصل میں "إِذَا جِئْتَنِيْ أَكْرَمْتُكَ" تھا، مضاف الیہ کو حذف کر کے اس کے عوض میں تنوین لائی گئی اور الف کو التقائے ساکنین کی وجہ سے حذف کر دیا گیا۔ اور امام سیبویہ سے منقول ہے کہ "إِذَنْ" اصل میں "إِذْ أَنْ" تھا ہمزہ کی حرکت ماقبل کو دے کر اس کو حذف کر دیا گیا۔[1]
- "إِذَنْ" تین شرطوں کے ساتھ فعل مضارع کو نصب دیتا ہے:

(1)۔"إِذَنْ" جملہ کے شروع میں ہو وگرنہ نصب نہیں دے گا۔ جیسے "نَجَحْتُ فِي الامْتِحَانِ" کے جواب میں "أَنَا إِذَنْ أُكَافِئُكَ" کہا جائے گا۔ اس مثال میں "إِذَنْ" مضارع کو نصب نہیں دے گا اس لئے کہ جملے کے شروع میں نہیں ہے بلکہ مبتدا اور خبر کے درمیان واقع ہوا ہے۔

(2)۔ دوسری شرط یہ ہے کہ "إِذَنْ" کے بعد آنے والا فعل مضارع مستقبل پر دلالت کرے چنانچہ اگر کوئی یوں کہے: "إِنِّيْ أُحِبُّكَ" تو اس کے جواب میں "إِذَنْ أَظُنُّكَ صَادِقًا" (تو پھر میں آپ کو سچا سمجھتا ہوں) کہا جائے گا۔ اس مثال میں بھی "إِذَنْ" مضارع کو نصب نہیں دے گا؛ کیونکہ یہاں فعل مضارع زمانہ حال پر دلالت کر رہا ہے۔

(3)۔ تیسری شرط یہ ہے کہ "إِذَنْ" اور مضارع کے درمیان کوئی فاصل نہ ہو؛ لہذا اگر کہا جائے: "يَجُوْدُ الْأَغْنِيَاءُ بِمَالِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ الْعِلْمِ" تو اس کے جواب میں کہا جائے گا: "إِذَنْ هُمْ يَقُوْمُوْنَ بِالْوَاجِبِ". اس مثال میں "إِذَنْ" اور مضارع کے درمیان "هِمْ" ضمیر فاصل بن کر آئی ہے؛ لہذا "إِذَنْ" مضارع کو نصب نہیں دے گا۔

---

(1) الارتشاف: 1650.

• اگر "إِذَنْ" اور مضارع کے درمیان قسم فاصل ہو اس صورت میں "إِذَنْ" عمل کرے گا۔ جیسے "إِذَنْ وَاللهِ أُكْرِمُكَ".

تمرین

1۔ فعل نفی مؤکد بلن ناصبہ کی تعریف ذکر کریں؟

2۔ فعل نفی مؤکد بلن ناصبہ بنانے کا طریقہ بیان کریں؟

3۔ نواصب جب فعل مضارع پر داخل ہو جائے تو لفظی کیا عمل کرتے ہیں؟

4۔ نواصب کل کتنے ہیں ہر ایک کو تفصیلا بیان کریں؟

5۔ لفظ اذن کن شرائط کے ساتھ عمل کرتا ہے؟

6۔ درج ذیل افعال پر لفظ "لَنْ" داخل کر کے فعل میں تبدیلی کریں اور صرفی انطباق کریں۔

يَضْرِبَانِ... يَنْصُرُوْنَ... يَحْسِبْنَ... أَشْرُفُ... نُكْرِمُ... يُضَارِبُ... نُضَارَبُ... تَعْدِيْنَ... يَقُوْلُ... يَخَافَانِ... يَطُوْلَانِ... يَدْعُوْ... تَرْمُوْنَ... يَقْوِيْ... يَطْوِيَانِ

7۔ درج ذیل مثالوں میں مضارع منصوب اور عامل کی تعیین کریں۔

﴿إِنَّهُمْ لَنْ يَضُرُّوا اللهَ شَيْئًا﴾.. ﴿قَالَ لَنْ تَرَانِي﴾.. ﴿وَأَنْ تَعْفُوا﴾.. ﴿لَنْ يَسْتَنْكِفَ الْمَسِيحُ أَنْ يَكُونَ عَبْدًا لِلهِ﴾.. ﴿وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللهِ تَبْدِيلاً﴾.. ﴿مِنْ قَبْلِ أَنْ تَلْقَوْهُ﴾.. ﴿أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ﴾.. ﴿أَنْ لَنْ يَحُورَ﴾.. ﴿إِلَّا أَنْ يُؤْمِنُوا بِاللهِ﴾.. ﴿أَيَحْسَبُ أَنْ لَنْ يَقْدِرَ عَلَيْهِ أَحَدٌ﴾.. ﴿أَنْ يُتْرَكَ سُدًى﴾.. ﴿عَلَى أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتَى﴾.. ﴿أَلَّنْ نَجْمَعَ عِظَامَهُ﴾.. ﴿ثُمَّ يَطْمَعُ أَنْ أَزِيدَ﴾

حل شدہ مثال

"لَنْ يَّضْرِبَ" لفظ کی دونوں قسموں (موضوع و مہمل) میں سے موضوع؛ اس لئے کہ لفظ

با معنی ہے۔۔۔ مفرد و مرکب میں سے مرکب؛ اس لئے کہ ایک سے زائد معنی پر دلالت کرتا ہے۔۔۔ مفرد کا دوسرا نام کلمہ ہے۔۔۔ اسم، فعل اور حرف میں سے فعل؛ اس لئے کہ اس کا معنی دوسرے کلمے کے ملائے بغیر معلوم ہو رہا ہے۔۔۔ فعل متصرف اور غیر متصرف میں سے فعل متصرف؛ اس لئے کہ اس کے مصدر سے ماضی مضارع اور امر تینوں استعمال ہوتے ہیں۔۔۔ فعل لازم اور متعدی میں سے فعل متعدی ہے؛ اس لئے کہ فاعل پر پورا نہیں ہوتا مفعول بہ کی ضرورت ہے۔۔۔ فعل مؤکد بلن ناصبہ؛ اس لئے کہ نفی مؤکد پر دلالت کر رہا ہے۔۔۔ فعل مضارع مطلق اور مقید میں سے مقید ہے؛ اس لئے کہ اس میں "لَنْ" کی قید موجود ہے۔۔۔ مثبت اور منفی میں سے مثبت ہے؛ اس لئے کہ کام کے کرنے پر دلالت کر رہا ہے۔۔۔ معروف اور مجہول میں سے معروف ہے؛اس لئے کہ اس کی نسبت فاعل کی طرف ہے۔ واحد مذکر غائب ہے؛اس لئے کہ اس کا معنی ہے (نہیں مارا اس ایک مرد نے)۔۔۔ مثبت اور منفی میں سے منفی ہے؛اس لئے کہ کام کے نہ کرنے پر دلالت کر رہا ہے۔

فصل ہفتم

فعل مؤکد کا بیان[1]

اس فعل کو کہتے ہیں جس سے کسی کام کا زمانہ مستقبل میں ہونا یا کرنا تاکید کے ساتھ سمجھا جائے۔
جیسے ﴿لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ﴾.

قواعد و فوائد

• بسا اوقات فعل مضارع سے دوہری تاکید معنی حاصل کرنے کیلئے فعل مضارع کے شروع میں لام تاکید اور آخر میں نون تاکید لایا جاتا ہے۔ جیسے "لَيَضْرِبَنَّ" (وہ ضرور بضرور مارے گا)

• نون تاکید دو طرح کا ہوتا ہے: (1)۔ مشدّد، (2)۔ ساکن

• مشدّد کو "نون ثقیلہ" اور ساکن کو "نون خفیفہ" کہتے ہیں۔

• نون ثقیلہ وہ نون مشدّد ہے جو کلمہ کے آخر میں ہو اور تاکید کے لئے آئے۔

• نون ثقیلہ ہمیشہ فعل مضارع، امر اور نہی کے تمام صیغوں پر داخل ہوتی ہے اسی طرح انشاء اور طلب کا معنی دینے والے اور باقی افعال کے آخر میں بھی آتی ہے۔

• جب فعل مضارع جواب قسم اور مثبت ہو، مستقبل کے معنی پر دلالت کرتا ہو، لام تاکید اور مضارع کے درمیان کوئی فاصل نہ ہو تو اس پر نون تاکید کا لانا ضروری ہے۔ جیسے ﴿تَاللّٰهِ لَأَكِيدَنَّ أَصْنَامَكُمْ﴾.

• جب فعل مضارع اس "إِنْ" شرط کے لئے شرط واقع ہو جس کے بعد ما زائدہ ہو تو اس پر نون تاکید آسکتا ہے۔ جیسے ﴿وَإِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً﴾.[2]

---

(1) الإرتشاف: 662. میزان الصرف: 19. دروس فی التصریف: 190.

(2) دروس فی التصریف: 191.

• جب فعل مضارع کے شروع میں لام امر یا لائے نہی آجائے تو فعل مضارع پر نون ثقیلہ آسکتا ہے۔ جیسے "لِيُنْفِقَنَّ زَيْدٌ"، ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ اللهَ غَافِلًا﴾.

• جب فعل مضارع ادات نفی (مَا، لَا وغیرہ) کے بعد واقع ہو تو فعل مضارع کے آخر میں نون تاکید آسکتا ہے۔ جیسے ﴿وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَا تُصِيبَنَّ﴾.

• ہر فعل کے ساتھ تاکید ذکر کرنا جائز نہیں، افعال میں فعل ماضی کے ساتھ تاکید ذکر کرنا جائز نہیں؛ اس لئے کہ نون استقبال کے لئے آتا ہے امر چونکہ استقبال کے لئے آتا ہے اس لئے اس کے ساتھ تاکید ذکر کرنا درست ہے، فعل مضارع کے ساتھ بعض صورتوں میں تاکید لانا جائز اور بعض صورتوں میں درست نہیں۔ (1)

• بعض صرفیوں کے نزدیک جب فعل ماضی مستقبل کے معنی میں ہو تو اس پر نون تاکید آسکتا ہے، جیسے حدیث میں دجال کے متعلق آیا ہے: «فَإِمَّا أَدْرَكَنَّ أَحَدٌ» اور شعر میں ہے:

دَامَنَّ سَعْدُكِ إِنْ رَحِمْتِ مُتَيَّمَا لَوْلَاكِ لَمْ يَكُ لِلصَّبَابَةِ جَانِحَا

تیری اقبال مندی ہمیشہ رہے اگر تو عاشق پر رحم کرے، اگر تو نہ ہوتا تو عشق کی طرف کوئی بھی مائل نہ ہوتا۔

• نون ثقیلہ مبنی بر فتحہ ہوتی ہے بشرطیکہ اس سے پہلے الف نہ ہو اگر الف ہو تو مبنی بر کسرہ ہو گا اور مبنی ہونے کی وجہ سے اس کا ماقبل ضمہ اعرابی و نون اعرابی خود بخود حذف ہو جائے گا۔

• فعل میں تاکید کے لئے شروع میں لام مفتوح اور آخر میں نون ثقیلہ یعنی نون مشدد کا اضافہ کیا جاتا ہے۔

• نون ثقیلہ کی وجہ سے فعل مضارع کے سات صیغوں سے نون اعرابی گر جاتا ہے، وہ سات صیغے یہ ہیں: چاروں تثنیہ، جمع مذکر غائب و مخاطب اور واحد مؤنث مخاطب۔ (2)

---

(1) دروس في التصريف: 191.

(2) ميزان الصرف: 19.

● نون ثقیلہ کا ما قبل پانچ صیغوں میں مفتوح ہوتا ہے، وہ پانچ صیغے یہ ہیں:

(1)۔واحد مذکر غائب۔ جیسے لِیَضْرِبَنَّ، (2)۔واحد مؤنث غائب۔ جیسے لِتَضْرِبَنَّ،

(3)۔واحد مذکر مخاطب۔ جیسے لِتَضْرِبَنَّ، (4)۔واحد متکلم۔ جیسے لِأَضْرِبَنَّ،

(5)۔جمع متکلم۔ جیسے لِنَضْرِبَنَّ

● چھ صیغوں میں نون ثقیلہ سے پہلے "الف" آتا ہے۔ وہ یہ ہیں:

(1)۔تثنیہ مذکر غائب۔ جیسے "لِیَضْرِبَانِّ"، (2)۔تثنیہ مؤنث غائب۔ جیسے "لِتَضْرِبَانِّ"،

(3)۔تثنیہ مذکر مخاطب۔ جیسے "لِتَضْرِبَانِّ"، (4)۔تثنیہ مؤنث مخاطب۔ جیسے "لِتَضْرِبَانِّ"،

(5)۔جمع مؤنث غائب۔ جیسے "لِیَضْرِبْنَانِّ"، (6)۔جمع مؤنث مخاطب۔ جیسے "لِتَضْرِبْنَانِّ".

● دو صیغوں میں واؤ مدہ کو اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کریں گے اور ما قبل کے ضمہ کو باقی رکھیں گے؛ تاکہ واؤ محذوفہ پر دلالت کرے۔ وہ دو صیغے یہ ہیں:

(1)۔جمع مذکر غائب۔ جیسے "لِیَضْرِبُنِّ"، (2)۔جمع مذکر مخاطب۔ جیسے "لِتَضْرِبُنِّ"۔

● ایک صیغہ میں یائے مدہ کو اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کریں گے اور ما قبل کسرہ کو باقی رکھیں گے؛ تاکہ "یاء" محذوفہ پر دلالت کرے۔ جیسے "لِتَضْرِبِنِّ".

● جن چھ صیغوں میں الف آتا ہے ان میں نون ثقیلہ مکسور ہوگا اور باقی آٹھ صیغوں میں نون ثقیلہ مفتوح ہوگا۔

● جمع مؤنث کے دونوں صیغوں میں نون ثقیلہ سے پہلے جو الف ہے اسے "الف" فاصل کہتے ہیں؛ کیونکہ یہ نون تاکید اور نون جمع میں فصل اور علیحدگی کے لیے آتا ہے۔

● اگر پانچ مرفوع صیغوں کے آخر میں حرف علت "واؤ" یا "یاء" ہو تو وہ برقرار رہتا ہے اور اگر الف ہو تو وہ یاء سے تبدیل ہو جاتا ہے۔ جیسے "یَدْعُوْ" سے "لِیَدْعُوَنَّ"، "یَخْشٰی" سے "لِیَخْشَیَنَّ".

- فعل ماضی پر عموماً نون ثقیلہ نہیں آتا۔
- نون خفیفہ میں بنسبت نون ثقیلہ کے تاکید کم ہوتی ہے۔
- فعل میں تاکید کے لئے شروع میں "لام" اور آخر میں "نون ساکن" کا اضافہ کیا جاتا ہے، اس فعل میں تثنیہ کے چاروں صیغے اور جمع مؤنث غائب اور مخاطب کے صیغے نہیں آتے، باقی آٹھ صیغوں میں نون خفیفہ کا ماقبل نون ثقیلہ کی طرح رہتا ہے۔
- جب نون خفیفہ کا ماقبل مفتوح ہو تو حالت وقف میں اس کو "الف" سے بدلنا ضروری ہے۔ جیسے "لَنَسْفَعًا" سے "لَنَسْفَعَا".[1]
- نون ثقیلہ مضارع کے تمام صیغوں میں آتا ہے جبکہ نون خفیفہ صرف آٹھ صیغوں میں آتا ہے، باقی چھ صیغے جن میں نون ثقیلہ سے پہلے "الف" آتا ہے ان میں نون خفیفہ نہیں آتا؛ کیونکہ ان صیغوں میں نون خفیفہ اور الف کے جمع ہو جانے سے دو ساکن جمع ہو جائے گے اور یہ کلام عرب میں ثقیل اور دشوار ہے۔

تمرین

1۔ نون تاکید کی تعریف اور اس کی اقسام بیان کریں؟

2۔ نون ثقیلہ اور خفیفہ مضارع کے کون کونسے صیغوں کے آخر میں آتے ہیں؟

3۔ نون ثقیلہ کتنے صیغوں میں مفتوح اور کتنوں میں مکسور آتا ہے؟

4۔ نون ثقیلہ اور خفیفہ کے ماقبل حرف کا اعراب بیان کریں؟

5۔ نون ثقیلہ اور خفیفہ کے مضارع پر داخل ہونے سے مضارع میں کیا تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں؟

6۔ نون ثقیلہ اور خفیفہ میں فرق نمایاں کریں؟

---

(1) الارتشاف: 664.

7۔ درج ذیل افعال سے نون ثقیلہ اور خفیفہ کی گردان بنائیں اور صرفی تطبیق کریں۔

يَضْرِبُ... يمْنَعُ... يُكْرِمُ... يَتَصَرَّفُ... يَكْتَسِبُ... يَنْصَرِفُ... يَعِدُ... يَقُوْلُ... يَدْعُوْ... يرْمِيْ... يقِيْ... يَسْئَلُ... يمُدُّ... يقْرَأُ... يأْمُرُ.

حل شدہ مثال

"لِيَدْخُلَنَّ" لفظ کی دونوں قسموں (موضوع و مہمل) میں سے موضوع؛ اس لئے کہ لفظ بامعنی ہے۔۔۔ مفرد و مرکب میں سے مرکب؛ اس لئے کہ ایک سے زائد معنی پر دلالت کرتا ہے۔۔۔ مفرد کا دوسرا نام کلمہ ہے۔۔۔ اسم فعل حرف میں سے فعل؛ اس لئے کہ اس کا معنی دوسرے کلمے کے ملائے بغیر معلوم ہو رہا ہے۔۔۔ فعل متصرف اور غیر متصرف میں سے فعل متصرف؛ اس لئے کہ اس کے مصدر سے ماضی، مضارع اور امر تینوں استعمال ہوتے ہیں۔۔۔ فعل لازم اور متعدی میں سے فعل متعدی ہے؛ اس لئے کہ فاعل پر پورا نہیں ہوتا مفعول بہ کی ضرورت ہے۔۔۔ فعل مؤکد؛ اس لئے کہ اس پر نون تاکید داخل ہوا ہے۔۔۔ مثبت اور منفی میں سے مثبت ہے؛ اس لئے کہ کام کے کرنے پر دلالت کر رہا ہے۔۔۔ معروف اور مجہول میں سے معروف ہے؛ اس لئے کہ اس کی نسبت فاعل کی طرف ہے۔ واحد مذکر غائب ہے؛ اس لئے کہ اس کا معنی ہے (نہیں مارا اس ایک مرد نے)۔۔۔ مثبت اور منفی میں سے منفی ہے؛ اس لئے کہ کام کے نہ کرنے پر دلالت کر رہا ہے۔

فصل ہشتم

فعل امر کا بیان[1]

"هُوَ مَا يُطْلَبُ الْفِعْلُ مِنَ الْفَاعِلِ الْحَاضِرِ".

وہ فعل ہے جس سے کسی کام کے ہونے یا کرنے کا مطالبہ سمجھا جائے۔ جیسے "اِضْرِبْ" (مار تو ایک مرد)، "اُنْصُرْ" (مدد کر تو ایک مرد)

قواعد و فوائد

- فعل امر کی گردان میں حاضر معلوم کے صیغوں کو بنانے کا طریقہ الگ ہے اور باقی صیغوں کے بنانے کا طریقہ الگ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علم صرف کی کتابوں میں امر کی گردانوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے: فعل امر حاضر معلوم اور غائب معلوم۔
- فعل امر کے تمام صیغوں کے ساتھ نون تاکید ثقیلہ اور نون خفیفہ بھی استعمال ہوتے ہیں۔
- امر حاضر معلوم ہی در حقیقت فعل امر ہوتا ہے امر غائب و متکلم اور امر مجہول تو در حقیقت فعل مضارع ہوتا ہے جو "لام امر" کے داخل ہونے کی وجہ سے مجزوم ہو جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ صرفی حضرات اس کو مضارع مجزوم بھی کہتے ہیں۔
- فعل امر حاضر معلوم کے چھ صیغے فعل مضارع معلوم کے مخاطب کے چھ صیغوں سے بنائے گئے ہیں۔
- امر حاضر معلوم بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے تاء مضارعت کو حذف کریں گے، اور آخری حرف کو جزم دیں گے۔ اگر علامت مضارعت کے بعد والا حرف متحرک ہو تو یہی امر ہے کسی تبدیلی یا اضافے کی

---

(1) ميزان الصرف: 22، تعجيل الندى شرح قطر الندى: 13/1، مرح الارواح: 109.

ضرورت نہیں ہے۔ جیسے "تَعِدُ" سے "عِدْ".

- اگر علامت مضارع کے بعد والا حرف ساکن ہو تو شروع میں "ہمزہ وصلیہ" لائیں گے۔
- ہمزہ وصلی کی حرکت عین کلمہ کے تابع ہو گی، اگر عین کلمہ مضموم ہو تو ہمزہ وصلی مضموم ہو گا۔ جیسے "تَنْصُرُ" سے "اُنْصُرْ"۔ اور اگر عین کلمہ مکسور یا مفتوح ہو تو ہمزہ وصلی مکسور ہو گا۔ جیسے "تَضْرِبُ" سے "اِضْرِبْ" اور "تَمْنَعُ" سے "اِمْنَعْ".[1]
- اگر آخری حرف صحیح ہو تو اسے ساکن کر دیں گے۔ جیسے "اِضْرِبْ"، اور اگر آخری حرف حرف علت ہو تو اسے گرا دیں گے۔ جیسے "اُدْعُ" کہ اصل میں "تَدْعُوْ" تھا۔
- اگر آخر میں نون اعرابی ہو تو اسے گرا دیں گے۔ جیسے "تَضْرِبُ، تَضْرِبَانِ، تَضْرِبُوْنَ، تَضْرِبِيْنَ" سے "اِضْرِبْ، اِضْرِبَا، اِضْرِبُوْا، اِضْرِبِيْ".
- اگر صیغہ واحد مذکر مخاطب کے آخری حرف کو ساکن کرنے سے التقائے ساکنین ہو جائے تو پہلے ساکن کو گرا دیا جائے گا۔ جیسے "تَقُوْلُ" سے "قُلْ".
- ثلاثی اور غیر ثلاثی مجرد کا ہمزہ وصلی ہوتا ہے جو درج کلام میں تلفظ سے گر جاتا ہے۔ جیسے "اِقْرَؤُوْا" سے "فَاقْرَؤُوْا"، البتہ باب افعال کا ہمزہ قطعی ہوتا ہے جو درج کلام میں نہیں گرتا۔ جیسے "أَكْرِمْ".
- امر حاضر معلوم کے چھ صیغے مبنی ہوتے ہیں، جبکہ امر کی باقی اقسام درحقیقت فعل مضارع ہونے کی وجہ سے معرب ہوتی ہیں سوائے ان صیغوں کے جن میں نون جمع اور نون تاکید ہوتا ہے۔
- امر کی بناء فعل مضارع سے اس لئے کی جاتی ہے؛ کہ جس طرح فعل مضارع میں زمانہ استقبال پایا جاتا ہے اسی طرح امر میں بھی زمانہ استقبال پایا جاتا ہے۔

---

(1) کانونچه کامروي: 52.

● امر حاضر مجہول اور امر غائب معلوم و مجہول میں علامت مضارع کو اس لئے حذف نہیں کیا جاتا کہ یہ معرب ہیں اور فعل مضارع بھی معرب ہے اس وجہ سے علامت مضارع کو حذف نہیں کیا جاتا، بخلاف امر حاضر کے کہ وہ مبنی ہوتا ہے۔

● کوفیوں کے نزدیک فعل امر بغیر "لام" کے نہیں ہوتا، ہر جگہ "لام" لفظًا یا تقدیرًا ضرور موجود ہوتا ہے، چنانچہ ان حضرات کے نزدیک "اِضْرِبْ" اصل میں "لِتَضْرِبْ" ہے۔ "لام" کو کثرت استعمال کی وجہ سے حذف کر کے اس کے عوض میں ہمزہ وصلیہ مکسورہ لایا گیا ہے، لہذا ان کے نزدیک فعل امر حاضر معلوم لام مقدر کی وجہ سے مجزوم اور معرب ہے۔ بصریوں کے نزدیک فعل امر حاضر مبنی ہے اور بناء میں اصل سکون ہے اس وجہ سے آخر میں وقف کیا گیا۔

● "لام امر" پر جب لفظ "واؤ" یا "فاء" یا "ثُمَّ" داخل ہو جائے تو "فعل حکمی" کی صورت بن جانے کی وجہ سے "لام امر" کو ساکن کر کے پڑھا جاتا ہے۔ جیسے "وَلْيَحْكُمْ، فَلْيَنْظُرْ، ثُمَّ لْيَحْكُمْ".[1]

● حاضر مجہول کے چھ صیغوں کو مضارع مجہول کے چھ صیغوں سے بنایا جاتا ہے، شروع میں "لام امر مکسور وجازم" لا کر آخر میں وقف کیا، وقف کی وجہ سے صیغہ واحد مذکر غائب سے حرکت اور چار صیغوں (تثنیہ مذکر، جمع مذکر، واحد مؤنث، اور تثنیہ مؤنث) سے نون اعرابی گر جاتا ہے اور ایک صیغہ (جمع مؤنث) مبنی ہونے کی وجہ سے اپنے حال پر رہے گا۔

● فعل امر غائب معلوم و متکلم بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ مضارع معلوم کے شروع میں "لام امر" لگا دیں گے، باقی تبدیلیاں امر حاضر معلوم کی طرح ہوں گی۔

● "اِضْرِبَنَّ" اور "لِتَضْرِبَنَّ" کی بناء "اِضْرِبْ" اور "لِتَضْرِبْ" سے ہوئی ہے، آخر میں نون ثقیلہ لے آئے تو "اِضْرِبَنَّ" اور "لِتَضْرِبَنَّ" ہو گئے۔

---

(1) مراح الأرواح: 109.

• "اِضْرِبَانِّ" اور "لِتَضْرِبَانِّ" دونوں صیغوں کو "اِضْرِبَا" اور "لِتَضْرِبَا" سے بنائے گئے ہیں، آخر میں نون تاکید ثقیلہ ما قبل مفتوح لگانے کی وجہ سے "اِضْرِبَانَّ" اور "لِتَضْرِبَانَّ" ہوگئے، دونوں میں تثنیہ کے نون کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے نون کے فتحہ کو کسرہ سے تبدیل کیا تو "اِضْرِبَانِّ" اور "لِتَضْرِبَانِّ" ہوگیا۔[1]

• "اِضْرِبُنَّ" اور "لِتَضْرِبُنَّ" اصل میں "اِضْرِبُوْا" اور "لِتَضْرِبُوْا" تھے، جب نون تاکید ثقیلہ اس کے ساتھ متصل ہوا تو "اِضْرِبُوْنَّ" اور "لِتَضْرِبُوْنَّ" ہوگئے، پھر دو ساکنین (واؤ اور نون) جمع ہوئے، پہلے ساکن "واؤ مدہ" کو گرادیا تو "اِضْرِبُنَّ" اور "لِتَضْرِبُنَّ" ہوگئے۔

• "اِضْرِبِنَّ" اور "لِتَضْرِبِنَّ" اصل میں "اِضْرِبِيْ" اور "لِتَضْرِبِيْ" تھے، نون تاکید ثقیلہ متصل ہوا تو "اِضْرِبِيْنَّ" اور "لِتَضْرِبِيْنَّ" ہوگئے، دو ساکن (یاء اور نون) جمع ہوئے تو "یاء" کو مدہ ہونے کی وجہ سے حذف کر دیا تو "اِضْرِبِنَّ" اور "لِتَضْرِبِنَّ" ہوگئے۔

• "اِضْرِبْنَانِّ" اور "لِتَضْرِبْنَانِّ" کی بناء "اِضْرِبْنَ" اور "لِتَضْرِبْنَ" سے ہوئی ہے، نون تاکید ثقیلہ اس کے ساتھ متصل ہوا تو "اِضْرِبْنَنَّ" اور "لِتَضْرِبْنَنَّ" ہوگئے، پھر تین نون زائد جمع ہوگئے (ایک نون جمع مؤنث اور تشدید میں دو نون) اور یہ مکروہ ہیں؛ لہذا ان کے درمیان میں "الف فاصلہ" کا لے آئے تو "اِضْرِبْنَانَّ" اور "لِتَضْرِبْنَانَّ" ہوگئے۔

• نون ضمیر جمع مؤنث اور نون تاکید ثقیلہ کے درمیان "الف فاصلہ" کا لانا واجب ہے۔

• "اِضْرِبَنْ" اور "لِتَضْرِبَنْ" کی بناء "اِضْرِبْ" سے کی گئی ہے، آخر میں نون تاکید خفیفہ اور ما قبل مفتوح لانے سے "اِضْرِبَنْ" اور "لِتَضْرِبَنْ" ہوگئے۔

---

(1) کانونچه کامروي: 44.

• "اِضْرِبُنْ" اور "لِتَضْرِبُنْ" اصل میں "اِضْرِبُوْا" اور "لِتَضْرِبُوْا" تھے، آخر میں نون خفیفہ لگانے سے "اِضْرِبُوْنْ" اور "لِتَضْرِبُوْنْ" ہوگئے، پھر التقائے ساکنین کی وجہ سے "واؤمدہ" کو حذف کر دیا گیا تو "اِضْرِبُنْ" اور "لِتَضْرِبُنْ" ہوگئے۔

• "اِضْرِبِنْ" اور "لِتَضْرِبِنْ" کی بناء "اِضْرِبِي" اور "لِتَضْرِبِي" سے کی گئی ہے، لہذا آخر میں نون خفیفہ لگانے سے "اِضْرِبِينْ" اور "لِتَضْرِبِينْ" ہوگئے، پھر التقائے ساکنین کی وجہ سے پہلے ساکن "یاء" کو مدہ ہونے کی وجہ سے حذف کر دیا گیا تو "اِضْرِبِنْ" اور "لِتَضْرِبِنْ" ہوگئے۔[1]

تمرین

1۔ فعل امر کی تعریف مع المثال لکھیں؟
2۔ امر حاضر معلوم و مجہول بنانے کا طریقہ بیان کریں؟
3۔ فعل امر کے مجزوم ہونے کی وجہ بیان کریں؟
4۔ امر حاضر مجہول اور غائب معلوم و مجہول میں مضارع کی علامت کیوں حذف نہیں ہوتی؟
5۔ امر کی بناء فعل مضارع سے کیوں کی جاتی ہے؟
6۔ درج ذیل افعال سے امر بنائیں اور صرفی تطبیق کریں۔
تَحْسبُ... أَشْرُفُ... تُكرِمُوْنَ... تَتَصَرَّفِينْ... تَعدُ... تَوْسُمَان... تَقُوْلاَنِ... أَبِيْعُ... نَبِيْعُ... تَدْعُوْ... تَدْعُوْنَ... تَدْعِينَ... تَمُدُّ... تَفِرُّوْنَ... تَسْئَلاَنِ.
7۔ امر حاضر معلوم و مجہول ثقیلہ اور خفیفہ کی بناء ذکر کریں؟

حل شدہ مثال

"اُقْعُدْ" لفظ کی دونوں قسموں (موضوع و مہمل) میں سے موضوع؛ اس لئے کہ لفظ بامعنی

---

(1) كانونچه كامروي: 45.

ہے۔۔۔ مفرد مرکب میں مفرد؛ اس لئے کہ ایک سے زائد معنی پر دلالت کر تا ہے۔۔۔ مفرد کا دوسرا نام کلمہ ہے۔۔۔ اسم فعل حرف میں سے فعل؛ اس لئے کہ اس کا معنی دوسرے کلمے کے ملائے بغیر معلوم ہو رہا ہے۔۔۔ فعل متصرف اور غیر متصرف میں سے فعل متصرف؛ اس لئے کہ اس کے مصدر سے ماضی مضارع اور امر تینوں استعمال ہوتے ہیں۔۔۔ فعل لازم اور متعدی میں فعل لازمی ہے؛ اس لئے کہ فاعل پر پورا ہو جاتا ہے مفعول بہ کی ضرورت نہیں۔۔۔ ماضی مضارع اور امر میں سے فعل امر ہے؛ اس لئے کہ آئندہ زمانے میں مخاطب سے طلبِ فعل پر دلالت کر رہا ہے۔

فصل نہم

فعل نہی کا بیان[1]

"هُوَ قَوْلُ الْقَائِلِ لِمَنْ دُوْنَهُ لاَ تَفْعَلْ".

اس فعل کو کہتے ہیں جس کے ذریعے کسی کو کسی کام سے روکا جائے۔ جیسے "لاَ تَضْرِبْ" نہ مار تو ایک مرد۔

قواعد و فوائد

- فعل نہی کی دو قسمیں ہیں: (1)۔ فعل نہی معلوم، (2)۔ فعل نہی مجہول۔
- فعل نہی معلوم بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ مضارع معلوم کے شروع میں لائے نہی لگانے سے فعل نہی معلوم بن جاتا ہے۔ جیسے "تَضْرِبُ" سے "لاَ تَضْرِبْ".
- فعل نہی مجہول بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ مضارع مجہول کے شروع میں لائے نہی لگانے سے فعل نہی مجہول بن جاتا ہے۔ جیسے "تُضْرَبُ" سے "لاَ تُضْرَبْ".
- لائے نہی "لَمْ" والا عمل کرتا ہے یعنی پانچ مرفوع صیغوں کو جزم دیتا ہے اور اگر ان کے آخر میں حرف علت ہو تو اسے گرا دیتا ہے۔ جیسے "يَدْعُوْ" سے "لاَ يَدْعُ".
- سات صیغوں کے آخر سے نون اعرابی گرا دیتا ہے۔ جیسے "لاَ تَضْرِبَا" وغیرہ۔
- دو صیغوں (جمع مؤنث غائب و مخاطب) میں مبنی ہونے کی وجہ سے لفظًا کوئی عمل نہیں کرتا۔ جیسے "لاَ يَضْرِبْنَ، لاَ تَضْرِبْنَ".

---

(1) میزان الصرف: 26، مراح الأرواح: 109.

- فعل نہی کا معنوی عمل یہ ہے کہ فعل مضارع کو مستقبل کے ساتھ خاص کر دیتا ہے اور اس میں کسی کام سے روکنے کے معنی پیدا کر دیتا ہے۔
- فعل نہی کے آخر میں بھی نون ثقیلہ اور خفیفہ لاحق ہوتے ہیں۔

تمرین

1۔ فعل نہی کی تعریف بیان کریں؟

2۔ فعل نہی معلوم و مجہول بنانے کا طریقہ ذکر کریں؟

3۔لائے نہی کا لفظی اور معنوی عمل بیان کریں؟

4۔ درج ذیل افعال سے فعل نہی کی گردان بنائیں اور صرفی تطبیق کریں۔

يَضْرِبُ... تَنْصُرُ... تَشْرُفُ... أَكْرَمَ... ضَارَبَ... يَكْتَسِبُ... يَعِدُ... تَيَسَّرَ... يَقُوْلُ... تَخَافُ... أَدْعُوْ... نَدْعُوْ... تَقِيْ... تَطْوُوْنَ... يَسْئَلُوْنَ... تَمُدُّ... تَفِرُّ.

حل شدہ مثال

"لَا تَضْرِبْ" لفظ کی دونوں قسموں (موضوع و مہمل) میں سے موضوع؛ اس لئے کہ لفظ بامعنی ہے۔۔۔ مفرد و مرکب میں سے مرکب؛ اس لئے کہ ایک سے زائد معنی پر دلالت کرتا ہے۔۔۔ مفرد کا دوسرا نام کلمہ ہے۔۔۔ اسم فعل حرف میں سے فعل؛ اس لئے کہ اس کا معنی دوسرے کلمے کے ملائے بغیر معلوم ہو رہا ہے۔۔۔ فعل متصرف اور غیر متصرف میں سے فعل متصرف؛ اس لئے کہ اس کے مصدر سے ماضی، مضارع اور امر تینوں استعمال ہوتے ہیں۔۔۔ فعل لازم اور متعدی میں سے فعل لازمی ہے؛ اس لئے کہ فاعل پر پورا ہو جاتا ہے مفعول بہ کی ضرورت نہیں۔۔۔ فعل نہی؛ اس لئے کہ فعل سے روکنے پر دلالت کر رہا ہے۔

فصل دہم

فعل تعجب کا بیان[1]

"مَا وُضِعَ لِإِنْشَاءِ التَّعَجُّبِ".[2]

فعل تعجب اس فعل کو کہتے ہیں جو کسی چیز پر تعجب کے اظہار کے لئے وضع کیا گیا ہو۔ جیسے "مَا أَحْسَنَهٗ".

قواعد وفوائد

• یہ ایک طبعی امر ہے کہ کسی چیز کا حسن یا قبح انسان کو تعجب میں ڈال دیتا ہے اور انسانی نفس اس سے متاثر ہو جاتا ہے اس داخلی کیفیات کو بیان کرنے کے لیے عربی زبان میں دو صیغے (مَا أَفْعَلَهٗ وَأَفْعِلْ بِهٖ) استعمال ہوتے ہیں جو کہ انشاء تعجب اور اظہار تعجب کے لئے وضع کئے گئے ہیں۔

• فعل تعجب بنانے کا طریقہ:

(1)۔۔۔ فعل مضارع سے مضارع کی علامت حذف کر کے اس کی جگہ ہمزہ مفتوحہ اور اس پہلے "مَا تعجبیہ" کا اضافہ کریں، عین اور لام کلمہ کو فتحہ دے کر آخر میں ضمیر یا اسم ظاہر منصوب بڑھا دیں۔ جیسے "يَفْعَلُ" سے "مَا أَفْعَلَهٗ".

(2)۔۔۔ فعل مضارع سے مضارع کی علامت حذف کر کے اس کی جگہ ہمزہ مفتوحہ اور عین کلمہ کو کسرہ دے کر لام کلمہ ساکن کر دیں اور آخر میں حرف جر (باء) کے ساتھ ضمیر یا اسم ظاہر مجرور لے آئیں۔ جیسے "يَفْعَلُ" سے "أَفْعِلْ بِهٖ".

(3)۔۔۔ فعل مضارع سے مضارع کی علامت حذف کر کے فاء کلمہ کو فتحہ، عین کلمہ کو ضمہ اور

---

(1) شرح الرضی : 1087، شرح ألفية ابن مالك: 46/2، الارتشاف: 2065.

(2) دستور العلماء: 27/3.

لام کلمہ کو فتحہ دے دیں گے۔ جیسے "یَفْعَلُ" سے "فَعُلَ".[1]

- عربی زبان میں تعجب کے لئے ان دو صیغوں کے علاوہ اور بھی بہت سے اسالیب ہیں جن کو "اسالیب سماعیہ" کہتے ہیں۔ مثلاً "لِلّٰہِ دَرّ فُلان، سُبْحانَ الله، اللّٰهمَّ".
- بعض اوقات استفہام بھی تعجب کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے ﴿كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللهِ وكُنْتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ﴾.
- فعل تعجب براہ راست صرف ان افعال سے ہوتا ہے جن میں درج ذیل آٹھ شرائط موجود ہوں:[2]

(1)۔ فعل تام ہو ناقص نہ ہو؛ لہذا فعل ناقص "یَکُوْنُ، یَصِیرُ" وغیرہ سے فعل تعجب نہیں بنتا۔

(2)۔ متصرف ہو؛ لہذا فعل جامد "یَکَادُ، نِعْمَ" وغیرہ سے فعل تعجب نہیں بنتا۔

(3)۔ مثبت ہو منفی مثلاً "لَا یَضْرِبُ" وغیرہ سے فعل تعجب نہیں بنتا۔

(4)۔ معروف ہو مجہول مثلاً "یُضْرَبُ" سے فعل تعجب نہیں آتا۔

(5)۔ ایسا فعل ہو جو قابلِ تفاوت ہو یعنی اس میں کمی اور زیادتی کی جاسکے، اگر فعل قابلِ تفاوت نہ ہو تو اس سے فعل تعجب نہیں آتا۔ جیسے "یَحْیٰی، یَمُوْتُ" وغیرہ۔

(6)۔ فعل ثلاثی مجرد ہو؛ لہذا ثلاثی مزید فیہ رباعی مجرد و مزید افعال سے فعل تعجب نہیں بن سکتا۔ جیسے "یُکْرِمُ، یُدَحْرِجُ، یَتَدَحْرَجُ".

(7)۔ وہ فعل ایسا نہ ہو جس میں رنگ اور عیب والا معنی پایا جائے۔ جیسے "یَحْضُرُ، یَعُوْرُ" وغیرہ۔

(8)۔ اس فعل سے صفت مشبہ "أَفْعَلُ" یا "فُعْلَانٌ" کے وزن پر نہ آتا ہو لہذا وہ فعل جس سے مذکورہ اوزان پر صفت مشبہ کا صیغہ آتا ہو مثلاً "یَبْشَعُ" وغیرہ اس سے فعل تعجب نہیں بن سکتا۔

---

(1) قانونچه كامروي: 49.

(2) الارتشاف: 2077، شرح ألفية ابن مالك: 6.

• اگر کسی فعل میں پہلی پانچ شرائط میں سے کوئی شرط مفقود ہو تو اس سے فعل تعجب کے تینوں صیغے "مَا أَفْعَلَهٗ وَأَفْعِلْ بِهٖ وقِيْلَ فَعُلَ" نہیں بن سکتے۔

اگر آخری تین شرائط میں سے کوئی شرط مفقود ہو تو اس سے ان اوزان سے فعل تعجب نہیں بنتا، البتہ اس سے فعل تعجب بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ کسی مناسب ثلاثی فعل مثلا "مَا أَشَدَّ" وغیرہ کو "مَا أَفْعَلَهٗ وَأَفْعِلْ بِهٖ" کے وزن پر لاتے ہیں اور اس کے بعد اس فعل کا مصدر لاتے ہیں جس کا تعجب کے لئے استعمال کرنا مقصود ہو۔

• فعل تعجب کے صیغے صرف انہی ابواب سے بنتے ہیں جس میں "عیب" اور "لون" والا معنی نہ ہو۔

• محققین حضرات کے نزدیک فعل تعجب کے صرف دو صیغے ہیں (مَا أَفْعَلَهٗ وَأَفْعِلْ بِهٖ) جبکہ بعض حضرات "فَعُلَ" اور "فَعُلَتْ" کو بھی فعل تعجب سے شمار کرتے ہیں۔

• ثلاثی مجرد کے ہر مصدر سے فعل تعجب کے دو صیغے نکلتے ہیں۔ (أَضَرَبَ، أَضْرِبْ)

• فعل تعجب ثلاثی مجرد سے ہیں لیکن وزن ان کا باب افعال سے ہے۔

• فعل تعجب میں پہلا صیغہ ماضی کا جبکہ دوسرا امر کا ہے ایک صیغہ خبر کا اور دوسرا انشاء کا ہے مگر معنی میں دونوں خبر ہیں۔

• فعل تعجب کی تثنیہ، جمع، مخاطب، متکلم، تذکیر وتانیث کی طرف گردان نہیں آتی، یہی وجہ ہے کہ اس کو فعل غیر متصرف بھی کہا جاتا ہے۔

• "مَا أَفْعَلَهٗ" تین چیزوں پر مشتمل ہے: (1)۔ ماتعجبیہ، (2)۔ فعل تعجب، (3)۔ متعجب منہ [1]

"مَا" تعجبیہ: لفظ "مَا" نکرہ تامہ بمعنی "أَيُّ شَيْءٍ" مبتدا ہے یہاں مبتدا کا نکرہ واقع ہونا درست ہے؛ اس لئے کہ لفظِ "مَا" تعجب کے معنی کو متضمن ہے اور اس کے بعد والا جملہ فعلیہ (أَفْعَلَهٗ یا أَفْعِلْ بِهٖ)

---

(1) الارتشاف: 2065، شرح الرضي: 1088.

اس کی خبر ہے، جبکہ بعض نحاۃ کے نزدیک یہ "مَا" موصولہ ہے اور بعد والا جملہ اس کے لئے صلہ ہے، موصول مع الصلہ مبتدا اور اس کی خبر وجوبًا محذوف ہوگی، جس کی تقدیر "شَيْءٌ عَظِيْمٌ" ہے۔ جیسے "مَا أَحْسَنَ زَيْدًا" کی تقدیر یوں ہوگی "الَّذِيْ أَحْسَنَ زَيْدًا شَيْءٌ عَظِيْمٌ".

فعل تعجب: "أَفْعَلَهُ" فعل ماضی جامد ہے تعجب سے پہلے فعل متصرف تھا لیکن تعجب کے بعد جامد بن گیا۔

متعجب منہ: جس چیز پر تعجب کیا جائے اس کو "متعجب منہ" کہتے ہیں۔ جیسے "مَا أَحْسَنَ زَيْدًا" میں "زَيْدًا" متعجب منہ ہے، فعل تعجب کے بعد والا اسم منصوب متعجب منہ کہلاتا ہے، جو کہ مفعول بہ کی بنا پر منصوب ہوتا ہے۔

"أَفْعِلْ بِهِ": یہ صیغہ بھی تین چیزوں پر مشتمل ہے: (1)۔ فعل تعجب، (2)۔ لفظ باء، (3)۔ متعجب منہ

"أَفْعِلْ بِهِ": لفظًا یہ امر کا صیغہ ہے جبکہ اصل میں ماضی بمعنی "صَارَ ذَا كَذَا" تھا۔

"الباء": حرف جر زائد ہے اور اس کے بعد والا اسم لفظًا مجرور ہوتا ہے لیکن حکم کے اعتبار سے مرفوع ہوتا ہے۔

متعجب منہ: "باء" حرف جر کے بعد والا اسم مجرور "متعجب منہ" کہلاتا ہے۔

- متعجب منہ ہمیشہ معرفہ یا نکرہ مخصوصہ ہوتا ہے۔ جیسے "مَا أَحْسَنَ رَجُلًا تَهَجَّدَ". (1)
- متعجب منہ فعل تعجب سے پہلے نہیں آسکتا۔
- فعل تعجب اور متعجب منہ کے درمیان کسی اجنبی شیء کا فاصلہ نہیں ہوتا۔ (2)
- اگر کوئی قرینہ موجود ہو تو متعجب منہ کو حذف کرنا جائز ہے۔

---

(1) شرح الرضي: 1098.
(2) شرح ألفية ابن مالك: 8.

تمرین

1۔ فعل تعجب کی تعریف مع المثال لکھیں؟

2۔ فعل تعجب کے قیاسی اوزان ذکر کریں؟

3۔ فعل تعجب بنانے کا طریقہ لکھیں؟

4۔ فعل تعجب کن افعال سے آتا ہے شرائط قلمبند کریں؟

5۔ فعل تعجب کے صیغوں میں موجود اجزاء کی تشریح کریں؟

6۔ درج ذیل جملون میں فعل تعجب اور متعجب منہ کی تعیین کریں اور صرفی انطباق کریں؟

﴿أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ﴾.. ﴿فَمَا أَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ﴾.. مَا أَحْسَنَ زَيْدًا... مَا أَجْمَلَكَ... مَا أَشْجَعَ خَالِدًا... مَا أَكْذَبَ النَّفْسَ... أَعْظِمْ بِنُصْرَتِهِ... مَا أَشَدَّ أَنْ يَتْرُكَ الصَّلَاةَ... مَا أَجْمَلَ الْوَرْدَةَ النَّاضِرَةَ... أَجْمِلْ بِالْوَرْدَةِ النَّاضِرَةِ... مَا أَعْذَبَ الْقُرْآنَ... أَعْذِبْ بِالْقُرْآنِ... ﴿قُتِلَ الْإِنْسَانُ مَا أَكْفَرَهُ﴾.

حل شدہ مثال

"مَا أَضْرَبَهُ" لفظ کی دونوں قسموں (موضوع و مہمل) میں سے موضوع؛ اس لئے کہ لفظ با معنی ہے۔۔۔ مفرد مرکب میں سے مفرد؛ اس لئے کہ ایک معنی پر دلالت کرتا ہے۔۔۔ مفرد کا دوسرا نام کلمہ ہے۔۔۔ اسم، فعل اور حرف میں سے فعل؛ اس لئے کہ اس کا معنی دوسرے کلمے کے ملائے بغیر معلوم ہو رہا ہے۔۔ فعل متصرف اور غیر متصرف میں سے غیر متصرف؛ اس لئے کہ اس سے گردان نہیں آتا۔۔۔ فعل تعجب؛ اس لئے کہ اس میں تعجب والا معنی پایا جا رہا ہے۔

متفـــرقات

فصل اول

صرف صغیر

صرف صغیر اس گردان کو کہتے ہیں جس میں ایک صیغہ معلوم کا ہو اور ایک صیغہ مجہول کا ہو۔ اور صرف کبیر اس گردان کو کہتے ہیں جس میں ہر گردان کے پورے پورے صیغے ذکر کیے جائیں۔

قواعد و فوائد

- صرف صغیر کے بارے میں دو مذہب ہیں: 1۔ متقدمین، 2۔ متاخرین
- متقدمین کا مذہب: ان کا مذہب یہ ہے کہ ماضی، مضارع، اسم فاعل، اسم مفعول وغیرہ ان کل بارہ چیزوں میں سے اَفعالُ کے معلوم و مجہول کے ابتدائی ایک ایک صیغہ کو اور اسماء کے ایک ایک صیغہ کو ذکر کر دیا جائے تو اس کے مجموعہ کو "صرف صغیر" کہتے ہیں۔
- متاخرین کا مذہب: ان کا مذہب یہ ہے کہ ماضی اور مضارع وغیرہ افعال کی تو ہر بحث کے معلوم و مجہول کا ابتدائی ایک ایک صیغہ ذکر کیا جائے اور اسماء میں اسم فاعل اور مفعول کے علاوہ مکمل صیغے ذکر کئے جائیں تو اس مجموعے کو "صرف صغیر" کہتے ہیں۔
- اصل گردان فعل کی ہوتی ہے؛ اس لئے فعل کا صرف صغیر میں ایک ایک صیغہ ذکر کیا گیا اور اسم کی گردان بالتبع ہوتی ہے؛ اس لئے اس کے تمام صیغے صرفِ صغیر ہی میں ذکر کر دیے گئے۔ اصل کا لحاظ کرتے ہوئے اس کو صرفِ صغیر کے ساتھ موسوم کیا گیا ہے۔
- اسمِ فاعل اور مفعول چونکہ فعل کی طرح ہیں؛ لہذا فعل کی طرح اس کا بھی ایک ایک صیغہ ذکر کیا گیا۔ اسمِ تفضیل بھی مثل فعل کے ہے لیکن مشابہت کمزور ہے اس وجہ سے اس کے تمام صیغے ذکر کر دیے گئے۔

• ماضی بنسبت مضارع کے اصل ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ مضارع کی بناء ماضی سے ہوتی ہے اور اصل تقدیم میں اولی ہوتا ہے؛ اس لئے ماضی کو مضارع پر مقدم کیا گیا۔ معلوم کو مجہول پر مقدم کرنے کی بھی یہی وجہ ہے؛ کہ معلوم اصل اور مجہول فرع ہوتی ہے۔

• "ضَرْبًا" مفعول مطلق کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے منصوب ہے۔

• "ضَرْبًا" مصدر کو دو دفعہ ذکر کرنے سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مصدر بھی معلوم و مجہول ہوتا ہے چنانچہ پہلے مصدر کا معنی ہے "مارنا" اور دوسرے کا معنی ہے "مارا جانا"۔

• اسم فاعل اسمِ ظاہر میں سے ہے اور اسم ظاہر غائب کے حکم میں ہوتا ہے؛ اس وجہ سے اسم فاعل کے ساتھ ضمیر غائب کو لایا گیا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اسمِ فاعل و مفعول اسم کے اقسام میں سے ہیں اور اعراب کے مستحق ہیں؛ اس لئے ان سے پہلے مبتداء لاکر ان کو خبر مرفوع والا اعراب دیا گیا۔

• اسم فاعل اور مفعول میں فرق کرنے کے واسطے اسم مفعول کے ساتھ "ذَاكَ" کو ذکر کیا گیا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ مفعول کی طرف اسنادِ بعید ہوتی ہے اور "ذَاكَ" اسم اشارہ بھی بعید کے لئے آتا ہے اس وجہ سے اسم مفعول کے ساتھ "ذَاكَ" کو ذکر کیا گیا۔

• "فَهُوَ" اور "فَذَاكَ" میں فاء فصیحیہ ہے جو کہ شرطِ محذوف کی جزاء پر داخل ہوتی ہے اور اس کی شرط عام طور پر "إِذَا كَانَ الْأَمْرُ كَذَالِكَ" ہوتی ہے۔

• امر و نہی کے گردانوں میں مخاطب کے صیغوں کو غائب کے صیغوں سے اس لئے مقدم ذکر کیا گیا؛ کہ امر سے مقصود مخاطب کو حکم دینا اور نہی سے مقصود مخاطب کو روکنا ہوتا ہے؛ لہذا پہلے مخاطب کے صیغوں کو ذکر کیا گیا اور بعد میں بالتبع غائب کے صیغوں کو ذکر کیا گیا۔

• اسم فاعل سے پہلے "فَهُوَ" اور اسم مفعول سے پہلے "فَذَاكَ" اور امر میں "مِنْهُ" کو اس لئے ذکر کیا گیا ہے؛ تاکہ ربطِ معنوی قائم رہے۔

• "اِضْرِبْ" میں ہمزہ وصلی کو قاعدے اور قانون کے مطابق نہیں گرایا گیا، اس کی وجہ یہ ہے؛ کہ اس جگہ "اِضْرِبْ" سے مطلوب ترجمہ نہیں، بلکہ لفظ "اِضْرِبْ" اور ذات مراد ہے تو گویا یہ ذات کے لئے علَم ہے اور اعلام کا ہمزہ قطعی ہوتا ہے۔

تمرین

1۔ صرفِ صغیر اور کبیر کی تعریفیں بیان کریں۔

2۔ متقدمین اور متاخرین کا مذہب بیان کریں۔

3۔ اسم فاعل سے پہلے ضمیر اور اسم مفعول سے پہلے اسم اشارہ لانے کی وجہ ذکر کریں۔

4۔ "ضَرْبًا" کے منصوب ہونے کی وجہ ذکر کریں، نیز دو دفعہ ذکر کرنے کی وجہ بیان کریں؟

5۔ اسم فاعل اور مفعول کے دو دو صیغے اور اسم تفضیل کے تمام صیغے ذکر کرنے کی وجہ بیان کریں؟

6۔ اسم فاعل سے پہلے ضمیر لانے کی وجہ ذکر کریں؟

فصل دوم

میزان صرفی[1]

میزان لغت میں "ترازو" کو کہتے ہیں اور صرفیوں کی اصطلاح میں میزان ان حروف کو کہتے ہیں جن کے ذریعے اصلی اور زائد حروف کی پہچان ہو، یعنی ایک لفظ کو حرکات وسکنات شد و مد میں دوسرے لفظ کے برابر کئے جانے کو "میزان" کہتے ہیں۔

قواعد و فوائد

- عربی الفاظ کی میزان تین حروف ہیں: "فاء، عین اور لام"۔ اصلی اور زائد حروف کی پہچان انہی تین حروف سے ہوتی ہے۔
- جو حروف تمام گردانوں میں پائے جائیں اور فاء، عین، لام کے مقابلے میں ہوں وہ حروف "اصلیہ" کہلاتے ہیں۔ اور جو حروف کسی صیغہ میں ہوں اور کسی میں نہ ہو اور فاء، عین، لام کے مقابل واقع نہ ہوں وہ حروف "زائدہ" کہلاتے ہیں۔
- جس لفظ کا وزن کیا جائے اس کو "موزون"۔ اور جس سے کیا جائے یعنی فاء، عین اور لام کو "وزنِ میزان" اور "موزون بہ" کہتے ہیں۔
- مخارج کے اعتبار سے حروف کی تین قسمیں ہیں: (1)۔ حروف شفوی، (2)۔ حروف حلقی، (3)۔ حروف وسطی

(1)۔۔۔ حروف شفوی وہ ہیں جو ہونٹوں سے پڑھے جاتے ہیں۔

---

(1) شرح الشافية: 10، همع الهوامع: 232، المستقصي في علم التصريف: 47، شذّالعرف في فن الصرف: 53خ قانونچه كامروي: 35، الصرف العربي: 11.

(2)۔۔۔حروف حلقی وہ ہیں جو حلق سے ادا کئے جاتے ہیں۔

(3)۔۔۔جو حروف ہونٹ اور حلق کے درمیان سے ادا کئے جاتے ہیں انہیں "حروف وسطی" کہتے ہیں۔

- صرفیوں نے حروف شفوی سے "فاء" حروف حلقی سے "عین" اور حروف وسطی سے "لام" کو منتخب کیا ہے۔
- اگر حروف اصلیہ تین سے بڑھ جائیں تو جتنے حروف بڑھیں گے اتنے "لام" آخر میں بڑھا دیئے جائیں گے۔ جیسے "جَعْفَرٌ" بروزن "فَعْلَلٌ" اسی طرح "جَحْمَرِشٌ" بروزن "فَعْلَلِلٌ".
- جو حرف وزن میں فاء کلمہ کے مقابل آئے اس کو "فاء کلمہ"، جو حرف وزن میں عین کلمہ کے مقابل آئے اس کو "عین کلمہ" اور جو لام کلمہ کے مقابل آئے اس کو "لام کلمہ" کہتے ہیں۔
- حروف زائدہ ہمیشہ ان حروف میں سے ہوں گے (الف، لام، یاء، واؤ، میم، تاء، نون، سین، ہمزہ، ہاء)، جن کا مجموعہ "اَلیَوْمُ تَنْسَاھَا، سَأَلْتُمُوْنِیْھَا، أَتَاہُ سُلَیْمَانُ، الیَوْمُ تَنْسَاہُ، المَوْتُ تَنْسَاہُ" یا "اسلم تھانوی" وغیرہ ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہر جگہ یہی حروف زائد ہونگے بلکہ کبھی اصلی بھی ہوتے ہیں، البتہ! اگر کوئی حرف زائد کرنا ہو تو ان میں سے کریں گے۔
- حروف کی زیادتی تین قسم پر ہیں: (1)۔زائدہ برائے اشتقاق، (2)۔زائدہ برائے نقلِ باب، (3)۔زائدہ برائے الحاق۔

(1)۔۔۔زائدہ برائے اشتقاق: وہ ہے جس میں ایک کلمہ سے دوسرا کلمہ بنانے کے لئے کوئی حرف زیادہ کیا جائے۔ جیسے "ضَرَبَ" فعل ماضی سے "یَضْرِبُ" فعل مضارع بنانے کے لئے "یاء" کو زائد کیا گیا۔

(2)۔۔۔زائدہ برائے نقلِ باب: ایک باب سے دوسرے باب کو بنانے کے لئے کوئی حرف زیادہ کیا جائے۔ جیسے "کَرُمَ" مجرد سے "أَکْرَمَ" مزید بنانے کے لئے شروع میں ہمزہ قطعی کا اضافہ کیا گیا ہے۔

(3)۔۔۔زائد برائے الحاق: ایک کلمہ کو دوسرے کلمہ کے ہم وزن کرنے کے لئے کسی حرف کا

اضافہ کیا جائے۔ جیسے "جَلَبَ" کو "دَحْرَجَ" کے ہم وزن کرنے کے لئے دوسری "باء" کا اضافہ کیا جائے تو "جَلَبَ" سے "جَلْبَبَ" ہو جائے گا۔

- صرفیوں کے نزدیک زائد برائے اشتقاق کا کوئی اعتبار نہیں کیا جاتا ان کے نزدیک یہ صرف صیغوں کی علامات اور نشانات ہیں۔
- زائد برائے نقل باب صرف مزید میں آتا ہے مجرد میں نہیں۔
- جو زائد حرف واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم میں نہ ہو بعد والے صیغوں میں لایا گیا ہو تو یہ زائد برائے اشتقاق ہو گا۔ جیسے "ضَرَبَا" کا الف زائد جو "ضَرَبَ" میں نہیں تھا تو یہ الف زائد برائے اشتقاق ہے۔
- جو زائد حرف صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی مزید میں ہو اور مجرد میں نہ ہو تو یہ زائد حرف برائے نقل باب کے ہوتا ہے۔ جیسے "أَكْرَمَ" کا ہمزہ جو کہ مجرد "كَرُمَ" میں نہیں ہے، یہ ہمزہ برائے نقل باب کا ہے۔
- مجردات کے اوزان کلام عرب میں نہایت قلیل اور متعین ہیں جبکہ مزید فیہ کے اوزان کثیر اور منتشر ہیں۔
- وزن صرفی صرف افعال متصرفہ اور اسمائے متمکنہ کا کیا جاتا ہے۔ حروف، افعال غیر متصرفہ، اسمائے مبنیہ اور عجمی اسماء کا وزن علم الصرف کے موضوع سے خارج ہیں۔
- اصل مادہ نکالنے سے اصلی اور زائد حروف معلوم ہوتے ہیں۔ جیسے "يَضْرِبُ، ضَارِبَ" اور "مَضْرُوْبٌ" کا اصل مادہ (ضَرَبَ) نکالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کونسا حرف اصلی اور کونسا زائد ہے۔ اس طریقہ کو "اشتقاق" سے تعبیر کیا جاتا ہے، اور یہ طریقہ اسمائے مشتقہ اور افعال میں کام آتا ہے۔
- کلمہ کے تثنیہ، جمع، تصغیر اور نسبت سے بھی اصلی اور زائد حروف کی پہچان ہو سکتی ہے۔ جیسے "أَيْصَرٌ"، اس کلمہ میں "یاء" زائدہ ہے؛ اس لئے کہ اس کی جمع "أَصَارٌ" آتی ہے۔ اگر "یاء" اصلی ہوتی تو جمع میں حذف نہ ہوتی۔ اس طریقے کو "تصریف" کہا جاتا ہے، اس کے ذریعے اسمائے جامدہ کے حروف اصلی اور زائدہ کی پہچان کی جاتی ہو۔

• اگر کوئی حرف کسی معنی پر دلالت کرتا ہو تو یہ اس کے زائد ہونے کی علامت ہوتی ہے۔ جیسے "ضَارَبَ" کا الف فاعل پر، "مَضْرُوْبٌ" کا میم مفعول پر، "ضَارِبُوْنَ" کی واؤ اور نون جمع مذکر پر، "مُضَيْرِبٌ" کی یاء تصغیر پر، "نَحْوِيٌّ، صَرْفِيٌّ" کی یاء نسبت پر اور "اِسْتَخْرَجَ" کا سین اور تاء طلب پر دلالت کرتی ہے۔

• اگر کلمہ کے کسی حرف کو زائد مانا جائے تو اس پر کلام عرب میں نظیر موجود ہو اور اصلی ماننے پر نظیر موجود نہ ہو تو اس حرف کو زائد مانا جائے گا؛ تاکہ خروج عن النظیر لازم نہ آئے۔ جیسے "غَزْوِيْتٌ" (مصیبت) کی تاء کو اگر اصلی مانا جائے تو کلمہ کا وزن "فِعْوِيْلٌ" ہو گا، جو عربی زبان میں سرے سے پایا ہی نہیں جاتا۔ اور اگر اس "تاء" کو زائد مانا جائے تو کلمہ کا وزن "فِعْلِيْتٌ" بنتا ہے اور اس کی نظیر کلامِ عرب میں موجود ہے۔ جیسے "عِفْرِيْتٌ، كِبْرِيْتٌ" بروزن "فِعْلِيْتٌ".

• اصلی حروف کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ اس کو حذف کرنے سے اصل معنی میں تبدیلی آتی ہے جبکہ زائد حرف کو حذف کرنے سے اصل معنی میں کوئی تبدیلی نہیں آتی۔

• اسمائے مشتقہ اور افعال میں الف کسی بھی جگہ حرف اصلی کے طور پر نہیں آتا، الف ہمیشہ یا تو "واؤ" یا "یاء" سے بدل کر آتا ہے یا "زائدہ" ہوتا ہے۔

• "واؤ" بھی الف کی طرح شروع میں کبھی بھی بطور زائد نہیں آتی، البتہ دوسری، تیسری چوتھی اور پانچویں جگہ آتی ہے۔ جیسے "كَوْثَرٌ، ضُوْرِبَ، عَجُوْزٌ، شَكُوْرٌ، مَضْرُوْبٌ، قَلَنْسُوَةٌ".

• ہمزہ کبھی شروع میں بطور زائد آتا ہے۔ جیسے "أَحْمَدُ، أَقْوَامٌ، أَكْلُبٌ، أَكْرَمَ، اِنْصَرَفَ، اِسْتَخْرَجَ" وغیرہ۔

• "میم" صرف اسماء میں زائد آتا ہے افعال میں نہیں آتا۔ جیسے اسم ظرف، اسم آلہ، اسم مفعول اور مصدر وغیرہ میں آتا ہے۔

- "نون" صرف فعل کے شروع میں بطور علامت جمع متکلم کے زائد آتا ہے۔ جیسے "نَضْرِبُ"، اور فعل کے آخر میں بطور خفیفہ اور ثقیلہ کے زائد آتا ہے۔ جیسے "اِضْرِبَنَّ، اِضْرِبَنْ".
- "تاء" تین ابواب کے شروع میں بطور زائدہ محضہ کے آتی ہے۔ (1)۔ "تَفَعُّل" جیسے "تَصَرَّفَ"، (2)۔ "تَفَاعُل" جیسے "تَضَارَبَ"، (3)۔ "تَفَعْلُل" جیسے "تَدَحْرَجَ".
- "تاء" شروع میں بطور مذکر مخاطب، مؤنث مخاطب اور مؤنث غائب کی علامت کے طور پر زائدہ آتی ہے اور یہ "تاء" صرف مضارع میں آتی ہے۔
- فعل ماضی کے آخر میں علامتِ تانیث کے طور پر بھی "تاء ساکنہ" زائدہ آتی ہے۔ جیسے "ضَرَبَتْ".
- اسم کے آخر میں بھی "تاء" بطور علامتِ تانیث کے زائدہ آتی ہے۔ جیسے "مُکْرِمَۃٌ".
- وزن کی تین قسمیں ہیں: (1)۔ وزن صرفی، (2)۔ وزن صوری، (3)۔ وزن عروضی۔[1]

(1)۔۔۔ وزنِ صرفی اسے کہتے ہیں جس میں تین باتوں کا لحاظ رکھا گیا ہو: (1)۔ اصلی اور زائد کی موافقت، (2)۔ حرکات و سکنات کی موافقت، (3)۔ تعداد اور ترتیب حروف کی موافقت۔ جیسے "ضَارِبٌ" بروزن "فَاعِلٌ"، "مِضْرَابٌ" بروزن "مِفْعَالٌ" اور "مَضْرُوْبَاتٌ" بروزن "مَفْعُوْلَاتٌ".

(2)۔۔۔ وزن صوری اسے کہتے ہیں جس میں حرکات و سکنات اور تعداد و ترتیبِ حروف ملحوظ ہوں لیکن اصلی اور زائد کا لحاظ نہ ہو۔ جیسے "ضَوَارِبُ" بروزن "مَفَاعِلُ".

(3)۔۔۔ وزن عروضی وہ ہوتا ہے جس میں صرف تعداد حروف کا خیال کیا جاتا ہے اصلی زائد یا حرکات و سکنات کا کوئی اعتبار نہیں کیا جاتا۔ جیسے "شَرِیْفٌ" بروزن "فَعُوْلُنْ".

- وزن اور موزون کے اندر حرکات و سکنات میں موافقت ضروری ہے، یعنی جو حروف موزون میں متحرک ہوگے وزن میں بھی متحرک ہوں گے۔ جیسے "أَکْرَمَ" بروزن "أَفْعَلَ".

---

(1) قانونچه كامروي: 57.

- موزون میں جس مقام پر اصلی حرف ہو گا وزن میں بھی اصلی ہو گا اور جہاں زائد ہو گا تو وزن میں بھی زائد ہو گا۔ جیسے "مَضْرُوْبٌ" بروزن "مَفْعُوْلٌ".
- اگر حروف زوائد ما قبل کی جنس سے ہو تو جو حرف ما قبل حرف کے مقابل وزن میں آئے گا وہی حرف اس زائد حرف کے مقابلے میں بھی آئے گا۔ جیسے "جَلْبَبَ" بروزن "فَعْلَلَ".
- اگر حروف زوائد ما قبل کی جنس سے نہ ہو تو وزن نکالتے وقت یہ حروف اپنی اصل پر آئیں گے۔ جیسے "مَضْرُوْبٌ" بروزن "مَفْعُوْلٌ".
- اگر موزون میں قلب ہو گیا تو وزن میں بھی قلب ہو گا۔ جیسے "أَیِسَ" بروزن "عَفِلَ"؛ کیونکہ یہ اصل میں "یَئِسَ" تھا اس میں قلب ہوا ہے۔
- جو زائد حرف کلمہ کی ابتداء میں آئے انہیں "دخول" اور اور جو آخر میں آئے انہیں "لحوق" کہتے ہیں۔
- اگر اصلی حروف تین سے زائد ہوں تو ان کا وزن معلوم کرنے کے لئے ایک "لام" یا دو "لاموں" کا مزید اضافہ کیا جاتا ہے، چنانچہ اگر ایک حرف اصلی ہو تو ایک "لام" کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ جیسے "دِرْهَمٌ" بروزن "فِعْلَلٌ"، اور اگر دو حرف زائد ہوں تو دو "لام" مکرر ہوں گے۔ جیسے "سَفَرْجَلٌ" بروزن "فَعَلْلَلٌ".
- اگر زائد حرف حروف اصلیہ کی جنس سے ہو تو وزن میں اسی اصلی حرف کو مکرر لایا جائے گا۔ جیسے "مُکْرَمٌ" بروزن "مُفْعَلٌ"، "اِحْدَوْدَبَ" بروزن "اِفْعَوْعَلَ".
- کوئی اسم یا فعل تین حروف سے کم نہیں ہوتا۔ بعض اسم یا فعل جو بظاہر دو حرفی ہوتے ہیں تو وہ کثرتِ استعمال یا حذف کی وجہ سے ان کی یہ صورت بن جاتی ہے۔ جیسے "کل، أب" وغیرہ۔
- کوئی اسم زائد حروف سمیت سات حروف سے زیادہ اور فعل چھ حروف سے زیادہ نہیں ہوتا۔
- اسم اور فعل کے اصلی حروف پانچ تک ہوتے ہیں۔
- اگر کلمہ میں اصلی حرف کسی قانون کی وجہ سے حرف علت وغیرہ سے بدل جائے تو جمہور کے نزدیک

اصل کا اعتبار ہو گا؛ لہذا جمہور کے نزدیک "قَالَ" اور "دَعَا" کا وزن "فَعَلَ" ہو گا "فَالَ" اور "فَعَا" نہیں ہو گا، جبکہ بعض کے نزدیک "قَالَ" کا وزن "فَالَ" اور "دَعَا" کا وزن "فَعَا" بھی جائز ہے۔

- ثلاثی مجرد کے ماضی کے پہلے صیغے میں جو حروف فاء، عین اور لام کلمہ کے مقابل ہوں باقی گردانوں میں بھی وہی حروف فاء، عین اور لام کلمہ کا مقابل ہوں گے۔
- اگر زائد حرف تائے افتعال کا بدل ہو تو وزن میں "تاء" ہی کو ذکر کیا جائے گا۔ جیسے "اِضْطَرَبَ" اس کا وزن "اِفْتَعَلَ" ہے نہ کہ "اِفْطَعَلَ"۔ البتہ علامہ رضی کے نزدیک وزن میں بدلے ہوئے حرف سے ہی تعبیر کیا جائے گا، چنانچہ ان کے نزدیک "اِضْطَرَبَ" کا وزن "اِفْطَعَلَ" ہو گا۔
- مدققین کے نزدیک موزون میں کوئی حرف حذف ہو گیا ہو تو وزن میں بھی اس کے مقابل حرف کو حذف کیا جائے گا، جبکہ جمہور کے نزدیک اسے ظاہر کرنا بہتر ہے۔ جیسے "قُلْتُ" بروزن "فَعَلْتُ" یا "فُلْتُ"، "قَاضٍيْ" بروزن "فَاعِلْ" یا "فَاعٍ".
- وزن درج ذیل امور کا فائدہ دیتی ہے:

(1)۔ اصلی اور زائد حروف کی پہچان، (2)۔ حروف کی حرکات وسکنات کی پہچان، (3)۔ کلمہ میں رد وبدل کی پہچان، (4)۔ کلمہ میں کسی حرف کے حذف ہونے یا نہ ہونے کی پہچان۔

تمرین

1۔ صرفی میزان سے کیا مراد ہے؟
2۔ بنیادی میزان کتنے حروف پر مشتمل ہوتی ہے؟
3۔ حروف اصلیہ اور زائدہ کی پہچان کا طریقہ کیا ہے؟
4۔ حروف زائدہ کتنے اور کون کونسے ہیں؟
5۔ صرفی میزان کن افعال اور اسماء کا کیا جاتا ہے؟

6۔اگر کلمہ میں کوئی حرف حذف ہوا ہو یا کسی کلمہ میں قلب ہوا ہو تو اس کے وزن کا طریقہ کیا ہو گا؟

7۔اسم اور فعل میں اصلی حروف کی تعداد کتنی ہو سکتی ہے؟

8۔۔وزن کے اقسام بیان کریں؟

9۔وزن کن امور کا فائدہ دیتی ہے؟

10۔درج ذیل صیغوں کا وزن نکالیں۔

ضَرَبَ... نَاصِرٌ... يَحْسِبُ... شَرُفْنَا... حَجَرٌ... مَدَرٌ...بَيْتٌ... مُكْرَمُوْنَ... كَرَّمَ... تَصَرَّفَ... مُجْتَنِبٌ... يَنْصَرِفُ... اِكْتَسَبَ... اِسْمَعْ ... اِشْبَعْ... أُجْمِلُ... اِطَّلَمَ... اِطَّلَمَ... اِظَّلَمَ... اِدَّكَرَ... دَحْرَجَ... يُزَلْزِلُ... بَعْثَرَ... اِقْشَعَرَّ... اِحْرَنْجَمَ... اِطْمِيْنَانٌ... مَنَاهِجُ... اِحْمَرَّ... جَلْبَبَ... قُلْ... خُذْ... مُرْ... بِعْ... دَعْ... يَعِدُ... يَرِمُ... اِسْمٌ... يَدٌ... ثِقَةٌ... سَنَةٌ... دَاعٍ... قَاضِيْ... رَامِيْ... أَيِسَ... أَبَارٌ... سَمَاءٌ... اِتَّصَلَ... اِدِّعَاءٌ... اِضْطَرَبَ... اَرَاءَ... حَادِيْ... جَاه... قَالَ... بَاعٍ... يَخَافُ... قِيْلَ... بِيْعَ... مَدَّ... عَدُوٌّ... يَفِرُّ...عَلِيٌّ... مَبْنِيٌّ... مَيِّتٌ... سَيِّدٌ.

فصل سوم

ہفت اقسام[1]

تمام افعال متصرفہ اور اسماء متمکّنہ مذکورہ سات اقسام سے باہر نہیں، ان کو "ہفت اقسام" بھی کہتے ہیں۔ جو اس شعر میں مذکور ہیں:

صحیح است و مثال است و مضاعف　　　　لفیف و ناقص و مہموز و اجوف

"الصَّحِيْحُ: هُوَ الَّذِيْ لَيْسَ فِيْ مُقَابَلَةِ الْفَاءِ وَالْعَيْنِ وَاللَّامِ حَرْفُ عِلَّةٍ وَهَمْزَةُ وَتَضْعِيْفُ".[2]

صحیح: صحیح لغت میں "تندرست" کو کہتے ہیں اور اصطلاحِ صرف میں صحیح وہ کلمہ ہے جس کے فاء، عین اور لام کلمے کے مقابلے میں نہ کوئی حرف علت ہو نہ ہمزہ ہو اور نہ ہی دو حرف ایک جنس کے ہوں۔ جیسے "ضَرَبَ" بروزن "فَعَلَ".

"الْمَهْمُوْزُ: هُوَ لَفْظٌ أَحَدُ حُرُوْفِ أُصُوْلِهِ هَمْزَةٌ".[3]

مہموز: مہموز لغت میں "ہمزہ دیئے ہوئے" کو کہتے ہیں اور اصطلاحِ صرف میں مہموز وہ کلمہ ہیں جس کے تین حروف اصلی میں سے ایک حرف ہمزہ ہو۔ اگر ہمزہ فاء کلمہ کے مقابل ہو تو اسے "مہموز الفاء"، اور اگر عین کلمہ کے مقابل ہو تو "مہموز العین" اور اگر لام کلمہ کے مقابل ہو تو اس کو "مہموز اللام" کہتے ہیں۔ مہموز الفاء کی مثال، جیسے "أَمَرَ" بروزن "فَعَلَ"، مہموز العین کی مثال، جیسے "سَأَلَ" بروزن "فَعَلَ"، مہموز

---

(1) شذّالعرف فد فن الصرف: 60، كشاف إصطلاحات الفنون: 345/1، الصرف العربي: 17، المستقصي في علم التصريف: 111.

(2) التعريفات: 132.

(3) كشاف إصطلاحات الفنون: 1664/2.

اللام کی مثال، جیسے "قَرَأَ" بروزن "فَعَلَ". [1]

الْمِثَالُ: هُوَ لَفْظٌ تَكُوْنُ فَاؤُهَا وَاوًا، وَيُسَمّٰى مِثَالاً وَاوِيًّا، كَـ "وَعَدَ"، أَوَ يَاءًا، وَيُسَمّٰى مِثَالاً يَائِيًّا، كَـ "يَسَرَ". [2]

مثال: لغت میں "مانند" کو کہتے ہیں اور اصطلاحِ صرف میں مثال وہ کلمہ ہے جس کے فاء کلمہ کے مقابل میں حرف علت ہو، اگر "واؤ" ہو تو "مثال واوی"۔ جیسے "وَعَدَ" اور اگر "یاء" ہو تو اس کو "مثال یائی" کہا جاتا ہے۔ جیسے "یَسَرَ".

"الْأَجْوَفُ: مَا اعْتَلَّ عَيْنُهُ، كَـ "قَالَ وَبَاعَ"". [3]

اجوف: لغت میں "خالی پیٹ" کو کہتے ہیں اور اصطلاحِ صرف میں اجوف وہ کلمہ ہے جس کے عین کلمہ کے مقابلے میں حرف علت ہو، اگر "واؤ" ہو تو "اجوف واوی" کہتے ہیں۔ جیسے "قَالَ" اور اگر "یاء" ہو تو "اجوف یائی" کہتے ہیں۔ جیسے "بَاعَ".

"النَّاقِصُ: مَا اعْتَلَّ لَامُهُ، كَـ "دَعَا، وَرَمٰى"". [4]

ناقص: لغت میں "دُم کٹے" کو کہتے ہیں اور اصطلاحِ صرف میں ناقص وہ کلمہ ہے جس کے لام کلمہ کے مقابلے میں حرف علت ہو، اگر "واؤ" ہو تو "ناقص واوی" جیسے "دَعَا"، اور اگر "یاء" ہو تو "ناقص یائی" کہتے ہیں۔ جیسے "رَمٰی".

لفیف: لغت میں "لپیٹے ہوئے" کو کہتے ہیں اور اصطلاحِ صرف میں لفیف کی دو قسمیں ہیں: (1)۔لفیف مقرون، (2)۔لفیف مفروق۔

---

(1) التعريفات: 237، كشاف إصطلاحات الفنون: 1665/2.

(2) كشاف إصطلاحات الفنون: 1448/2.

(3) التعريفات: 9.

(4) التعريفات: 239.

(1) "اللَّفِيْفُ الْمَقْرُوْن: مَا اعْتَلَّ عَيْنُهٗ وَلَامُهٗ، كَـ "قَوٰى"".[1]

لفیف مقرون: وہ ہوتا ہے جس کے فاء و عین یا عین ولام کلمہ کے مقابلے میں حرف علت ہو۔ جیسے "وَيْلٌ، طَيٌّ".

(2) "اللَّفِيْفُ الْمَفْرُوْقُ: مَا اعْتَلَّ فَاؤُهٗ وَلَامُهٗ، كَـ "وَقٰى"".[2]

لفیف مفروق: وہ ہوتا ہے جس کے فاء اور لام کلمہ کے مقابل میں حرف علت ہو۔ جیسے "وَقٰى".

مضاعف: لغت میں "دوچند" کو کہتے ہیں اور اصطلاحِ صرف میں مضاعف کی دو قسمیں ہیں: (1)۔ مضاعف ثلاثی، (2)۔ مضاعف رباعی۔

مضاعف ثلاثی: وہ ہوتا ہے جس کا فاء و عین یا عین ولام کلمہ ایک جنس کا ہو۔ جیسے "دَدَنَ، تَتَرَ، مَدَّ".

مضاعف رباعی: وہ ہوتا ہے جس کا فاء کلمہ اور لامِ اول یا عین کلمہ اور لامِ ثانی ایک جنس کا ہو۔ جیسے "مَضْمَضَ، حَصْحَصَ".[3]

قواعد و فوائد

- صحیح کا معنی ہوتا ہے "صحیح سالم ہونا" اور یہ بھی تغیر و تبدیل سے سالم ہوتا ہے؛ اس لئے اس کو "صحیح" کہا جاتا ہے۔
- مہموز کے فاء عین اور لام کلمہ کے مقابلے میں ہمزہ ہوتا ہے؛ اس لئے اس کو "مہموز" کہتے ہیں۔
- مضاعف کا معنی ہے "دگنا کیا ہوا"، اور چونکہ اس میں بھی فاء، عین اور لام کلمہ کے مقابلے میں دو حرف ایک جنس کے ہوتے ہیں اس لئے اس کو مضاعف کہتے ہیں۔

---

(1) التعریفات: 192.

(2) التعریفات: 193.

(3) دستور العلماء: 194/3.

• مثال کا معنی ہے "مانند" اور "مثل ہونا"، اور اس کی ماضی بھی صحیح کی ماضی کی طرح تغیر و تبدیل سے محفوظ ہوتی ہے؛ اس لئے اس کو "مثال" کہا جاتا ہے۔

• اجوف کا معنی ہے "خالی پیٹ ہونا"، چونکہ اس کا عین کلمہ بھی حرف صحیح سے خالی ہوتا ہے؛ اس لئے اس کو "اجوف" کہتے ہیں۔

• ناقص کا معنی ہے "ناتمام ہونا"، چونکہ اس کے لام کلمہ کے مقابلے میں بھی حرف علت ہوتا ہے جو کبھی گِرتا ہے اور کبھی تبدیل ہوتا ہے، گویا اس کا لام کلمہ ناتمام ہوتا ہے؛ اس لئے اس کو "ناقص" کہتے ہیں۔

• لفیف لغت میں "لپیٹے ہوئے" کو کہتے ہیں، چونکہ اس کے حروف اصلی بھی حرف علت سے لپٹے ہوئے ہوتے ہیں؛ اس لئے اس کو "لفیف" کہتے ہیں۔

• مقرون "ملے ہوئے" کو کہتے ہیں اور اس میں بھی حروف اصلی کے مقابلے میں دو حرف علت ملے ہوئے ہوتے ہیں؛ اس وجہ سے اس کو "مقرون" کہا جاتا ہے۔

• مفروق کا معنی ہوتا ہے "جدا کیا ہوا"، چونکہ اس کے حروف اصلی کے مقابلے میں حرف علت جدا ہوتے ہیں؛ اس لئے اس کو "مفروق" کہا جاتا ہے

• ان ہفت اقسام کے لغوی معانی کو اس شعر میں پرو دیا گیا ہے:

صحیح تندرست و مثال مانند　　　مہموز کو زپشت و مضاعف دوچند

اجوف میان خالی لفیف پیچند　　　ناقص دم بریدہ ہمہ را پسند

• حروف علت تین ہیں: واؤ، الف، یاء۔ جن کا مجموعہ "وای" ہے۔

• علت لغت میں "بیماری" کو کہتے ہیں، مریضوں کی زبان سے اکثر و بیشتر تکلیف کی وجہ سے "وای، وای" کا لفظ نکلتا رہتا ہے اور یہ "وای" واو الف اور یاء کا مجموعہ ہے؛ اس لئے ان کو "حروف علت" کہتے ہیں۔ جیسا کہ شاعر نے کہا ہے:

حرف علت نام کردم واو الف و یائے را　　　ہر کہ را دردے رسد ناچار گوید وائے را

چونکہ عجمی در مصیبت زود گوید ہائے ہائے ہمچناں عربی بوقت ضرر گوید وای وای

- حروف علت حرکات ثلاثہ کی درازی (لمبا کرنے) سے پیدا ہوتے ہیں، یعنی ضمہ کی درازی سے "واو"، فتحہ کی درازی سے "الف" اور کسرے کی درازی سے "یاء" پیدا ہوتی ہے؛ اسی لیے صرفی "واوٗ" کو اختِ ضمہ، "الف" کو اختِ فتحہ اور "یاء" کو اختِ کسرہ کہتے ہیں۔
- حروف علت کو "اُم الزوائد" بھی کہتے ہیں؛ کیونکہ بوقت زیادتی یہی حروف زیادہ استعمال ہوتے ہیں۔
- اگر حروف علت ساکن ہوں اور ان سے پہلے حرف کی حرکت ان کے موافق ہو تو "حروف مدہ" کہلاتے ہیں۔ واؤ کے موافق "ضمہ"، یاء کے موافق "کسرہ" اور الف کے موافق "فتحہ" ہے۔ جیسے "أُوْتِيْنَا".
- اگر حروف علت سے ماقبل حرف کی حرکت مخالف ہو تو اس کو "حروف لین" کہتے ہیں۔ جیسے "خَوْفٌ، صَيْفٌ".
- مدہ کے معنی ہے "کھینچنا" یہ حروف بھی حرکات کے کھینچنے سے پیدا ہوتے ہیں؛ اس لئے اس کو "حروف مدہ" کہتے ہیں۔
- لین کا معنی ہے "نرم"، چونکہ یہ حروف بھی ماقبل حرکت کے مخالف ہونے کی وجہ سے نرمی سے ادا ہوتے ہیں؛ اس لئے ان کو "حروف لین" کہتے ہیں۔
- اس تقسیم میں صرفیوں کی آراء مختلف ہیں۔ علامہ ابن حاجب نے اسم و فعل کی حروف کی صحت و سقم کے اعتبار سے دو قسمیں بنائی ہیں: (1)۔ صحیح، (2)۔ معتل۔ صحیح میں مہموز و مضاعف دونوں داخل ہیں اور معتل میں چار مثال، اجوف ناقص اور لفیف داخل ہیں۔[1]

صاحب علم الصیغہ، صاحب دستور المبتدی اور علامہ زرادی نے اسم و فعل کی حروف کی صحت و سقم کے اعتبار سے کل چار قسمیں بنائی ہیں: (1)۔ صحیح، (2)۔ مہموز، (3)۔ معتل، (4)۔ مضاعف، اور اصول کے اعتبار سے بھی کل یہی چار قسمیں بنتی ہیں۔ اور اگر فروع کا اعتبار کیا جائے تو کل دس قسمیں

(1) شرح الشافية: 32.

بنتی ہیں: (1)۔ مہموز الفاء، (2)۔ مہموز العین، (3)۔ مہموز اللام، (4)۔ مثال، (5)۔ اجوف، (6)۔ ناقص، (7)۔ مضاعف ثلاثی، (8)۔ مضاعف رباعی، (9)۔ لفیف مقرون، (10)۔ لفیف مفروق۔ جبکہ صاحب کتاب الصرف نے صحیح کو بھی شامل کر کے کل گیارا قسمیں بنائی ہیں۔ چنانچہ اکثر صرفیوں نے سات قسمیں بنائی ہیں۔

- نحویوں کی نظر کلمہ کے آخری حرکت پر ہوتی ہے؛ اس لئے وہ کلمہ کی صرف دو قسمیں بناتے ہیں: (1)۔ناقص، (2)۔ صحیح۔
- معتل کا معنی ہے "علت والا"، اور اس میں بھی علیل حروف (واؤ، الف اور یاء) موجود ہوتے ہیں؛ اس لئے اس کو "معتل" کہتے ہیں۔
- اسمائے متمکنہ اور افعال متصرفہ میں الف کبھی اصلی نہیں ہوتا، جب بھی آئے گا کسی حرف سے بدلا ہوا ہو گا؛ اس لئے مثال، اجوف اور ناقص الفی نہیں ہوتا، صرف "واوی" اور "یائی" ہوتا ہے۔
- ہفت اقسام میں معتل کی تغیر کو "اعلال" یا "تعلیل"، مہموز کے تغیر کو "تخفیف" اور مضاعف کے تغیر کو "ادغام" کہتے ہیں۔
- اجوف کو "ذوالثلاثہ" بھی کہتے ہیں؛ اس لئے کہ اس کی ماضی میں واحد متکلم کا صیغہ تین حرفی ہوتا ہے۔ جیسے "قُلْتُ".[1]
- ناقص کو "ذوالاربعہ" بھی کہتے ہیں؛ کیونکہ اس کی ماضی میں واحد متکلم کا صیغہ چار حرفی ہوتا ہے۔ جیسے "دَعَوْتُ".[2]
- مضاعف کو "اصم" بھی کہتے ہیں، اصم کا معنی ہے "سخت" ایک جنس کے دو حرف مکرر آنے کی وجہ سے اس میں "شدت" اور "سختی" پائی جاتی ہے؛ اس لئے اس کو "اصم" کہتے ہیں۔

---

(1) شرح الشافية: 34.

(2) شرح الشافية: 35.

• الف واؤ اور یاء کو "حروف علت"، جبکہ باقی تمام حروف تہجی کو "حروف صحیحہ" کہتے ہیں۔

• بعض حضرات کے نزدیک ہفت اقسام فعل کی طرح اسم میں بھی جاری ہوتے ہیں۔ جیسے: شَمْسٌ... أَمْرٌ... ذِئْبٌ... سَيْفٌ... ثَوْبٌ... جَدٌّ... دَلْوٌ... وَحْيٌ... حَيٌّ.[1]

تمرین

1۔ہفت اقسام میں سے ہر ایک کی تعریف مع المثال بیان کریں؟

2۔ ہر ایک کی وجہ تسمیہ ذکر کریں؟

3۔اس تقسیم میں صرفیوں کی اراء ذکر کریں؟

4۔ درج ذیل جملوں میں ہفت اقسام کی تعیین کریں اور صرفی تطبیق کریں:

﴿الْحَمْدُ للهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾.. ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾.. ﴿يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ﴾.. ﴿يَاأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ * قُمْ فَأَنْذِرْ﴾.. ﴿ذَرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا﴾.. ﴿قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ﴾.. ﴿يُضِلُّ اللهُ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ﴾.. ﴿وَقِيلَ مَنْ رَاقٍ﴾.. ﴿إِنَّهَا تَرْمِي بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ﴾.. ﴿فَإِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيدُونِ﴾.. ﴿عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ * عَنِ النَّبَإِ الْعَظِيمِ﴾.. ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ﴾.. ﴿قَالَ اخْسَئُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ﴾.. ﴿وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ﴾.

حل شدہ مثال

"لَا يُكْرِمُ" لفظ کی دونوں قسموں (موضوع و مہمل) میں سے موضوع؛ اس لئے کہ لفظ با معنی ہے۔۔۔ مفرد مرکب میں سے مرکب؛ اس لئے کہ ایک سے زائد معنی پر دلالت کرتا ہے۔۔۔ اسم فعل حرف میں سے

---

(1) الصرف العربي: 19.

فعل؛ اس لئے کہ اس کا معنی دوسرے کلمے کے ملائے بغیر معلوم ہو رہا ہے۔۔۔ فعل متصرف اور غیر متصرف میں سے فعل متصرف؛ اس لئے کہ اس کے مصدر سے ماضی، مضارع اور امر تینوں استعمال ہوتے ہیں۔۔۔ فعل لازم اور متعدی میں فعل متعدی ہے؛ اس لئے کہ فاعل پر پورا نہیں ہوتا مفعول بہ کی ضرورت ہے۔۔۔ ماضی، مضارع اور امر میں سے فعل مضارع ہے؛ اس لئے کہ یہ موجودہ زمانہ میں کام پر دلالت کر رہا ہے۔۔۔ فعل مضارع مطلق اور مقید میں سے مطلق ہے؛ اس لئے کہ اس میں اس میں "لَنْ" وغیرہ کی قید نہیں ہے۔۔۔ معلوم ومجہول میں سے معلوم ہے؛ اس لئے کہ اس کا فاعل معلوم ہے۔۔۔ مثبت و منفی میں سے منفی ہے؛ اس لئے کہ کام کے نہ کرنے پر دلالت کر رہا ہے۔۔۔ واحد مذکر غائب ہے؛ اس لئے کہ اس کا معنی ہے وہ ایک مرد اکرام نہیں کرتا۔۔۔ ثلاثی اور رباعی میں ثلاثی ہے؛ اس لئے کہ حروف اصلی تین ہیں۔۔۔ مجرد و مزید میں سے مزید ہے؛ اس لئے کہ ماضی میں حروف اصلی کے علاوہ زائد حرف ہمزہ موجود ہے۔۔۔ ہفت اقسام میں سے صحیح ہے؛ اس لئے کہ اس کے حروف اصلی میں ہمزہ، حرف علت اور دو حرف ایک جنس کے نہیں ہے۔

فصل چہارم

ابواب[1]

باب لغت میں "دروازے" کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں ثلاثی مجرد کے فعل ماضی اور فعل مضارع کے صیغہ واحد مذکر غائب کے مجموعے کو اور غیر ثلاثی مجرد میں مصدر کے وزن کو "باب" کہتے ہیں۔

قواعد و فوائد

- ثلاثی مجرد کے ابواب میں عقلی احتمالات نو(9) ہیں؛ اس لئے کہ ثلاثی مجرد کے مصدر سے بننے والے ماضی کے تین وزن ہیں: "فَعَلَ، فَعِلَ، فَعُلَ". اور مضارع کے بھی تین وزن ہیں: "يَفْعَلُ، يَفْعِلُ، يَفْعُلُ" تین کو تین میں ضرب دینے سے نو(9) صورتیں بنتی ہیں۔
- ان نو(9) صورتوں میں تین صورتیں کلام عرب میں نہیں پائی جاتی، چنانچہ وہ یہ ہیں: فَعِلَ يَفْعُلُ، فَعُلَ يَفْعَلُ، فَعُلَ يَفْعِلَ.
- ثلاثی مجرد کے چھ ابواب مستعمل ہیں، ان کو "شش اقسام ثلاثی مجرد" کہا جاتا ہے۔
- ثلاثی مجرد کے چھ ابواب میں سے تین ابواب میں ماضی اور مضارع کے عین کلمہ کی حرکت مختلف ہے "نَصَرَ، سَمِعَ، ضَرَبَ" ان کو صرفی حضرات "اصول الابواب" یا "ام الابواب" کہتے ہیں۔
- ثلاثی مجرد کے تین ابواب میں ماضی اور مضارع کے عین کلمہ کی حرکت یکساں ہیں، وہ یہ ہیں: "مَنَعَ، حَسِبَ، شَرُفَ" ان کو قلیل الاستعمال ہونے کی وجہ سے "فروع الابواب" کہتے ہیں۔
- ثلاثی مجرد کے ابواب میں جن کا وزن زیادہ استعمال ہوتا ہے ان کو "مطرد" اور جن کا وزن کم استعمال

---

(1) المستقصي في علم التصريف: 273، دروس التصريف: 54، شذّ العرف في فن الصرف: 61، علم الصيغة: 35.

ہوتا ہے ان کو "شاذ" کہتے ہیں۔[1]

- صاحب منشعب کے نزدیک ثلاثی مجرد کے کل آٹھ ابواب ہیں، جن میں سے تین شاذ ہیں، وہ یہ ہیں: "فَعِلَ يَفْعُلُ" جیسے "فَضِلَ يَفْضُلُ"، "فَعَلَ يَفْعِلَ" جیسے "كَادَ يَكَادُ" اور "فَعِلَ يَفْعِلُ" جیسے "حَسِبَ يَحْسِبُ".
- تداخل لغت میں "ملانے" کو کہتے ہیں اور علم صرف کی اصطلاح میں ایک باب کی ماضی لے کر دوسرے باب کے مضارع کے ساتھ ملا دینا۔
- "فَعِلَ يَفْعُلُ" یعنی "فَضِلَ يَفْضُلُ" اور "فَعَلَ يَفْعَلَ" یعنی "كَادَ يَكَادُ" جمہور کے نزدیک مستقل ابواب نہیں ہے بلکہ تداخل کے قبیل سے ہیں، یعنی "فَضِلَ يَفْضُلُ" کی ماضی "سَمِعَ" سے اور مضارع "نَصَرَ" سے لے کر پڑھا گیا۔ ایسے ہی "كَادَ يَكَادُ" کی ماضی "نَصَرَ" سے اور مضارع "سَمِعَ" سے ملا کر پڑھا گیا ہے۔ اسی طرح "نَعِمَ يَنْعُمُ" اس کی ماضی "سَمِعَ" اور مضارع "كَرُمَ" سے آپس میں ملا کر پڑھا گیا۔
- "كَادَ يَكَادُ" اجوف واوی اور یائی دونوں سے آتا ہے، اجوف واوی ہونے کی صورت میں باب "سَمِعَ" اور "نَصَرَ" دونوں سے استعمال ہوتا ہے، اجوف یائی ہونے کی صورت میں صرف "سَمِعَ" سے استعمال ہوتا ہے البتہ "ضَرَبَ" کے باب سے دوسرے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔
- "نَعِمَ يَنْعُمُ" ثلاثی مجرد کے تمام ابواب سے استعمال ہوتا ہے لیکن "حَسِبَ، سَمِعَ" اور "كَرُمَ" میں ان کا استعمال زیادہ ہے۔
- بعض صرفیوں کے نزدیک چند افعال ایسے ہیں جو "سَمِعَ" اور "حَسِبَ" دونوں سے مستعمل ہیں لیکن "سَمِعَ" سے ان کا استعمال زیادہ راجح اور قرین قیاس ہے، وہ افعال یہ ہیں:

"حَسِبَ، نَعِمَ، يَئِسَ، يَبِسَ، بَئِسَ".

---

(1) میزان ومنشعب: 56.

● ثلاثی مجرد کے چھ ابواب ہیں۔ ثلاثی مزید فیہ بے ہمزہ وصل کے پانچ ابواب اور باہمزہ وصل کے نو ابواب ہیں، رباعی مجرد اور رباعی مزید فیہ بے ہمزہ وصل کا ایک ایک باب اور رباعی مزید فیہ باہمزہ وصل کے دو باب ہیں، اس طرح کل چوبیس (24) ابواب بنتے ہیں۔

● ثلاثی مزید فیہ کے وہ ابواب جن کے شروع میں ہمزہ وصلی نہیں ہے وہ پانچ یہ ہیں: (1)۔باب افعال، (2)۔باب تفعیل، (3)۔باب مفاعلہ، (4)۔باب تفعل، (5)۔باب تفاعل۔

● ثلاثی مزید فیہ کے وہ ابواب جن کے شروع میں ہمزہ وصلی ہے وہ نو ہیں: (1)۔ باب افتعال، (2)۔باب انفعال، (3)۔ باب استفعال، (4)۔ باب افعلال، (5)۔ باب افعیعال، (6)۔ افعیلال، (7)۔ باب افعوّال، (8)۔باب افعل، (9)۔باب افاعل۔

● رباعی مجرد اور رباعی مزید فیہ بے ہمزہ وصل کا ایک ایک باب ہے، جیسے باب فعللہ اور باب تفعلل۔

● رباعی مزید فیہ باہمزہ وصل کے دو ابواب ہیں: باب افعنلال، اور باب افعلّال۔

● باب افعال کے شروع میں آنے ولا ہمزہ قطعی ہوتا ہے۔

● باب افعال، تفعیل، مفاعلہ اور فعللہ کے مضارع معلوم میں حروف اتین مضموم استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے "يُكْرِمُ، يُصَرِّفُ، يُضَارِبُ، يُدَحْرِجُ".

● ان پانچ ابواب کے علاوہ باقی تمام ابواب کے مضارع معلوم میں حروف اتین مفتوح استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے "يَنْصَرِفُ، يَكْتَسِبُ" وغیرہ۔

● باب تفعل، تفاعل اور تفعلل کے مضارع معلوم میں ماقبل آخر ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے۔ جیسے "يَتَصَرَّفُ، يَتَضَارَبُ، يَتَدَحْرَجُ".

● غیر ثلاثی مجرد میں ان تین ابواب کے علاوہ باقی تمام ابواب میں مضارع معلوم کا ماقبل آخر مکسور ہوتا ہے۔ جیسے "يَنْصَرِفُ، يُكْرِمُ" وغیرہ۔

● جن ابواب کے ماضی کے شروع میں ہمزہ وصل آتا ہے وہ مضارع میں حذف ہو جاتا ہے۔ جیسے

"اِجْتَنَبَ" سے "يَجْتَنِبُ" وغیرہ۔

- باب افعال کا ہمزہ اگرچہ قطعی ہوتا ہے مگر وہ بھی مضارع میں گر جاتا ہے۔ جیسے "أَكْرَمَ" سے "يُكْرِمُ".
- ثلاثی مجرد کے شروع یا وسط میں دو یا تین حرف بڑھانے سے ثلاثی مزید فیہ کے ابواب بنتے ہیں۔
- وہ ابواب جو ایک حرف بڑھانے سے بنتے ہیں۔ وہ تین ہیں:[1]

(1)۔ باب افعال ثلاثی مجرد کے ماضی کے شروع میں ہمزہ بڑھانے سے بنتا ہے۔ جیسے "كَرُمَ" سے "أَكْرَمَ".

(2)۔ عین کلمہ مشدّد کرنے سے بنتا ہے۔ جیسے "كَرُمَ" سے "كَرَّمَ".

(3)۔ مفاعلہ فاء کلمہ کے بعد الف بڑھانے سے بنتا ہے۔ جیسے "ضَرَبَ" سے "ضَارَبَ".

- وہ ابواب جو دو حروف بڑھانے سے بنتے ہیں۔ وہ پانچ ہیں:

(1)۔ تفعُّل مجرد کے شروع میں "تاء" لگانے اور عین کلمہ مشدد کرنے سے بنتا ہے۔ جیسے "صَرَفَ" سے "تَصَرَّفَ".

(2)۔ تفاعل مجرد کے شروع میں "تاء" اور فاء کلمہ کے بعد "الف" لگانے سے بنتا ہے۔ جیسے "ضَرَبَ" سے "تَضَارَبَ".

(3)۔ افتعال مجرد کے شروع میں "ہمزہ" اور فاء کلمہ کے بعد "تاء" لگانے سے بنتا ہے۔ جیسے "كَسَبَ" سے "اِكْتَسَبَ".

(4)۔ انفعال مجرد کے شروع میں "ہمزہ" اور "نون" بڑھانے سے بنتا ہے۔ جیسے "صَرَفَ" سے "اِنْصَرَفَ".

(5)۔ افعلال مجرد کے شروع میں "ہمزہ" اور لام کو مشدد کرنے سے بنتا ہے۔ جیسے "حَمَرَ" سے "اِحْمَرَّ".

---

(1) شذّ العرف في فن الصرف: 73.

● مزید کے وہ افعال جو مجرد میں تین حروف زیادہ کرنے سے بنتے ہیں چار ہیں:

(1)۔ افعیلال مجرد کے شروع میں "ہمزہ" اور عین کلمہ کے بعد "الف" زیادہ کرنے اور لام کو مشدد کرنے سے بنتا ہے۔ جیسے "دَهَمَ" سے "اِدْهَامَّ".

(2)۔ استفعال مجرد کے شروع میں "الف، سین، تاء" لگانے سے بنتا ہے۔ جیسے "نَصَرَ" سے "اِسْتَنْصَرَ".

(3)۔ افعیعال مجرد کے شروع میں "ہمزہ" اور عین کلمے کے بعد "واوَ" اور عین کلمے کو مکرر کرنے سے بنتا ہے۔ جیس "حَدَبَ" سے "اِحْدَوْدَبَ".

(4)۔ افعوّال مجرد کے شروع میں "ہمزہ" لگانے اور عین کلمے کے بعد "واوَ" مشدد کرنے سے بنتا ہے۔ جیس "جَلَذَ" سے "اِجْلَوَّذَ".

● رباعی مزید فیہ بھی رباعی مجرد میں ایک یا دو حرف بڑھانے سے بنتے ہیں۔

● وہ باب جو ایک حرف بڑھانے سے بنتا ہے وہ ایک ہے۔ جیسے "دَحْرَجَ" سے "تَدَحْرَجَ" شروع میں "تاء" بڑھانے سے بنتا ہے۔

● وہ باب جو شروع میں دو حرف بڑھانے سے بنتے ہیں، وہ دو ہیں:

(1)۔ افعنلال رباعی مجرد کے شروع میں "الف" اور عین کلمے کے بعد "نون" لگانے سے بنتا ہے۔ جیسے "حَرْجَمَ" سے "اِحْرَنْجَمَ".

(2)۔ افعلّال رباعی مجرد کے شروع میں "الف" اور لام کلمے کو مشدد کرنے سے بنتا ہے۔ جیسے "قَشْعَرَ" سے "اِقْشَعَرَّ".

تمرین

1۔ باب کا لغوی اور اصطلاحی معنی بیان کریں؟
2۔ ثلاثی مجرد کے ابواب میں عقلی احتمالات ذکر کریں اور مستعمل ابواب کی تعداد بیان کریں؟
3۔ ثلاثی مجرد کے کن ابواب کی ماضی اور مضارع کی حرکت مختلف اور کن ابواب کی حرکت یکساں ہیں؟
4۔ مطرد اور شاذ ابواب کسے کہتے ہیں؟
5۔ تداخل کا لغوی اور اصطلاحی معنی ذکر کریں، نیز بتائیں کہ ثلاثی مجرد کے کون سے ابواب تداخل میں داخل ہیں؟
6۔ ثلاثی مجرد ومزید اور رباعی مجرد ومزید ابواب کی کل تعداد کتنی ہے؟
7۔ ثلاثی مزید فیہ باہمزہ وصل اور بے ہمزہ وصل ابواب کون کونسے ہیں؟
8۔ ثلاثی مزید اور رباعی مزید کے ابواب کس سے بنتے ہیں اور کیسے بنتے ہیں؟
9۔ درج ذیل کلمات کے ابواب بتائیں اور صرفی تطبیق کریں۔

أَكْرَمَ ... يُكَرِّمُ... تَضَارَبَ... اِنْصَرَفَ... يَكْتَسِبُ... تَتَصَرَّفُ... تَحْمَرُّ... اِحْدَوْدَبَ... اِقْشِعْرَارٌ ... دَحْرَجَ... تَدَحْرَجَ... بَاعَ... اِثَّابَتَ... اِزَّرَقَ... اِطْمَئِنَّ... طَأْطَأَ... تَتَعْتَعَ... اِثْبَّتَ... يَحْرَنْجِمُ... اِسْتَخْرَجَ.

حل شدہ مثال

"قَدْ ضَرَبَ"، "ضَرَبَ" لفظ کی دونوں قسموں (موضوع و مہمل) میں سے موضوع؛ اس لئے کہ لفظ بامعنی ہے۔۔۔ مفرد و مرکب میں سے مرکب؛ اس لئے کہ ایک سے زائد معنی پر دلالت کرتا ہے۔۔۔ مفرد کا دوسرا نام کلمہ ہے۔۔۔ اسم، فعل اور حرف میں سے فعل؛ اس لئے کہ اس کا معنی دوسرے کلمے کے ملائے بغیر معلوم ہو رہا ہے۔۔۔ فعل متصرف اور غیر متصرف میں سے فعل متصرف؛ اس لئے کہ اس کے مصدر سے ماضی، مضارع اور امر تینوں استعمال ہوتے ہیں۔۔۔ فعل لازم اور متعدی میں سے فعل متعدی ہے؛ اس لئے کہ

فاعل پر پورا نہیں ہوتا مفعول بہ کی ضرورت ہے۔۔۔ماضی مضارع اور امر میں سے فعل ماضی ہے؛اس لئے کہ زمانہ گزشتہ سے تعلق رکھتا ہے۔۔۔ماضی کے چھ اقسام میں سے ماضی قریب ہے؛اس لئے کہ قریب کے گزرے ہوئے زمانہ میں ایک کام پر دلالت کرتا ہے۔۔۔ مثبت اور منفی میں سے مثبت ہے؛اس لئے کہ کام کے کرنے پر دلالت کر رہا ہے۔۔۔ معروف اور مجہول میں سے معروف ہے؛اس لئے کہ اس کی نسبت فاعل کی طرف ہے۔۔۔ ثلاثی اور رباعی میں سے ثلاثی ہے؛اس لئے کہ اس کے حروف اصلی تین ہیں۔۔۔ مجرد و مزید میں سے مجرد ہے؛اس لئے کہ اس میں حروف اصلی کے علاوہ کوئی حرف زائد نہیں ہے۔۔۔ مطرد اور شاذ میں سے مطرد ہے؛اس لئے کہ اس کا وزن زیادہ استعمال ہوتا ہے۔۔۔ مجرد کے چھ ابواب میں سے باب "ضَرَبَ"؛ اس لئے کہ اس کی ماضی مفتوح العین اور مضارع مکسور العین ہے۔۔۔ ہفت اقسام میں سے صحیح؛اس لئے کہ اس کے حروف اصلی میں ہمزہ، حرف علت اور دو حرف ایک جنس کے نہیں ہے۔

فصل پنجم

الحاق کا بیان[1]

الإلْحاق: "جعل مثال على مثال أزيد ليعامل معاملته".

کسی کلمے کے حروف میں اس لئے زیادتی کرنا کہ وہ دوسرے کلمے کے ہم وزن ہو جائے، اس کو "الحاق" کہتے ہیں۔

قواعد و فوائد

● جس کلمہ میں اضافہ کیا جائے اسے "مُلحَق" اور جس کے ساتھ الحاق مقصود ہو اس کو "مُلحَق بہٖ" کہتے ہیں۔ مثلا "جَلَبَ" سے "جَلْبَبَ"، اس میں "جَلَبَ" ملحَق، "جَلْبَبَ" ملحق بہٖ اور اس فعل و عمل کو "الحاق" کہتے ہیں۔

● ملحق بہ کے تمام احکامات ملحق پر لاگو ہوتے ہیں۔

● الحاق کے لئے ایک شرط یہ ہے کہ ملحق اور ملحق بہ کا مصدر باہم متحد اور ایک ہو۔ جیسے "جَلَبَ" سے "جَلْبَبَ"؛ لہذا "أَكْرَمَ، يُكْرِمُ" اگرچہ "دَحْرَجَ، يُدَحْرِجُ" کے وزن پر ہیں مگر دونوں کا مصدر مختلف ہے؛ اس لئے اس کو "ملحق برباعی" نہیں کہیں گے۔

● الحاق کے لئے دوسری شرط یہ ہے کہ کلمے میں حرف کی زیادتی غیر قیاسی اور کسی معنی کے لئے نہ ہو بلکہ صرف ایک کلمہ کو دوسرے کے ہم وزن کرنے کے لئے ہو؛ لہذا اسم تفضیل میں ہمزہ کی زیادتی اسم ظرف اور اسم الہ میں میم کی زیادتی غیر قیاسی نہیں ہے بلکہ قاعدے اور قیاس کے مطابق ہوتی ہے؛ اس

---

(1) شرح الشافية: 52، دروس التصريف: 85، علم الصيغة: 43.

لئے ان کو ملحق نہیں کہیں گے۔[1]

● الحاق میں وزن سے مراد وزن صوری ہے، جس میں حروف اصلی کا اعتبار نہیں ہوتا بلکہ موزون کلمہ کی صرف حرکات وسکنات کا اعتبار ہوتا ہے۔ جیسے "ضَوَارِبُ" کا وزن صرفی "فَوَاعِلُ" ہے، لیکن وزن صوری "مَفَاعِلُ" ہے؛لہذا "أَكْرَمَ" وزن صوری کے اعتبار سے "دَحْرَجَ" کا ہم وزن ہے؛ کیونکہ "أَكْرَمَ" کا وزن صوری "فَعْلَلَ" ہے۔

● ثلاثی مزید فیہ کی دو قسمیں ہیں: (1)۔ ملحق،(2)۔ غیر ملحق۔

(1)۔ ملحق اسے کہتے ہیں جو حرف کی زیادتی کی وجہ سے رباعی کے وزن پر ہو جائے اور اس میں ملحق بہ کے علاوہ دوسرا معنی نہ ہو۔ جیسے "جَلْبَبَ".

(2)۔ غیر ملحق اسے کہتے ہیں کہ جو رباعی کے وزن پر نہ ہو۔ جیسے "اِكْتَسَبَ"، یا رباعی کے وزن پر تو ہو لیکن اس میں دوسرا معنی (تعدیہ) موجود ہو۔ جیسے "أَكْرَمَ".

● غیر ملحق کو "مطلق" بھی کہتے ہیں۔

● ملحق برباعی کے سولہ ابواب ہیں، جن میں سات وہ ابواب ہیں جو "دَحْرَجَ" کے ساتھ ملحق ہیں۔ وہ درج ذیل ہیں:جحل

(1)۔"فعللہ" ثلاثی مجرد میں "لام" کلمہ دوبارلانے سے بنتاہے۔ جیسے "جَلَبَ" سے "جَلْبَبَ".

(2)۔""فیعلہ "فاء" کلمے کے بعد "یاء" بڑھانے سے بنتاہے۔ جیسے "خَعَلَ" سے "خَيْعَلَ".

(3)۔"فوعلہ" مجرد میں "فاء" کلمہ کے بعد "واؤ" بڑھانے سے بنتاہے۔ جیسے "جَرَبَ" سے "جَوْرَبَ".

(4)۔"فعنلة" "عین" کلمے کے بعد "نون" بڑھانے سے بنتاہے۔ جیسے "قَلَسَ" سے "قَلْنَسَ".

---

(1) شرح الشافية: 53.

(5)۔"فعيلة""عين"کلمے کے بعد"یاء"بڑھانے سے بنتا ہے۔جیسے"شَرُفَ"سے "شَرْيَفَ".

(6)۔ "فعولة" "عين"کلمے کے بعد"واؤ"بڑھانے سے بنتا ہے۔جیسے"سَرَلَ"سے "سَرْوَلَ".

(7)۔"فعلاة" مجرد میں"لام"کلمے کے بعد"یاء"بڑھانے سے بنتا ہے۔جیسے"قَلَسَ"سے "قَلْسیٰ".

● وہ ابواب جو "تَدَحْرَجَ"کے ساتھ ملحق ہیں وہ آٹھ ہیں:

(1)۔"تفعلل"مجرد کے شروع میں"تاء"بڑھانے اور"لام"کلمہ دوبار لانے سے بنتا ہے۔جیسے "جَلَبَ"سے "تَجَلْبَبَ".

(2)۔"تفيعل"مجرد کے شروع میں"تاء"اور"فاء"کلمہ کے بعد"یاء"زیادہ کرنے سے بنتا ہے۔ جیسے"خَعَلَ"سے "تَخَيْعَلَ".

(3)۔"تفوعل"مجرد کے شروع میں"تاء"اور"فاء"کلمہ کے بعد"واؤ"بڑھانے سے بنتا ہے۔ جیسے"جَرَبَ"سے "تَجَوْرَبَ".

(4)۔"تفعنل"مجرد کے شروع میں"تاء" اور عین کلمے بعد"نون"بڑھانے سے بنتا ہے۔جیسے "قَلَسَ" سے"تَقَلْنَسَ".

(5)۔"تفعيل"مجرد کے شروع میں"تاء"اور"عين"کلمے کے بعد"یاء"بڑھانے سے بنتا ہے۔ جیسے"شَرُفَ"سے "تَشَرْيَفَ".

(6)۔"تفعول"مجرد کے شروع میں"تاء"اور"عين"کلمے کے بعد"واؤ"بڑھانے سے بنتا ہے۔ جیسے"سَرَلَ"سے "تَسَرْوَلَ".

(7)۔"تفعلی"مجرد کے شروع میں"تاء"اور"لام"کلمے کے بعد"یاء"بڑھانے سے بنتا ہے۔ جیسے"قَلَسَ"سے "تَقَلْسیٰ".

(8)۔ "تمفعل" مجرد کے شروع میں "فاء" کلمہ سے پہلے "تاء و میم" زائد ہے۔ جیسے "سَکَنَ" سے "تَمَسْکَنَ".

● وہ ابواب جو "اِحْرَنْجَمَ" کے ساتھ ملحق ہیں، وہ دو ہیں:

(1)۔ "افعنلال" مجرد کے شروع میں ہمزہ وصل، عین کلمے کے بعد "نون" اور "لام" کلمہ دوبار بڑھانے سے بنتا ہے۔ جیسے "قَعَسَ" سے "اِقْعَنْسَسَ".

(2)۔ "افعنلاء" مجرد کے شروع میں ہمزہ وصل، عین کلمے کے بعد "نون" اور آخر میں "یاء" بڑھانے سے بنتا ہے۔ جیسے "سَلَقَ" سے "اِسْلَنْقٰی".

● باب افعلال کے ساتھ ملحق صرف ایک ہی باب ہے: "افوعلال" اس میں "فاء" کلمے کے بعد "واوٗ" اور تکرار لام زائد ہے۔ جیسے "کَهَدَ" سے "اَکْوَهَدَ".

● اکثر علمائے صرف باب "تمفعل" کو ملحق نہیں مانتے؛ اس لئے کہ ان کے نزدیک الحاق کے لئے بجز تاء کے کوئی حرف فاء کلمے سے پہلے زائد نہیں کیا جاتا، جبکہ صاحب علم الصیغہ ملحق ہونے کے قائل ہیں۔

● صاحب منشعب کے نزدیک یہ باب شاذ از قبیل غلط ہے اور "ہدایۃ الصرف" میں اس باب کو رباعی مزید فیہ میں شمار کیا گیا ہے۔

● صاحب شافیہ نے باب "تفاعُل" اور "تفعل" کو بھی ملحقات میں شامل کیا ہے۔

تمرین

1۔ الحاق کا لغوی اور اصطلاحی معنی ذکر کریں؟

2۔ ملحق اور ملحق بہ کی تعریف مع المثال بیان کریں؟

3۔ الحاق کی شرائط ذکر کریں؟

4۔ ملحق اور غیر ملحق کی تعریفیں ذکر کریں؟

5۔ الحاق میں وزن سے کون ساوزن مراد ہے؟

6۔ ملحق برباعی کے کتنے اوزان ہیں تفصیلا بیان کریں؟

7۔ درج ذیل کلمات میں ملحق، ملحق بہ اور غیر ملحق کی تعیین کر کے صرفی تطبیق کریں۔

جَلَبَ... يَسَرْوَلُ... صَيطَرُ... يُجَلْبِبُ... تَشْرِيْفُ... جَوْرَبَ... يُقَلْنِسُ... يُجَوْرِبُ... أَكْرَمَ... اِجْتَنَبَ... اِنْصَرَفَ... يَكْتَسِبُ... قَلَسَ... يُصَيْطِرُ... تَجَلْبَبَ... يَتَسَرْوَلُ... تَشَيْطَنَ... تَقَلْنَسَ... تَمَسْكَنَ... اِقْثَنْسَشَ... اِسْلَنْقٰى... كَرَّمَ... تَصَرَّفَ... يَتَضَارَبُ... اِكْوَهَدَّ... خَعَلَ... خَيْعَلَ... تَخَيْعَلَ.

حل شدہ مثال

"يُكْرِمُ" لفظ کی دونوں قسموں (موضوع و مہمل) میں سے موضوع؛ اس لئے کہ لفظ بامعنی ہے۔۔۔ مفرد مرکب میں سے مرکب؛ اس لئے کہ ایک سے زائد معنی پر دلالت کرتا ہے۔۔۔ اسم، فعل اور حرف میں سے فعل؛ اس لئے کہ اس کا معنی دوسرے کلمے کے ملائے بغیر معلوم ہو رہا ہے۔۔۔ فعل متصرف اور غیر متصرف میں سے فعل متصرف؛ اس لئے کہ اس کے مصدر سے ماضی، مضارع اور امر تینوں استعمال ہوتے ہیں۔۔۔ فعل لازم اور متعدی میں سے فعل متعدی ہے؛ اس لئے کہ فاعل پر پورا نہیں ہوتا مفعول بہ کی ضرورت ہے۔۔۔ ماضی، مضارع اور امر میں سے فعل مضارع ہے؛ اس لئے کہ یہ موجودہ زمانہ میں کام پر دلالت کر رہا ہے۔۔۔ فعل مضارع مطلق اور مقید میں مطلق ہے؛ اس لئے کہ اس میں اس میں "لَنْ" وغیرہ کی قید نہیں ہے۔۔۔ معلوم و مجہول میں سے معلوم ہے؛ اس لئے کہ اس کا فاعل معلوم ہے۔۔۔ مثبت و منفی میں سے منفی ہے؛ اس لئے کہ کام کے نہ کرنے پر دلالت کر رہا

ہے۔۔۔ تثنیہ مذکر غائب ہے؛اس لئے کہ اس کا معنی ہے دونوں مرد اکرام نہیں کرتے۔۔۔ ثلاثی اور رباعی میں ثلاثی ہے؛اس لئے کہ حروف اصلی تین ہیں۔۔۔ مجرد ومزید میں مزید ہے؛اس لئے کہ ماضی میں حروف اصلی کے علاوہ زائد حرف ہمزہ موجود ہے۔۔۔ ملحق برباعی اور غیر ملحق میں سے غیر ملحق ہے؛اس لئے کہ اگرچہ حرف کی زیادتی سے رباعی کے وزن پر تو ہو گیا لیکن اس میں دوسرا معنی پایا جاتا ہے۔۔۔ باہمزہ وصل اور بے ہمزہ وصل میں سے بے ہمزہ وصل ہے؛اس لئے کہ اس کے شروع میں ہمزہ وصل نہیں ہے۔۔۔ بے ہمزہ وصل کے ابواب میں سے باب افعال ہے؛اس لئے کہ اس کے ماضی کے شروع میں ہمزہ قطعی ہے۔۔۔ ہفت اقسام میں صحیح؛ اس لئے کہ اس کے حروف اصلی میں ہمزہ، حرف علت اور دو حرف ایک جنس کے نہیں ہے۔

فصل ششم

چند اہم اصطلاحات[1]

تعلیل

"هُوَ تَغْيِيْرُ حَرْفِ الْعِلَّةِ لِلتَّخْفِيْفِ بِقَلْبِه أَوْ إِسْكَانِه أَوْ حَذْفِه".

کلمہ میں خفت پیدا کرنے کے لئے حرف علت میں تبدیلی کرنا، خواہ وہ تبدیلی قلب کے ذریعے ہو یا اسکان و حذف کے ذریعے ہو۔

ابدال

"جَعْلُ مُطْلَقِ حَرْفٍ مَكَانَ آخَرَ".

ایک حرف کو دوسرے حرف کی جگہ رکھنا حرف علت ہو یا نہ ہو۔

حذف

کسی حرف کو گرا دینا۔

ادغام

"أَنْ تَأْتِيَ بِحَرْفَيْنِ سَاكِنٍ فَمُتَحَرِّكٌ مِنْ مَّخْرَجٍ وَّاحِدٍ مِنْ غَيْرِ فَصْلٍ".

تخفیف

کلمہ کو ہلکا بنا دینا۔

قواعد و فوائد

- بدل کی دو قسمیں ہیں: (1)۔ اصلی حرف سے بدلا ہو۔ جیسے "قَوْلٌ" سے "قَالَ"، (2)۔ زائد حرف

---

(1) شذّ العرف في فن الصرف: 200، الصرف العربي: 218.

سے بدل ہو۔ جیسے "ضَارِبٌ" سے "ضُوَیْرِبٌ".

● اسکان کی بھی دو قسمیں ہیں: (1)۔ اسکان بحذف حرکت یعنی کسی حرف سے حرکت حذف کرکے ساکن کر دینا۔ جیسے "یَدْعُوُ" سے "یَدْعُوْ"، (2)۔ اسکان بنقل حرکت، یعنی ایک حرف سے دوسرے حرف کی طرف حرکت نقل کرنا۔ جیسے "یَقْوُلُ" سے "یَقُوْلُ".

● حذف دو طرح کا ہوتا ہے: (1)۔ زائد حرف کا حذف کرنا۔ جیسے "یُأَکْرِمُ" سے "یُکْرِمُ"، (2)۔ اصلی حرف کا حذف کرنا۔ جیسے "یَوْعِدُ" سے "یَعِدُ".

● کبھی کلمہ سے دو حرف اصلی حذف کر دیئے جاتے ہیں۔ جیسے "یَقِيْ" سے "قِهْ"، اور اسی "یَوْقِيْ" سے "لَمْ یَقِ".

● ادغام کبھی متجانسین کا ہوتا ہے، جیسے "فَرَرَ" سے "فَرَّ" اور کبھی متقاربین کا ہوتا ہے۔ "وَعَدْتَ" سے "وَعَتَّ".

● تخفیف کی کئی صورتیں ہیں: (1)۔ تخفیف بالابدال، (2)۔ تخفیف بحذف الحرکت، (3)۔ تخفیف بنقل الحرکت۔

● ہفت اقسام میں سے صحیح میں اسکان، ابدال، حذف اور ادغام چاروں جاری ہوتے ہیں۔ اسکان کی مثال، جیسے "لَمْ یَضْرِبْ"، ابدال کی مثال، جیسے "اِخْتَصَمَ" سے "اِخْصَصَمَ"، حذف کی مثال، جیسے "یُأَکْرِمُ" سے "یُکْرِمُ"، ادغام کی مثال، جیسے "اِخْصَصَمَ" سے "خَصَّمَ".

● مہموز چونکہ ثقیل ہوتا ہے؛ اس لئے اس میں صرف تخفیف کی تین صورتیں جاری ہوتی ہیں۔ (1)۔ تخفیف بالابدال، جیسے "أَءْمَنَ" سے "آمَنَ"، (2)۔ تخفیف بنقل الحرکت، جیسے "یَسْئَلُ" سے "یَسَلُ"، (3)۔ تخفیف بالحذف، جیسے "یَسْئَلُ" سے "یَسَلُ".

● مضاعف میں ادغام، ابدال اور حذف تینوں واقع ہوتی ہیں، ادغام کی مثال، جیسے "مَدَدَ" سے "مَدَّ"،

ابدال کی مثال، جیسے: "قِیْرَاطٌ" جو کہ دراصل "قِرْرَاطٌ" تھے، حذف کی مثال، جیسے "قَرَنَ" جو کہ اصل میں "اِقْرَرَنَ" تھا۔

● مثال، اجوف، ناقص اور لفیف میں تعلیل کی تینوں صورتیں ابدال، اسکان اور حذف واقع ہوتی ہیں۔

● حذف تیرہ (13) امور کی وجہ سے کیا جاتا ہے:

(1)۔ حروف علت پر ضمہ اور کسرہ دشوار ہونے کی وجہ سے "تَدْعُوْنَ" میں "واوَ" اور "تَرْمِیْنَ" میں "یاء" حذف ہو گئی ہے۔

(2)۔ عامل جازم کی وجہ سے، جیسے "لَمْ یَدْعُ" میں "واوَ" "لَمْ" عامل جازم کی وجہ سے حذف ہو گئی ہے۔

(3)۔ عامل ناصب کی وجہ سے، جیسے "لَنْ یَّضْرِبَا، لَنْ یَّضْرِبُوْا" میں "نون اعرابی" عامل ناصب "لَنْ" کی وجہ سے حذف ہو گیا ہے۔

(4)۔ اضافت کی وجہ سے، جیسے "غُلَامَا زَیْدٍ" میں "نون تثنیہ" اور "ضَارِبُوْ بَکْرٍ" میں "نون جمع" اضافت کی وجہ سے حذف ہو گیا ہے۔

(5)۔ کثرتِ استعمال کی وجہ سے، جیسے "لَمْ یَكُ"، "لَا أَدْرِيْ" پہلی مثال میں "کاف" اور دوسری مثال میں "یاء" کثرتِ استعمال کی وجہ سے حذف ہو گئی ہے۔

(6)۔ ترخیم کی وجہ سے، جیسے "یَا حَارِ" میں "ثاء" ترخیم کی وجہ سے حذف ہو گئی ہے۔

(7)۔ تصغیر کی وجہ سے، جیسے "سَفَرْجَلُ" کی تصغیر "سُفَیْرَجُ" میں تصغیر کی وجہ سے "لام" حذف ہو گیا ہے۔

(8)۔ جمع تکسیر کی وجہ سے، جیسے "سَفَرْجَلُ" کی جمع تکسیر "سَفَارِجُ" میں "لام" جمع تکسیر کی وجہ سے حذف ہو گیا ہے۔

(9)۔ نسبت کرنے کی وجہ سے، جیسے "حَنَفِيٌّ" میں "أَبُوْ حَنِيْفَةَ" کی طرف نسبت ہے، اس میں نسبت کرنے کی وجہ سے پہلا جزء یعنی "أَبُوْ" پورا اور دوسرے جزء سے "تاء تانیث" حذف ہوگئی ہے۔

(10)۔ ترکیب یعنی دو کلموں کو ملا کر ایک کرنے کی وجہ سے، جیسے "عَبْدُ الشَّمْسِ" سے "عَبْشَمِي".

(11)۔ اجتماع ساکنین کی وجہ سے، جیسے "دَاعٍ" میں "واوَ" اور "قَاضٍ" میں "یاء" حذف ہوگیا ہے۔

(12)۔ تخفیف کی وجہ سے، جیسے "بَيْنٌ" اور "لَيْنٌ" یہ اصل میں "بَيِّنٌ" اور "لَيِّنٌ" تھے تخفیف کی غرض سے ایک ایک "یاء" کو حذف کر دیا گیا۔

(13)۔ اکتفاء یعنی محذوف کے مقابلے میں مذکور کو کافی سمجھنے کی وجہ سے، جیسے "حَتَّامَ، مَتَامَ، إِلَامَ" جو کہ اصل میں "حَتّٰى مَا، مَتٰى مَا، إِلٰى مَا" تھے۔

● حذف کبھی کسی سبب کی وجہ سے ہوتا ہے، جیسے کہ مثال، اجوف اور ناقص وغیرہ میں ہوتا ہے۔ اور کبھی بغیر کسی سبب کے ہوتا ہے اور یہ بھی کلام عرب میں بکثرت پایا جاتا ہے۔ چند مشہور کلمات درج ذیل ہیں:

(1)۔ "شَفَةٌ" اصل میں "شَفْهَةٌ" تھا، (2)۔ "فَمٌ" اصل میں "فُوْهٌ" تھا، (3)۔ "شَاةٌ" جو کہ اصل میں "شَوْهَةٌ" تھا، (4)۔ "يَدٌ" اصل میں "يَدَوٌ" تھا، (5)۔ "دَمٌ" اصل میں "دَمَوٌ" تھا، (6)۔ "أَبٌ" اصل میں "أَبَوٌ" تھا، (7)۔ "أَخٌ" اصل میں "أَخَوٌ" تھا۔

● ابدال چار مقاصد کے لئے کیا جاتا ہے:

(1)۔ ادغام کے لئے، جیسے "اِرْكَبْ مَّعَنَا" اس میں ادغام کرنے کے لئے "باء" کو "میم" سے بدلا گیا۔

(2)۔ ثِقَل دور کرنے کے لئے یعنی ہلکا حرف اختیار کرنے کے لئے ابدال کیا جاتا ہے۔ جیسے "دَارٌ" کی جمع "أَدْؤُرٌ" جو کہ اصل میں "أَدْوُرٌ" تھا، تخفیف کے لئے "واوَ" کو "ہمزہ" سے تبدیل کیا گیا۔

(3)۔ ثقیل حرف کو اخف حرف کی صورت کے ہم جنس کرنے کے لئے ابدال کیا جاتا ہے۔

جیسے "اِزْدَجَرَ" جو کہ اصل میں "اِزْتَجَرَ" تھا، "زاء" کے قریب کرنے کے لئے "تاء" کو "دال" سے تبدیل کیا گیا۔

(4)۔ تکرار سے بچنے کے لئے بھی ایک حرف کو تبدیل کیا جاتا ہے۔ جیسے "دَهْدَيْتُ الْحَجَرَ" (میں نے پتھر لڑھکایا) یہ اصل میں "دَهْدَهْتُ الْحَجَرَ" تھا، تکرار سے بچنے کے لئے "ہاء" کو "یاء" سے تبدیل کیا گیا۔

- جو حرف کسی دوسرے حرف کی جگہ رکھا جائے وہ اصل کا غیر ہو۔
- حرف بدل اصل حرف کی جگہ ہو، یعنی اگر اصل فاء کلمہ ہے تو حرف بدل بھی فاء کلمہ ہو گا، اگر اصل حرف عین کلمہ ہو تو حرف بدل بھی عین کلمہ ہو۔

تمرین

1۔ درج ذیل اصطلاحات کی تعریفات بیان کریں:

تعلیل۔ حذف۔ ادغام۔ تخفیف۔

2۔ ہفت اقسام میں اسکان، ابدال، حذف اور ادغام کا انطباق کریں؟

3۔ حذف کی وجوہات بیان کریں؟

4۔ حذف بلا اسباب کی مثالیں ذکر کریں؟

5۔ ابدال کن مقاد کے لیے کیا جاتا ہے؟

6۔ درج ذیل صیغوں میں اسکان، حذف ابدال اور ادغام کی تعیین کریں۔

لَمْ يَضْرِبْ... لَمْ تَنْصُرُوْا... قَالَ... يَخَافُ... خِفْ... يُكْرِمُ... عِدْ... قِهْ... يَعِدُ... اِزْدَجَرَ... اِذَّكَرَ... أَخٌ... فَمٌ... يَدٌ...شَفَةٌ... دَاعٍ... قَاضٍ...حَنَفِيٌّ... سُفَيْرِجُ... قُلْ... مَدَّ... يَفِرُّوْنَ... يَعَضُّ... يَقِيْ... آمَنَ... دَعَا.

فصل ہفتم

اسم ضمیر کا بیان[1]

"الْمُضْمَرُ: مَا وُضِعَ لِمُتَكَلِّمٍ أَوْ مُخَاطَبٍ أَوْ غَائِبٍ تَقَدَّمَ ذِكْرُهُ لَفْظًا أَوْ مَعْنًا أَوْ حُكْمًا".[2]

اسم ضمیر وہ اسم ہے کہ جس میں متکلم مخاطب یا غائب کا حال بیان کیا جائے۔ جیسے "أَنَا، نَحْنُ، أَنْتَ" وغیرہ ماسوائے ان سب کے اسم ظاہر ہیں۔

پھر اسم ضمیر کی تین قسمیں ہیں: (1)۔ مرفوع،(2)۔ منصوب،(3)۔ مجرور

مرفوع کی دو قسمیں ہیں:(1)۔ مرفوع متصل،(2)۔ مرفوع منفصل

مرفوع متصل: وہ ضمیر ہوتی ہے جو اپنے عامل کے ساتھ ملی ہوئی ہو اور ترکیب میں فاعل وغیرہ واقع ہو۔ جیسے

ضَرَبَ	ضَرَبَا	ضَرَبُوْا	ضَرَبَتْ	ضَرَبَتَا	ضَرَبْنَ	ضَرَبْتَ	ضَرَبْتُمَا
ضَرَبْتُمْ	ضَرَبْتِ	ضَرَبْتُمَا	ضَرَبْتُنَّ	ضَرَبْتُ	ضَرَبْنَا		

ضمیر مرفوع منفصل: وہ ضمیر ہوتی ہے جو اپنے عامل سے جدا ہو اور ترکیب میں فاعل وغیرہ واقع ہو۔ جیسے

هُوَ	هُمَا	هُمْ	هِيَ	هُمَا	هُنَّ	أَنْتَ	أَنْتُمَا
أَنْتُمْ	أَنْتِ	أَنْتُمَا	أَنْتُنَّ	أَنَا	نَحْنُ		

ضمیر مرفوع متصل کی دو قسمیں ہیں: (1)۔ بارز،(2)۔ مستتر

بارز: بارز کا لغوی معنی "ظاہر ہونے والا" ہے اور اصطلاح میں بارز وہ ضمیر ہوتی ہے جو فعل کے لام کلمہ

---

(1) شرح الرضي: 111، الارتشاف: 111، همع الهوامع: 194/1، شرح ابن عقيل: 89/1.

(2) شرح الرضي: 111.

سے ملی ہوئی ہو اور اس کے بغیر فعل تام نہ ہو۔ جیسے "ضَرَبَا، ضَرَبُوْا".

مستتر: لغت میں "چھپی ہوئی" کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں وہ ضمیر ہوتی ہے جو ظاہر نہ پڑھی جائے بلکہ اپنی طرف سے اعتبار کی جائے۔

مستتر کی دو قسمیں ہیں: (1)۔ واجب الاستتار، (2)۔ جائز الاستتار

واجب الاستتار: وہ ضمیر ہوتی ہے جو واحد مذکر مخاطب اور متکلم کے دونوں صیغوں میں آتی ہے۔

جائز الاستتار: وہ ضمیر ہوتی ہے جو فعلوں کے غائب اور غائبہ کے صیغوں میں آتی ہے اور صفات میں مطلقا، یعنی خواہ صیغہ مفرد ہو یا تثنیہ، جمع مذکر ہو یا جمع مؤنث، اس میں ضمیر خواہ متکلم کی ہو غائب کی ہو یا مخاطب کی۔

منصوب کی دو قسمیں ہیں: (1)۔ منصوب متصل، (2)۔ منصوب منفصل

منصوب متصل: وہ ضمیر ہوتی ہے جو اپنے عامل سے ملی ہوئی ہو اور یہ فعلوں، حروف مشبہ بالفعل اور اسمائے افعال کے بعد آتی ہے۔ جیسے "ضَرَبَهٗ، إِنَّهٗ، رُوَيْدَهٗ" وغیرہ۔

منصوب منفصل: وہ ضمیر ہوتی ہے جو اپنے عامل سے جدا ہو۔ جیسے "إِيَّاهُ، إِيَّاهُمَا" وغیرہ۔

ضمیر مجرور کی صرف ایک ہی قسم ہے: مجرور متصل۔

مجرور متصل وہ ضمیر ہوتی ہے جو حروف جارہ اور اسمائے مضاف کے بعد واقع ہو اور ترکیب میں مضاف الیہ واقع ہو۔ جیسے "لَهٗ، لَهُمَا" "غُلَامُكَ" وغیرہ۔[1]

قواعد و فوائد

- "مرفوع" فاعل کی علامت، "منصوب" مفعول کی اور "مجرور" مضاف الیہ کی علامت ہے۔
- وہ حروف جو "ضَرَبَ" کے آخر میں آتے ہیں سوائے تائے ساکنہ کے سب مرفوع متصل بارز ہیں۔
- ماضی کے علاوہ صیغہ واحدہ مؤنث مخاطبہ میں صرفیوں کا اختلاف ہے، جمہور کے نزدیک اس میں "یاء" ضمیر بارز

---

(1) قانونچه كامروي: 33.

ہوتی ہے، جبکہ بعض کے نزدیک اس میں ضمیر مستتر واجب الاستتار ہوتی ہے۔[1]

- حروف مشبہ بالفعل کل چھ ہیں: إِنَّ، أَنَّ، كَأَنَّ، لَيْتَ، لٰكِنَّ، لَعَلَّ.
- ان حروف کے بعد جو ضمیر آتی ہے وہ ہمیشہ منصوب متصل ہوتی ہے۔ مثلا:

إِنَّهٗ	إِنَّهُمَا	إِنَّهُمْ	إِنَّهَا	إِنَّهُمَا	إِنَّهُنَّ	إِنَّكَ	إِنَّكُمَا
إِنَّكُمْ	إِنَّكِ	إِنَّكُمَا	إِنَّكُنَّ	إِنَّنِيْ	إِنَّنَا		

- تمام ضمیریں مبنی ہوتی ہیں؛ کیونکہ یہ جمود میں حرف کے مشابہ ہوتی ہیں یہی وجہ ہے کہ ان کی تصغیر اور تثنیہ جمع نہیں آتا۔[2]
- بعض ضمیریں لفظوں میں ایک جیسی ہوتی ہیں۔ جیسے "ضَرَبْتُكَ، مَرَرْتُ بِكَ، إِنَّهٗ، لَهٗ".
- ضمائر میں لفظ "نَا، یَاء" اور "هُمْ" رفع، نصب اور جر تینوں کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ جیسے "نِلْنَا، إِنَّنَا، بِنَا، أَجِرْنِيْ، أَكْرِمْنِيْ، مَرَّ بِيْ، هُمْ قَائِمُوْنَ، أَكْرَمْتُهُمْ، لَهُمْ".
- ضمائر میں "الف"، "ن" اور "واؤ" مرفوع متصل میں غائب اور مخاطب کے لئے آتی ہیں۔ جیسے "ضَرَبَا، ضَرَبُوْا، ضَرَبْنَ، اِضْرِبَا، اِضْرِبُوْا، اِضْرِبِيْ".
- مضمرات مضمر کی جمع ہے ضمیر اور مضمر ایک ہی چیز ہے۔
- جس ضمیر کا مرجع متعین اور معلوم نہ ہو اس کو "ضمیر مبہم" کہتے ہیں۔
- مرفوع اور منصوب میں سے ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں سوائے مجرور کے وہ ایک قسم ہے۔ (1)۔ مرفوع متصل، (2)۔ مرفوع منفصل، (3)۔ منصوب متصل، (4)۔ منصوب منفصل، (5)۔ مجرور متصل۔
- جب فعل کے ساتھ "یائے متکلم" آئے تو اس سے پہلے "نون وقایہ" کا ہونا ضروری ہے، اس نون کا نام

---

(1) قانونچه كامروي: 33.

(2) شرح ابن عقيل: 92/1.

وقایہ اس لئے رکھا گیا ہے؛ کہ یہ فعل کو کسرہ سے بچاتا ہے۔ جیسے "أَكْرِمْنِيْ".

• جو ضمیر بغیر مرجع کے جملہ سے پہلے آئے اور جملہ اس کی تفسیر کرے اگر وہ ضمیر مذکر کی ہو تو اس کو "ضمیر شان" اور اگر مؤنث کی ہو تو اس کو "ضمیر قصہ" کہتے ہیں۔[1]

• ضمیر شان اور قصہ صرف مذکر غائب کی ضمیر ہوتی ہے، متکلم، مخاطب اور تثنیہ و جمع غائب کی ضمیریں ضمیر شان اور قصہ نہیں ہوتی۔

• ضمیر شان اور ضمیر قصہ جملہ خبریہ سے پہلے ہوتی ہے خواہ جملہ اسمیہ ہو یا فعلیہ۔ البتہ! جملہ انشائیہ سے پہلے نہیں ہوتی۔

• اگر ضمیر شان اور ضمیر قصہ مرفوع ہو تو اس کو حذف کرنا جائز نہیں۔

• ذات کے اعتبار سے ضمیر کی تین قسمیں ہیں: (1)۔ متکلم، (2)۔ مخاطب، (3)۔ غائب

صرفی حضرات پہلے غائب پھر مخاطب اور پھر متکلم کا اعتبار کرتے ہیں۔ جبکہ نحوی حضرات پہلے متکلم پھر مخاطب اور پھر غائب کا اعتبار کرتے ہیں۔

• ضمیر مجرور پر درج ذیل حروف داخل ہوتے ہیں: "باء، لام، مِنْ، فِيْ، عَلٰی، إِلٰی، رُبَّ، عَدَا".

• ضمیر فصل اس ضمیر کو کہتے ہیں جو مبتداء اور خبر کے درمیان آئے جبکہ وہ دونوں معرفہ ہوں۔ جیسے "زَيْدٌ هُوَ الْكَاتِبُ".[2]

• فعل ماضی کے دو صیغوں (واحد مذکر غائب اور واحدہ مؤنث غائبہ) میں ضمیر مستتر جائز الاستتار جبکہ باقی بارہ صیغوں میں ضمیر بارز ہوتی ہے۔

"ضَرَبَا" میں الف، "ضَرَبُوْا" میں واؤ، "ضَرَبَتَا" میں الف، "ضَرَبْنَ" میں نون، "ضَرَبْتَ" میں

---

(1) كافية: 34، شرح الرضي: 178.

(2) كافية: 33.

تاء مفتوحہ، "ضَرَبْتُمَا" میں "تمُا"، "ضَرَبْتُمْ" میں "تُمْ"، "ضَرَبْتِ" میں تاء مکسورہ، "ضَرَبْتُمَا" میں "تمُا"، "ضَرَبْتُنَّ" میں "تُنَّ"، "ضَرَبْتُ" میں تاء مضمومہ، "ضَرَبْنَا" میں "نَا".

• مضارع کے دو صیغوں (واحد مذکر غائب اور واحدہ مؤنث غائبہ) میں ضمیر مستتر جائز الاستتار ہوتی ہے۔ تین صیغوں (واحد مذکر مخاطب، واحد متکلم، اور جمع متکلم) میں ضمیر مستتر واجب الاستتار ہوتی ہے۔ نو(9) صیغوں میں ضمیر بارز ہوتی ہے، چار ان میں سے تثنیہ ہیں (تثنیہ مذکر غائب، تثنیہ مؤنث غائب، تثنیہ مذکر مخاطب، تثنیہ مؤنث مخاطب) ان چاروں میں "الف" ضمیر ہے۔ جمع مذکر غائب و مخاطب میں "واوْ" اور جمع مؤنث غائب و مخاطب میں "نون" ضمیر بارز ہے۔ واحدہ مؤنث مخاطب میں اختلاف ہے۔

• مضارع مجہول میں بھی مضارع معلوم کی طرح ضمائر نکالے جائیں گے۔

• فعل جحد، مضارع مؤکد بلن ناصبہ اور امر، نہی کو مضارع پر قیاس کیا جائے گا، یعنی "اِضْرِبْ" میں "أَنْتَ" ضمیر مستتر اور باقی صیغوں میں ضمیر بارز ہوتی ہے۔ "اِضْرِبِيْ" میں اختلاف ہے اکثر کے نزدیک اس میں "یاء" ضمیر بارز ہوتی ہے جبکہ بعض کے نزدیک اس میں "أَنْتِ" ضمیر مستتر ہوتی ہے۔

• امر غائب کے دو صیغوں (واحد مذکر غائب، واحدہ مؤنث غائبہ) میں ضمیر مستتر جائز الاستتار اور واحد و جمع متکلم میں ضمیر واجب الاستتار ہوتی ہے۔[1]

• اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ، اسم فعل بمعنی ماضی اور مبالغہ کے تمام صیغوں میں ضمیر مستتر ہوتی ہے، یعنی ان سے پہلے جو ضمیر ہوگی وہی ضمیر مستتر ان میں نکالی جائے گی، یہ ضمیریں تکلم، خطاب اور غائب ہونے میں ماقبل کے تابع ہوتی ہیں۔ مثلاً "أَنْتُمْ آكِلُوْنَ" میں "أَنْتُمْ"، "هُمْ آكِلُوْنَ" میں "هُمْ" اور "نَحْنُ آكِلُوْنَ" میں "نَحْنُ" ضمیر نکالی جائے گی۔

---

(1) امام جلال الدین سیوطیؒ نے اپنی کتاب "همع الهوامع" میں لکھا: "مشتقات میں اسم فعل بمعنی امر، اسم تفضیل اور فعل تعجب میں ضمیر مستتر واجب الاستتار ہوتی ہے"۔ (همع الهوامع: 244/1)

- اگر صیغہ صفاتی کے شروع میں اسم ظاہر ہو تو وہاں ہمیشہ غائب کی ضمیر نکالی جائے گی۔ جیسے "زَيْدٌ ضَارِبٌ".
- مصدر اسم ظرف اور اسم آلہ میں ضمائر نہیں ہوتے۔
- لام جارہ "یاء متکلم" کے علاوہ تمام حروف کے ساتھ مفتوح پڑھا جائے گا۔ جیسے "لَهُ، لَهُمَا".
- "عَلٰی" اور "إِلٰی" کے ساتھ "یاء" کی مناسبت سے غائب کی ضمائر کو کسرہ دے دیا جاتا ہے۔ جیسے "عَلَيْهِ، عَلَيْهِمَا، إِلَيْهِ، إِلَيْهِمَا".
- ضمیر اسم ظاہر کے قائم مقام ہوتا ہے اور اس کو کلام میں اختصار پیدا کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

تمرین

1۔ ضمیر کی تعریف اور اقسام بیان کریں؟

2۔ ضمیر متصل اور منفصل کے مقامات کا تعین کریں؟

3۔ ضمیر شان، قصہ ضمیر فصل اور ضمیر مبہم کی تعریفات ذکر کریں؟

4۔ ذات کے اعتبار سے ضمیر کی اقسام بیان کریں؟

5۔ ماضی، مضارع، صفات اور امر و نہی میں ضمائر کی تعیین کریں؟

6۔ درج ذیل الفاظ میں ضمائر کی تعیین کریں۔

﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾... ﴿اهْدِنَا﴾... ﴿أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ﴾... ﴿لَا رَيْبَ فِيهِ﴾... ﴿هُدًى لِلْمُتَّقِينَ﴾... ﴿يُؤْمِنُونَ﴾... ﴿يُقِيمُونَ﴾... ﴿عَلَى هُدًى مِنْ رَبِّهِمْ﴾... ﴿هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾... ﴿كَفَرُوا﴾... ﴿أَأَنْذَرْتَهُمْ﴾... ﴿أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللهِ﴾... ﴿لَمْ يَنْقُصُوكُمْ﴾... ﴿وَجَدْتُمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ وَاحْصُرُوهُمْ وَاقْعُدُوا لَهُمْ﴾... ﴿غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾... ﴿يُرْضُونَكُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ﴾... ﴿وَهُمْ بَدَءُوكُمْ﴾... ﴿قُلْ هُوَ اللهُ﴾... ﴿أُولَئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ﴾... ﴿وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا﴾... ﴿عَلِيمٌ﴾... ﴿حَكِيمٌ﴾...

هُمْ خَالِدُوْنَ... أَنَا... نَحْنُ... أَنْتَ...ضَرَبَةٌ... ضَرَّابٌ...مَنْصُوْرٌ... مَكْتُوْبٌ... إِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ... هَيْهَاتَ... شَتَّانَ... رُوَيْدَ... بَلْهَ... هَلُمَّ... دُوْنَكَ...

فصل ہشتم

اسم فعل کا بیان

"هُوَ عندَ النُّحاةِ اسمٌ يَكونُ بمعنَى الأَمْرِ أو المَاضيْ".

اسم فعل اس اسم کو کہتے ہیں جو امر یا ماضی کے معنی میں ہو۔

اسم فعل کی تین قسمیں ہیں

1۔اسم الفعل الماضی: وہ اسم جو فعل ماضی کے معنی میں ہو۔ جیسے "هَيْهَاتَ" بمعنی "بَعُدَ" اور "شَتَّانَ" بمعنی "اِفْتَرَقَ".

2۔اسم الفعل المضارع: اس اسم کو کہتے ہیں جو فعل مضارع کے معنی میں ہو۔ جیسے "أُفٍّ" بمعنی "أَتَضَجَّرُ".

3۔اسم الفعل الامر: اس اسم کو کہتے ہیں جو امر پر دلالت کرتا ہو۔ جیسے "صَهٍ" بمعنی "اُسْكُتْ".

قواعد وفوائد

- بناوٹ کے لحاظ سے اسماء افعال کی دو قسمیں ہیں: (1)۔قیاسی، (2)۔سماعی

1۔اسم فعل قیاسی: اسے کہتے ہیں جس کے لئے قاعدہ مقرر ہو۔

2۔اسم فعل سماعی: سماعی اسے کہتے ہیں جس کے لئے کوئی قانون اور قاعدہ مقرر نہ ہو بلکہ جس طرح اہل لسان سے سنا گیا ہو اسی طرح ادا ہو۔ پھر اسم فعل سماعی کی دو قسمیں ہیں: (1)۔مرتجل، (2)۔منقول

1۔مرتجل: اس کلمہ کو کہتے ہیں جس کو ابتداء سے اسم فعل کے لئے وضع کیا گیا ہو۔ جیسے "صَهٍ، هَيْهَاتَ، أُفٍّ" وغیرہ۔

2۔ منقول: وہ کلمہ ہے جس کی وضع کسی اور معنی کے لئے ہو لیکن پھر اس کا استعمال اسم فعل میں کیا جانے لگا ہو۔ جیسے "عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ" میں "عَلَيْكُمْ"، "أَلْزِمُوْا" کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

• اسم فعل قیاسی کے لئے قانون یہ ہے کہ فعال کے وزن پر اسم فَعل بمعنی امر بنایا جائے بشرطیکہ اس میں تین شرائط موجود ہوں: (1)۔ فعل ثلاثی ہو، (2)۔ متصرف ہو جامد (بِئْسَ، نِعْمَ وغیرہ) نہ ہو، 3۔ تام ہو ناقص (ظَلَّ، بَاتَ، كَانَ وغیرہ) نہ ہو۔ جیسے "عَمَالَ، وَصَالَ" اور "تَرَاكِ" یہ تینوں اسمائے افعال فعال کے وزن پر "عَمَلَ، وَصَلَ" اور "تَرَكَ" سے بنائے گئے ہیں اور ان افعال میں تینوں شرائط موجود ہیں۔ ان کو "معدول" بھی کہتے ہیں۔

• اسمائے افعال میں منقول اور معدول صرف امر کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جبکہ اسم فعل مرتجل ماضی، مضارع اور امر سب معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

• تمام اسماء افعال ہمیشہ مبنی ہوتے ہیں۔

• اسم فعل کا ایک ہی صیغہ مذکر و مؤنث، واحد، تثنیہ جمع سب کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے "صَهٍ يَا غُلَامُ، صَهٍ يَا غُلَامَانِ، صَهٍ يَا غِلْمَانُ".

• جن اسماء افعال کے ساتھ کاف خطاب کا ملحق ہو وہ اسماء افعال مخاطب کے اعتبار سے بدلتے ہیں۔ جیسے "عَلَيْكَ نَفْسَكَ، عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ، عَلَيْكُنَّ أَنْفُسَكُنَّ".

• اسم فعل بمعنی ماضی کا فاعل اسم ظاہر اور ضمیر دونوں ہو سکتے ہیں۔ جیسے "هَيْهَاتَ بُلُوْغَ الْأَمَانِيْ بِالتَّمَنِيْ"، "الْمَنْزِلُ هَيْهَاتَ".

• اسم فعل بمعنی مضارع اور امر کا فاعل ہمیشہ ضمیر مستتر واجب الاستتار ہوتا ہے۔

• اسم فعل کا فاعل بدلتا رہتا ہے یعنی اس فعل کے مطابق ہوتا ہے جس کے معنی میں اس فعل استعمال ہوا ہو۔ جیسے "أُفٍّ مِّنْ تَبَرُّجِ النِّسَاءِ" اور "صَهٍ يَا تَلَامِذَ الدَّرْسِ إِذَا بَدَأَ الدَّرْسَ"۔ پہلی مثال میں

"أَنْتَ"ضمیر مستتر ہے جبکہ دوسری میں "أَنْتُمْ"ضمیر مستتر ہے۔

- اسماء افعال انہی افعال والا عمل کرتے ہیں جن افعال پر وہ دلالت کرتے ہیں اگر وہ افعال لازمی ہیں تو اسم فعل لازمی والا عمل کرے گا اگر متعدی ہو تو متعدی والا عمل کرے گا۔
- اسم فعل اپنے فاعل کے ساتھ جملہ فعلیہ کے حکم میں ہوتا ہے یعنی جملہ فعلیہ کی طرح صفت حال صلہ وغیرہ واقع ہوتا ہے۔
- اسمائے افعال کا معمول ان سے پہلے نہیں آسکتا بلکہ ہمیشہ بعد میں آتا ہے۔
- اسمائے افعال کے بعد جو کاف خطاب ملحق ہوتا ہے اس کا کوئی اعرابی محل نہیں ہوتا۔
- وہ اسمائے افعال جن پر تنوین آتی ہے وہ نکرہ اور جن پر تنوین نہیں آتی وہ معرفہ کہلاتے ہیں چنانچہ جو کبھی منون اور کبھی غیر منون ہوتے ہیں تو منون ہونے کی صورت میں نکرہ اور غیر منون ہونے کی صورت میں معرفہ کہلاتے ہیں۔
- اہم اور مشہور اسمائے افعال درج ذیل ہیں:

اسم فعل	زمانہ	معنی	اسم فعل	زمانہ	معنی
إِلَيْكَ كَذَا	امر	خُذْ	صَهٍ	امر	أُسْكُتْ
عَلَيْكَ	امر	أَلْزِمْ	إِلَيَّ	امر	أَقْبِلْ
إِلَيْكَ	امر	تَنَحَّ	أَمَامَكَ	امر	تَقَدَّمْ
هَلُمَّ كَذَا	امر	أَحْضِرْ	حَيَّ	امر	تَعَالْ
هَلُمَّ إِلَيَّ	امر	تَعَالْ	هَيْتَ	امر	تَعَالْ
دُوْنَكَ	امر	خُذْ	هَلَّا	امر	تَعَالْ
آمِيْنْ	امر	اسْتَجِبْ	هَلْ	امر	تَعَالْ
حَيَّهَلْ	امر	أَقْبِلْ، عَجِّلْ	هَيْهَاتَ	ماضی	بَعُدَ

مَهْ	امر	اُكْفُفْ	شَتَّانَ	ماضی	اِفْتَرَقَ
مَكَانَكَ	امر	اثْبُتْ	سَرْعَانَ	ماضی	سَرَعَ
هَاكَ	امر	خُذْ	وَيْ	مضارع	أَتَعَجَّبُ
بَلْهَ	امر	اُتْرُكْ	آهٍ	مضارع	أَتَوَجَّعُ
دَعْ دَعْ	امر	قُمْ	أَوْهِ	مضارع	أَتَأَلَّمُ

تمرین

1۔اسم فعل کی تعریف مع المثال ذکر کریں؟

2۔اسمائے افعال کی اقسام تفصیلا بیان کریں؟

3۔درج ذیل کلمات اسمائے افعال کی کس قسم سے تعلق رکھتے ہیں:

شَتَّانَ، بَلْهَ، صَهٍ، أَمَامَكَ، هِيْتِ، هَلاَّ، هَلْ، حَيَّ، سَرْعَانَ.

4۔درج ذیل جملوں میں اسمائے افعال میں سے معدول منقول اور مرتجل کی تعیین کریں۔

﴿وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَكُمَا﴾... ﴿قَدْ يَعْلَمُ اللهُ الْمُعَوِّقِينَ مِنْكُمْ﴾... ﴿عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ﴾... ﴿فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ﴾... ﴿وَيْكَأَنَّ اللهَ﴾... ﴿هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوعَدُونَ﴾

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: «إِذَا قَالَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ: صَهٍ، فَقَدْ لَغَا»

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا قَالَ أَحَدُكُمْ: آمِينَ، وَقَالَتِ المَلاَئِكَةُ فِي السَّمَاءِ: آمِينَ، فَوَافَقَتْ إِحْدَاهُمَا الأُخْرَى غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

أَمَامَكُمْ أَمَامَكُمْ أَيُّهَا الْمُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ... رُوَيْدَكَ أَيُّهَا الْمُتَعَلِّمُ... فَمَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ جُمْلَةً فَاتَهُ جُمْلَةً... عَمَالَ لِلْمَوْتِ قَبْلَ نُزُوْلِهِ... وَصَالَ مَنْ قَطَعَكَ... تَرَاكِ الْمُرَاءَ وَإِنْ كُنْتَ مُحِقًّا.

فصل نہم

اسم تصغیر کا بیان[1]

تصغیر کسی اسم میں مخصوص مفہوم پیدا کرنے کے لئے پہلے حرف کو مضموم دوسرے حرف کو مفتوح اور تیسری جگہ یاء ساکنہ کا اضافہ کرنے کو "اسم تصغیر" کہتے ہیں۔

قواعد و فوائد

- تصغیر کے لئے کلمہ کا اسم ہونا ضروری ہے فعل اور حرف کی تصغیر نہیں ہو سکتی۔
- جس کلمہ کی تصغیر کرنی ہو اس کے لئے معرب کا ہونا ضروری ہے مبنی کی تصغیر نہیں ہو سکتی، البتہ اسمائے اشارہ اور اسمائے موصولہ میں سے چند اسماء کی تصغیر شذوذا منقول ہے۔
- وہ اسماء جو قابل تعظیم ہوں مثلا اللہ تعالی کے اسمائے حسنی اور انبیاء کرام کے نام وغیرہ کی تصغیر بھی نہیں ہو سکتی۔
- جو صیغہ اصل وضع کے اعتبار سے ہی تصغیر کے وزن پر ہو اس کی تصغیر نہیں ہو سکتی۔
- وہ اسماء جو در حقیقت مصغر تو نہیں ہے، لیکن تصغیر کے وزن کے مشابہ ہوں تو ایسے اسماء کی تصغیر بھی نہیں ہو سکتی۔ جیسے "مُسَيْطِرٌ، مُهَيْمِنٌ، مُصَيْرِفٌ" وغیرہ۔ مذکورہ اسماء باب "فَيْعَلَ" سے اسم فاعل کے صیغے ہیں جو کہ "مُفَيْعِلٌ" کے وزن پر آتے ہیں اور یہ وزن تصغیر کے اوزان میں سے "فُعَيْعِلٌ" کا

(1) الارتشاف: 301، شرح الشافية: 189، المستقصي في علم التصريف: 927، شذّالعرف في فن الصرف: 172، الصرف العربي: 191، اللباب في علل البناء والإعراب: 158/2، ألفية ابن مالك: 68، الأصول في النحو: 37/3، الكتاب لسيبويه: 415/3، همع الهوامع: 377، شرح ابن عقيل: 139/4.

وزن صوری بنتا ہے، اس مشابہت کی وجہ سے ان اسماء سے بھی اسم مصغر نہیں بنایا جاسکتا۔[1]

- درج ذیل اسماء کی تصغیر بنانا درست نہیں:

"غَيْرَ، سِوٰى، الْفِطْرُ، الْأَضْحٰى، حَسْبُ، أَحَدٌ" اسماء الشہور(شوال، رمضان وغیرہ) اسماء الاُسبوع (الجمعة، السبت وغیرہ) "كُلٌّ، بَعْضُ، أَيُّ، ظروفِ غیر متمکنہ، اسمائے محکیہ، فعل کا عمل کرنے والے اسماء(اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ) اور جمع کثرت۔

- کسی اسم کا اسم تصغیر درج ذیل فوائد کے لئے کیا جاتا ہے:[2]

(1)۔۔۔ تصغیر: کسی چیز کا وجود اور حجم چھوٹا ظاہر کرنے کے لئے اس کا تصغیر نکالا جاتا ہے۔ جیسے "كِتَابٌ" سے "كُتَيِّبٌ" (چھوٹی کتاب) اور "كَاتِبٌ" کی اسم تصغیر "كُوَيْتِبٌ" (چھوٹا کاتب)

(2)۔۔۔ تقلیل: کبھی تصغیر کا مقصد تقلیل یعنی قِلَّت ظاہر کرنا ہوتا ہے۔ جیسے "دُرَيْهِمَاتٌ" (تھوڑے سے درہم)

(3)۔۔۔ تحقیر: بعض دفعہ کسی کی شان گھٹانے کے لئے بھی تصغیر کا سہارا لیا جاتا ہے۔ جیسے "شَاعِرٌ" کی تصغیر "شُوَيْعِرٌ" (چھوٹا شاعر)

(4)۔۔۔ تقریب: کبھی اسم زمان یا مکان کی تصغیر سے قربت کا فائدہ حاصل کیا جاتا ہے۔ جیسے "قُبَيْلَ الْعَصْرِ" (عصر سے تھوڑی دیر پہلے) "دُوَيْنَ الْمِنْبَرِ" (منبر سے کچھ پیچھے)

(5)۔۔۔ کبھی تصغیر سے مقصود کسی نام میں محبت اور پیار والا معنی پیدا کرنا ہوتا ہے۔ جیسے "ابْنٌ" سے (پیارے بیٹے) "بُنَيَّةٌ" (پیاری بیٹی) "أَخٌ"، سے "أُخَيَّةٌ".

---

(1) المستقصي في علم التصريف: 944.
(2) المستقصي في علم التصريف: 929.

- اگر یائے تصغیر کا مابعد آخری حرف ہو تو اس پر عامل کے مطابق اعراب جاری ہو گا۔ جیسے "حُسَيْنٌ، سُهَيْلٌ".
- اگر یائے تصغیر کا مابعد کلمہ کا آخری حرف نہ ہو تو اسے وجوبًا کسرہ دیا جائے گا۔ جیسے "ضُوَيْرِبٌ" وغیرہ۔
- اگر یائے تصغیر کا مابعد حرف کسی علامت تانیث کے ساتھ متصل ہو تو اس کو فتحہ دینا واجب ہے۔ جیسے "أُمَيَّةٌ، عُيَيْنَةٌ، حُمَيْرَاءُ".
- اسم تصغیر کے تین اوزان ہیں: (1)۔ "فُعَيْلٌ" جیسے "حُسَيْنٌ"، (2)۔ "فُعَيْعِلٌ" جیسے "جُعَيْفِرٌ"، (3)۔ "فُعَيْعِيْلٌ" جیسے "عُصَيْفِيْرٌ".[1]
- تین حرفی اسم کی تصغیر "فُعَيْلٌ" کے وزن پر آتی ہے۔ جیسے "حَسَنٌ، سَهْلٌ، فَضْلٌ" کی تصغیر "حُسَيْنٌ، فُضَيْلٌ، سُهَيْلٌ" آتی ہے۔
- چار حرفی اسم کی تصغیر "فُعَيْعِلٌ" کے وزن پر آتی ہے۔ جیسے "جَعْفَرٌ، زَيْنَبُ، مَنْصَرٌ" کی تصغیر "جُعَيْفِرٌ، زُيَيْنِبٌ، مُنَيْصِرٌ" آتی ہے۔
- پانچ حرفی اسم کی تصغیر "فُعَيْعِيْلٌ" کے وزن پر آتی ہے۔ جیسے "عُصْفُوْرٌ، مِصْبَاحٌ، مَقْتُوْلٌ" کی تصغیر "مُصَيْبِيْحٌ، عُصَيْفِيْرٌ، مُقَيْتِيْلٌ" آتی ہے۔
- اگر اسم پانچ حرفی ہو اور پانچوں حروف اصلی ہوں تو اس کی تصغیر بناتے وقت اس کے پانچویں حرف کو ساقط کر کے "فُعَيْعِلٌ" کے وزن پر بنائیں گے۔ جیسے "فَرَزْدَقٌ، سَفَرْجَلٌ" سے "فُرَيْزِدٌ" اور "سُفَيْرِجٌ".
- اگر پانچ حرفی اسم میں کوئی حرف زائد ہو تو پانچویں حرف کے ساتھ اس کو بھی حذف کریں گے۔ جیسے "عِنْدَلِيْبٌ" سے "عُنَيْدِلٌ"، باء کے ساتھ یائے مدہ کو بھی حذف کر دیا گیا۔

---

(1) شذّ العرف في فن الصرف: 173.

• اگر کوئی اسم چار حرفی ہو، چوتھا حرف صحیح ہو اور ایک حرف زائد ہو تو اس حرف زائد کو حذف کر کے "فُعَيْعِلٌ" کے وزن پر تصغیر بنائی جائے گی۔ جیسے "مُدَحْرَجٌ، غَضَنْفَرٌ" کی تصغیر "دُحَيْرِجٌ، غُضَيْفَرٌ" آئے گی۔

• اگر کسی اسم میں دو یا دو سے زائد حروف زائدہ ہوں تو جو حروف حذف کے زیادہ حقدار ہیں ان کو حذف کر کے چار حرفی اصل نکالیں گے اور "فُعَيْعِلٌ" کے وزن پر تصغیر لائیں گے۔ جیسے "مُقَاتِلُ" سے "مُقَيْتِلٌ".(1)

• جس اسم کے آخر میں الف مقصورہ چوتھی جگہ پر واقع ہو تو اس کی تصغیر بناتے وقت الف کو برقرار رکھیں گے اور اس کے ماقبل حرف کو موافقت کے لئے فتحہ کی حرکت دیں گے۔ جیسے "ضُرْبىٰ" سے "ضُرَيْبى".(2)

• اگر کسی اسم کے آخر میں تاء تانیث ہو تو ایسے اسم کی تصغیر بناتے وقت "تاء" کو برحال رکھنا واجب ہے۔ جیسے "مُسْلِمَةٌ" سے "مُسَيْلِمَةٌ".

• اگر کسی اسم کے آخر میں الف ممدودہ بطور علامت تانیث کے ہو تو تصغیر بناتے وقت اسے برحال رکھنا واجب ہے۔ جیسے "حَمْرَاءُ" سے "حُمَيرَاءُ".

• اگر کسی اسم کا دوسرا حرف حرف علت ہو اور وہ کسی دوسرے حرف سے بدل کر آیا ہو تو اس اسم کی تصغیر بناتے وقت حرف علت کو اصل حرف سے بدلیں گے۔ جیسے "بَابٌ، قِيْمَةٌ" کی تصغیر "بُوَيْبٌ" اور "قُوَيْمَةٌ" آئے گی؛ کیونکہ یہ "الف" اور "یاء" "واؤ" ہی سے بدل کر آئے ہیں۔

• اگر حرف علت حرف صحیح سے بدل کر آیا ہو تو تصغیر بناتے وقت حرف صحیح کو واپس لانا واجب ہو گا۔ جیسے "دِيْنَارٌ" کی تصغیر "دُنَيْنِرٌ" آئی گی؛ اس لئے کہ "دِينَارٌ" اصل میں "دِنَّارٌ" تھا۔

---

(1) المستقصي في علم التصريف: 989.

(2) المستقصي في علم التصريف: 981، اللباب في علل البناء والإعراب: 161/2.

• اگر اس حرف علت کی اصل ہمزہ ہو تو تصغیر بناتے وقت اس کو "واوَ" سے بدلنا واجب ہے۔ جیسے "آمَالٌ، آبَالٌ" (جو کہ اصل میں "إِبِلٌ" اور "أَمَلٌ" تھے) کی تصغیر "أُوَيمَالٌ، أُوَيبَالٌ" آئے گی۔

• اگر اسم میں دوسری جگہ حرف علت ہو اور وہ زائد ہو تو تصغیر بناتے وقت اس کو "واوَ" سے بدلنا واجب ہے۔ جیسے "شَاعِرٌ، طَالِبٌ، خَاتِمٌ" کی تصغیر "شُوَيْعِرٌ، طُوَيْلِبٌ، خُوَيْتِمٌ" آئے گی۔

• جس اسم کا تیسرا حرف، حرف علت ہو اور وہ مشدّد نہ ہو تو ایسے اسم کی تصغیر بناتے وقت اس کو "یاء" سے بدلنا اور پھر "یاء" کو "یاء" میں ادغام واجب ہے۔ جیسے "رَحٰی، دَلْوٌ، جَمِيْلٌ" کی تصغیر "رُحَيَّةٌ، دُلَيَّةٌ، جُمَيْلٌ" آئے گی۔

• جس اسم کا تیسرا حرف "یائے مشدّد" ہو تو اس کی تصغیر بناتے وقت اس کو مخفف کرکے یائے تصغیر میں مدغم کرنا واجب ہے۔ جیسے "صَبِيٌّ، عَلِيٌّ، ذَكِيٌّ" اس کی تصغیر "صُبَيٌّ، عُلَيٌّ، ذُكَيٌّ" آئے گی۔

• جس اسم کا چوتھا حرف "یاء" ہو تو اس کو اپنے حال پر رکھا جائے گا اور اگر چوتھا حرف "الف" یا "واوَ" ہو تو تصغیر بناتے وقت اس کو "یاء" سے بدلنا واجب ہے۔ جیسے "مِفْتَاحٌ، مَكْتُوْبٌ، قِنْدِيْلٌ" سے "مُفَيْتِيحٌ، مُكَيْتِيبٌ، قُنَيْدِيْلٌ".

• جس اسم کا چوتھا حرف "یائے مشددہ" ہو تو تصغیر بناتے وقت اسے سلامت رکھا جائے گا اور "فُعَيْعِيْلٌ" کے وزن پر تصغیر لائی جائے گی۔ جیسے "كُرْسِيٌّ، مَرْمِيٌّ، مِصْرِيٌّ" کی تصغیر "كُرَيْسِيٌّ، مُرَيْمِيٌّ، مُصَيْرِيٌّ" آئے گی۔

• جس اسم کا کوئی حرف حذف ہوا ہو اور اس کے عوض ہمزہ وصلی لایا گیا ہو تو اس اسم کی تصغیر بناتے وقت ہمزہ کو حذف کرکے محذوف شدہ حرف کو واپس لایا جائے گا۔ جیسے "اِبْنٌ، اِبْنَةٌ، اِسْمٌ" کی تصغیر

"بُنَيٌّ، بُنَيَّةٌ، سُمَيٌّ" آئے گی۔[1]

• جس اسم کا کوئی حرف حذف ہوا ہو اور اس کے عوض ہمزہ وصلی کو نہ لایا گیا ہو تو تصغیر بناتے وقت محذوف حرف کو وجوبًا واپس لایا جائے گا۔ جیسے "عِدْ" سے "وُعَيْدٌ"، "قُلْ" سے "قُوَيْلٌ"، "دُمْ" سے "دُمَيٌّ"، "يَدٌ" سے "يُدَيَّةٌ"، "قِهْ" سے "وُقَيٌّ"، "لِهْ" سے "وُلَيٌّ" اور "رَهْ" سے "رُوَيٌّ".[2]

• ثلاثی مؤنث اسم جس کی "تاء" محذوف ہو تو اس کی تصغیر بناتے وقت اس کی "تاء" واپس لانا واجب ہے۔ جیسے "شَمْسٌ، هِنْدٌ، عَيْنٌ" کی تصغیر "شُمَيْسَةٌ، هُنَيْدَةٌ، عُيَيْنَةٌ" آتی ہے۔

• اگر کسی مذکر کا نام ثلاثی مؤنث پر رکھا گیا ہو تو اس کی تصغیر بناتے وقت جمہور کے نزدیک مدلول کی تذکیر و تانیث کا اعتبار ہو گا لفظ کا نہیں ہو گا، چنانچہ "نَارٌ، عَيْنٌ، أُذُنٌ" جو مؤنث اسماء ہیں، اگر کسی مذکر کا نام ان ناموں پر رکھ لیا جائے تو ان کی تصغیر جمہور کے نزدیک "نُوَيْرٌ، عُيَيْنٌ، أُذَيْنٌ" ہو گی۔

• اگر تصغیر نکالنے کے بعد مؤنث اسم پر کسی مذکر کا نام رکھا جائے تو اس صورت میں "تاء" واپس لائی جائے گی۔ جیسے "نُوَيْرَةٌ، عُيَيْنَةٌ".

• اگر کسی عورت کا نام ثلاثی مذکر اسم پر رکھا گیا ہو تو جمہور کے نزدیک تصغیر بناتے وقت تذکیر و تانیث میں اسم کے مدلول کا اعتبار کیا جائے گا اور مذکر اسم ہونے کے باوجود تائے تانیث کا اضافہ کیا جائے گا۔ جیسے "بَدْرٌ، سَعْدٌ، نَجْمٌ" اگر خواتین کے نام رکھ دیئے جائیں تو ان کی تصغیر "بُدَيْرَةٌ، سُعَيْدَةٌ، نُجَيْمَةٌ" آئے گی۔

• رباعی مؤنث اسم کی تصغیر بناتے وقت تائے تانیث کا اضافہ نہیں کیا جائے گا۔ جیسے "زَيْنَبُ، عَجُوزٌ"

---

(1) المستقصي في علم التصريف: 961.

(2) اللباب في علل البناء والإعراب: 164/2.

باوجود مؤنث اسماء ہونے کے ان کی تصغیر "زُيَيْنِبٌ، عُجَيِّزٌ" آئے گی۔

- مرکب اسنادی کی تصغیر بنتی ہی نہیں۔ جیسے "تَأَبَّطَ شَرًّا".
- مرکب اضافی اور منع صرف کی تصغیر کا طریقہ یہ ہے کہ ان کے پہلے جزو کی ضابطے کے مطابق تصغیر نکالی جائے اور دوسرے جزو کو اصلی حالت میں بر قرار رکھا جائے۔ جیسے "عَبْدُ اللهِ، مَعْدِيْكَرَبَ" سے "عُبَيْدُ اللهِ، مُعَيْدِيْكَرَبَ".[1]
- جمع قلت اور اسم جمع کی تصغیر ان کے اصل صیغے پر بنائی جاتی ہے، جمع قلت کی مثال جیسے "أَحْمَالٌ، أَنْفُسٌ" سے "أُحَيْمَالٌ، أُنَيْفَسٌ"، اسم جمع کی مثال جیسے "رَكْبٌ، رَهْطٌ" سے "رُكَيْبٌ، رُهَيْطٌ".
- جمع کثرت کی براہ راست تصغیر نہیں بنائی جاسکتی؛ اس لئے کہ جمع کثرت، کثرت پر دلالت کرتی ہے جبکہ جمع قلت تقلیل کا فائدہ دیتی ہے؛لہذا دونوں میں منافات ہونے کی وجہ سے جمع کثرت کی تصغیر نہیں آتی البتہ اگر کسی ضرورت کی بنا پر تصغیر بنانی پڑ جائے تو پہلے اس جمع کو مفرد کی طرف لوٹایا جائے گا بعد میں مفرد کی تصغیر بنائی جائے گی۔
- جمع مذکر سالم کا شمار جمع قلت کے اوزان میں ہوتا ہے؛اس لئے اس کی تصغیر بناتے وقت براہ راست اس کے جمع کے صیغے پر تصغیر بنائی جائے گی اور جمع کی علامت بھی بر قرار رکھی جائے گی۔ جیسے "مُسْلِمُوْنَ، مُسْلِمِيْنَ" کی تصغیر "مُسَيْلِمُوْنَ، مُسَيْلِمِيْنَ" آتی ہے۔
- مثنی کی تصغیر اسی صیغے پر بنائی جائے گی اور علامت تانیث کو بر قرار رکھا جائے گا۔ جیسے "مُسْلِمَانِ، مُسْلِمَيْنِ" سے "مُسَيْلِمَانِ، مُسَيْلِمَيْنِ".
- جس اسم کے آخر میں الف اور نون چوتھی جگہ ہو اور وہ اسم صفتی ہو تو تصغیر بناتے وقت اس کو بحال رکھا

---

(1) المستقصي في علم التصريف: 1007.

جائے گا۔ جیسے "سَکْرَانٌ، عَطْشَانٌ" ان کی تصغیر "سُکَیْرَانٌ، عُطَیْشَانٌ" آئے گی۔

● اگر الف ونون ایسے علَم کے آخر میں ہوں جو اول وضع میں علَم کے لئے وضع کیا گیا ہو تو تصغیر بناتے وقت اس کو بحال رکھا جائے گا۔ جیسے "عُثْمَانُ، سَلْمَانُ، عِمْرَانُ" کہ ان کی تصغیر "عُثَیْمَانُ، سُلَیْمَانُ، عُمَیْرَانُ" آتی ہے۔[1]

● اگر الف ونون زائدہ کسی اسم جنس میں چوتھی جگہ پر ہو اور وہ اسم جنس "فَعَلَانٌ، فِعْلَانٌ، فُعْلَانٌ" کے وزن پر نہ ہو تو ایسے اسم کی تصغیر بناتے وقت الف و نون زائدہ کو سلامت رکھا جائے گا۔ جیسے "ظَرِبَانٌ، سِبُعَانٌ" ان کی تصغیر "ظُرَیْبَانٌ، سُبَیْعَانٌ" آتی ہے۔

● اور اگر اسم جنس مذکورہ بالا تین اوزان پر ہو تو تصغیر بناتے وقت یائے تصغیر کے مابعد کو کسرہ دیا جائے گا جس کی وجہ سے "الف" کو بھی وجوبًا "یاء" سے بدلنا پڑے گا۔ جیسے "حَوْمَانٌ، سُلْطَانٌ، سِرْحَانٌ" سے "حُوَیْمِیْنٌ، سُلَیْطِیْنٌ، سُرَیْحِیْنٌ".

● اسم جنس یا اسمائے صفتی میں سے الف ونون زائدہ والے کسی اسم کو اگر بطور علَم کے استعمال کیا جائے تو اس کی تصغیر اس کی اصل کے موافق ہو گا اگر علَم بننے سے پہلے الف ونون کو برقرار رکھنا ضروری تھا تو علَم کے بعد بھی سلامت رکھا جائے گا۔ "سَکْرَانٌ" اسم صفتی بطور علَم کے استعمال ہونے لگے تو اس کی تصغیر "سُکَیْرَانٌ" آئے گی۔

● اگر اسم جنس میں الف ونون کا الف پانچویں جگہ ہو تو تصغیر بناتے وقت الف ونون سلامت رہیں گے۔ جیسے "زَعْفَرَانٌ، عُقْرُبَانٌ" کی تصغیر "زُعَیْفَرَانٌ، عُقَیْرَبَانٌ" آتی ہے۔

---

(1) اللباب في علل البناء والإعراب: 161/2.

- اسم مضاعف کی تصغیر بناتے وقت اس کے ادغام کو برقرار رکھا جائے گا۔ جیسے "مَمَرٌّ، أَصَمٌّ" کی تصغیر "مُمَيْرٌّ، أُصَيْمٌّ" آتی ہے۔
- جو اسم رباعی ہمزہ وصلی سے شروع ہوتا ہو اور اس میں زائد حروف بھی موجود ہوں تو اس کی تصغیر "فُعَيْعِلٌ" یا "فُعَيْعِيلٌ" کے وزن پر آئے گی۔ جیسے "اِحْرِنْجَامٌ" سے "حُرَيْجِيْمٌ" اور "اِطْمِئْنَانٌ" سے "طُمَيْئِيْنٌ"، یعنی ان کی تصغیر میں ہمزہ اور نون کو حذف کیا جائے گا۔
- سات چیزوں کو تصغیر بناتے وقت حذف نہیں کیا جاتا:

(1)۔ تائے تانیث کو۔ جیسے "طَلْحَةٌ" سے "طُلَيْحَةٌ"، (2)۔ الف تانیث کو۔ جیسے "حَمْرَاءُ" سے "حُمَيْرَاءُ"، (3)۔ یائے نسبت کو۔ جیسے "عَبْقَرِيٌّ" سے "عُبَيْقَرِيٌّ"، (4)۔ مضاف الیہ کو۔ جیسے "عَبْدُ الرَّحْمٰنِ" سے "عُبَيْدُ الرَّحْمٰنِ"، (5)۔ مرکب منع صرف کا جزو ثانی کو۔ جیسے "بَعْلَبَكَّ" سے "بُعَيْلَبَكَّ"، (6)۔ تثنیہ کی علامت کو۔ جیسے "مُسْلِمَانِ" سے "مُسَيْلِمَانِ"، (7)۔ جمع سالم کی علامت کو۔ جیسے "مُسْلِمُوْنَ" سے "مُسَيْلِمُوْنَ".

- تصغیر کا عمل معرب اسماء میں جاری ہوتا ہے مبنی اسماء کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ البتہ اہل عرب نے اسم اشارہ اور اسم موصول میں بھی تصغیر کا عمل گونہ گو جاری کیا ہے۔
- اسم اشارہ میں صرف پانچ اسماء کی تصغیر منقول ہے: (1)۔ "هٰذَا" کی تصغیر "هُذَيَّا"، (2)۔ "ذَاكَ" سے "ذَيَّاكَ" اور "ذَالِكَ" سے "ذَيَّالِكَ"، (3)۔ "تَا" سے "تَيَّاكَ"، (4)۔ "أُولَاءِ" سے "أُولَيَّاءِ"، (5)۔ "أُولٰى" سے "أُولَيَّا".
- اسمائے موصولہ میں درج ذیل اسماء کی تصغیر منقول ہے:

"الَّذِيْ، الَّذَانِ" کی تصغیر "اَلَّذِیَّا" اور "اَلَّذِیَّانِ" آتی ہے، "الَّتِيْ، الَّتَانِ" سے "اَلَّتِیَّا" اور "اَلَّتِیَّانِ"۔ جمع مذکر کی تصغیر حالت رفعی میں "اَلَّذِیُّوْنَ" اور حالت نصب وجر میں "اَلَّذِیِّیْنَ"۔

تمرین

1۔ اسم تصغیر کی تعریف لکھیں؟
2۔ تصغیر کس کلمہ کی آتی ہے؟
3۔ وہ اسماء ذکر کریں جن کی تصغیر بنانا درست نہیں؟
4۔ تصغیر کے فوائد بیان کریں؟
5۔ یائے تصغیر کے مابعد حرف کا اعراب بیان کریں؟
6۔ اسم تصغیر کے اوزان کتنے اور کون کونسے ہیں؟
7۔ جس اسم کے آخر میں الف مقصورہ چوتھی جگہ یا آخر میں تاء تانیث ہو اس اسم کی تصغیر ذکر کریں؟
8۔ جس اسم کا کوئی حرف حذف ہوا ہو اور اس کے عوض ہمزہ وصلی لایا گیا ہو تو اس اسم کی تصغیر بیان کریں؟
9۔ ثلاثی مؤنث اور رباعی مؤنث کی تصغیر ذکر کریں؟
10۔ مرکب اضافی اور مرکب منع صرف کی تصغیر لکھیں؟
11۔ جمع مذکر سالم اور مثنی کی تصغیر بنائیں؟
11۔ کن حروف کو تصغیر بناتے وقت حذف نہیں کیا جاتا؟
12۔ اسمائے موصولہ اور اسمائے اشارہ میں کن اسماء کی تصغیر منقول ہے؟
13۔ درج ذیل اسماء کی تصغیر ذکر کریں؟

نَفَقٌ... شَنٌّ... فِنْدَقٌ... غَضَنْفَرٌ... مِسْوَاكٌ... حُجْرَةٌ... عَطْشَانٌ... جَبْلَانٌ... نَعْمٰی... أَبْوَابٌ... مَرْحُوْنٌ... مَحْفَظَةٌ... نَاجِحَاتٌ... صَيْدٌ... نَاجِحٌ... أَثَامٌ... غُلَامٌ... قُدُوْمٌ... جَمِيْلٌ... أَرْضٌ... اِسْمٌ... أَنْفُسُ... أَخِيْ...

صَدِيْقِيْ... بَابٌ... دَارٌ... قَلَمٌ... قَبْلُ... بَعْدُ... نَهْرٌ... بُرْقَعٌ... قَوْسٌ... مِضْرَبٌ... ضَارِبٌ... نَاصِرٌ... فَاسِقٌ... اِبْنٌ... أَبْطَالٌ... أَنْجُمٌ... صَبِيَّةٌ... جَوَارٌ... صِعَابٌ... حِرَاسٌ... كَتَبَةٌ... أَقْمِشَةٌ... أَخٌ... بِنْتٌ... هِبَةٌ... فَتًى... عُمُوْدٌ... فَطِيْنٌ... كِيْسٌ... قِيْمَةٌ... عَابِدٌ... أَكَامٌ... سَاجٌ... مِسْطَرَةٌ... مَشْرِقِيٌّ... كَمَالُ الدِّيْنِ... مَعْدِيْ كَرِبَ... دَارَسَان... دَارِسُوْنَ... زَعَفْرَانٌ... بَقَرَةٌ... حُسْنٰى... أَقْفَالٌ... سَمَرْقَنْدُ... فِرْعَوْنَ... سَمْرَاءُ... غَضْبَانٌ... كَأْسَانِ... قَمَرُ الدِّيْنِ... قَلَمٌ... مِرْصَدٌ... بِنَفْسَج... مَنْصُوْرٌ.

فصل دہم

صیغہ حل کرنے کا طریقہ

صیغہ حل کرنے سے پہلے کلمے پر غور کیا جائے کہ یہ کلمہ سہ اقسام (اسم، فعل اور حرف) میں سے کیا ہے؟ اگر کلمہ حرف، جامد، اسم مبنی یا عجمی علم ہو تو یہ صَرف کے موضوع سے خارج ہے۔

اگر کلمہ فعل متصرف ہو تو اس کے متعلق درج ذیل امور زیر بحث ہوں گے:

(1)۔ سب سے پہلے وزن نکالا جائے؛ تاکہ کلمے میں اصلی اور زائد حروف کا تعین ہو جائے۔

(2)۔ دوسرے مرحلے میں اس کلمے کا ہم وزن کلمے کو ذکر کیا جائے گا؛ تاکہ صیغہ حل کرنے میں آسانی ہو، اس کو "مثل" یا "ہم چوں" کا عنوان دیں گے۔

(3)۔ تیسرے مرتبے میں اس بات کا تعین کیا جائے گا کہ صیغہ واحد کا ہے یا تثنیہ یا جمع کا، مذکر ہے یا مؤنث، متکلم کا ہے یا مخاطب یا غائب کا؟

(4)۔ چوتھے مرحلے میں اس بات کو دیکھا جائے گا کہ یہ فعل کونسا ہے، ماضی ہے یا مضارع یا امر، پھر یہ دیکھا جائے گا کہ یہ فعل معلوم کا ہے یا مجہول ہے۔

(5)۔ اس مرحلے میں دیکھا جائے گا کہ کلمہ شش اقسام میں سے کونسی قسم میں داخل ہے؟ ثلاثی ہے یا رباعی، ثلاثی میں مجرد ہے یا مزید اسی طرح رباعی مجرد ہے یا مزید۔

(6)۔ چھٹے نمبر پر دیکھا جائے گا کہ کلمہ ہفت اقسام (صحیح، مثال، اجوف، ناقص، لفیف، مہموز، اجوف) میں سے کونسی قسم میں داخل ہے، پھر مثال، اجوف اور ناقص میں واوی ہے یا یائی؟ لفیف مقرون ہے یا مفروق، مہموز میں مہموز الفاء ہے یا مہموز العین ہے یا مہموز اللام؟

(7)۔ فعل کس باب سے ہے باب افعال سے ہے یا تفعیل سے یا مفاعلہ وغیرہ سے۔

(8)۔ آخر میں کلمے کا اصل مادہ نکالا جائے گا، کہ اس کلمے کے اصلی حروف کون کونسے ہیں؟ مثلاً:

"یَضْرِبُ" بروزن "یَفْعِلُ" صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم ثلاثی مجرد صحیح از باب "فَعَلَ یَفْعِلُ" مادہ اصلی "ضَرَبَ".

اگر کلمہ اسم معرب ہو تو وزن شش اقسام اور ہفت اقسام وغیرہ کے علاوہ درج ذیل امور کو دیکھا جائے گا:

(1)۔ اسم جامد ہے یا مشتق؟ (2)۔ جامد میں مصدر ہے یا غیر مصدر؟ (3)۔ اگر مشتق ہو تو اسمائے مشتقہ میں سے کیا ہے؟ مثال:

"رَجُلٌ" بروزن "فَعُلٌ" صیغہ واحد مذکر اسم جامد ثلاثی مجرد صحیح۔

"ضَرْبَ" بروزن "فَعْلَ" صیغہ اسم مصدر ثلاثی مجرد صحیح۔

"عَابِدٌ" بروزن "فَاعِلٌ" ہم چوں "نَاصِرٌ" صیغہ واحد مذکر اسم فاعل ثلاثی مجرد صحیح از باب "فَعَلَ یَفْعُلُ".

فعل ماضی کے اجراء کا طریقہ

"ضَرَبَ زَیْدٌ": "ضَرَبَ" لفظ کی دونوں قسموں (موضوع و مہمل) میں سے موضوع؛ اس لئے کہ لفظ بامعنی ہے۔۔۔ مفرد مرکب میں سے مفرد؛ اس لئے کہ ایک معنی پر دلالت کرتا ہے۔۔۔ مفرد کا دوسرا نام کلمہ ہے۔۔۔ اسم، فعل اور حرف میں سے فعل؛ اس لئے کہ اس کا معنی دوسرے کلمے کے ملائے بغیر معلوم ہو رہا ہے۔۔۔ فعل متصرف اور غیر متصرف میں سے فعل متصرف: اس لئے کہ اس کے مصدر سے ماضی، مضارع اور امر تینوں استعمال ہوتے ہیں۔۔۔ فعل لازم اور متعدی میں سے فعل متعدی ہے؛ اس لئے کہ فاعل پر پورا نہیں ہوتا مفعول بہ کی ضرورت ہے۔۔۔ ماضی، مضارع اور امر میں سے فعل ماضی ہے؛ اس لئے کہ زمانہ گزشتہ سے تعلق رکھتا ہے۔۔۔ ماضی کے چھ اقسام میں سے ماضی مطلق ہے؛ اس لئے کہ مطلق گزرے ہوئے زمانہ میں ایک کام پر دلالت کرتا ہے۔۔۔ مثبت اور منفی میں سے مثبت ہے؛ اس لئے کہ کام کے کرنے پر دلالت کر رہا ہے۔۔۔ معروف اور مجہول میں سے معروف ہے؛ اس لئے کہ اس کی نسبت فاعل کی طرف

ہے۔۔۔ ثلاثی اور رباعی میں سے ثلاثی ہے؛ اس لئے کہ اس کے حروف اصلی تین ہیں۔۔۔ مجرد ومزید میں سے مجرد ہے؛ اس لئے کہ اس میں حروف اصلی کے علاوہ کوئی حرف زائد نہیں ہے۔۔۔ مطرد اور شاذ میں سے مطرد ہے؛ اس لئے کہ اس کا وزن زیادہ استعمال ہوتا ہے۔۔۔ مجرد کے چھ ابواب میں سے باب "ضَرَبَ"؛ اس لئے کہ اس کی ماضی مفتوح العین اور مضارع مکسور العین ہے۔۔۔ ہفت اقسام میں سے صحیح؛ اس لئے کہ اس کے حروف اصلی میں ہمزہ، حرف علت اور دو حرف ایک جنس کے نہیں ہے۔

فعل مضارع کے اجراء کا طریقہ

"لَا یُسْمِعُ" لفظ کی دونوں قسموں (موضوع و مہمل) میں سے موضوع؛ اس لئے کہ لفظ بامعنی ہے۔۔۔ مفرد مرکب میں سے مرکب؛ اس لئے کہ ایک سے زائد معنی پر دلالت کرتا ہے۔۔۔ اسم، فعل اور حرف میں سے فعل؛ اس لئے کہ اس کا معنی دوسرے کلمے کے ملائے بغیر معلوم ہو رہا ہے۔۔۔ فعل متصرف اور غیر متصرف میں سے فعل متصرف؛ اس لئے کہ اس کے مصدر سے ماضی، مضارع اور امر تینوں استعمال ہوتے ہیں۔۔۔ فعل لازم اور متعدی میں سے فعل متعدی ہے؛ اس لئے کہ فاعل پر پورا نہیں ہوتا مفعول بہ کی ضرورت ہے۔۔۔ ماضی، مضارع اور امر میں سے فعل مضارع ہے؛ اس لئے کہ یہ موجودہ زمانہ میں کام پر دلالت کر رہا ہے۔۔۔ فعل مضارع مطلق اور مقید میں مطلق ہے؛ اس لئے کہ اس میں اس میں "لَنْ" وغیرہ کی قید نہیں ہے۔۔۔ معلوم و مجہول میں سے معلوم ہے؛ اس لئے کہ اس کا فاعل معلوم ہے۔۔۔ مثبت و منفی میں سے منفی ہے؛ اس لئے کہ کام کے نہ کرنے پر دلالت کر رہا ہے۔۔۔ واحد مذکر غائب ہے؛ اس لئے کہ اس کا معنی ہے نہیں سنا تا وہ ایک مرد۔۔۔ ثلاثی اور رباعی میں ثلاثی ہے؛ اس لئے کہ حروف اصلی تین ہیں۔۔۔ مجرد ومزید میں مزید ہے؛ اس لئے کہ ماضی میں حروف اصلی کے علاوہ زائد حرف ہمزہ موجود ہے۔۔۔ ملحق برباعی اور غیر ملحق میں سے غیر ملحق ہے؛ اس لئے کہ اگرچہ حرف کی زیادتی سے رباعی کے وزن پر تو ہو گیا لیکن اس میں دوسرا معنی پایا جاتا ہے۔۔۔ باہمزہ وصل اور بے ہمزہ وصل میں سے بے ہمزہ وصل ہے؛ اس لئے کہ اس کے شروع میں ہمزہ وصل نہیں

ہے۔۔۔ بے ہمزہ وصل کے ابواب میں سے باب افعال ہے؛اس لئے کہ اس کے ماضی کے شروع میں ہمزہ قطعی ہے۔۔۔ ہفت اقسام میں صحیح؛اس لئے کہ اس کے حروف اصلی میں ہمزہ، حرف علت اور دو حرف ایک جنس کے نہیں ہے۔

امر کے اجراء کا طریقہ

"اُقْعُدْ" لفظ کی دونوں قسموں (موضوع و مہمل) میں سے موضوع؛ اس لئے کہ لفظ با معنی ہے۔۔۔ مفرد و مرکب میں سے مرکب؛اس لئے کہ ایک سے زائد معنی پر دلالت کرتا ہے۔۔۔ اسم، فعل اور حرف میں سے فعل؛ اس لئے کہ اس کا معنی دوسرے کلمے کے ملائے بغیر معلوم ہو رہا ہے۔۔۔ فعل متصرف اور غیر متصرف میں سے فعل متصرف؛ اس لئے کہ اس کے مصدر سے ماضی، مضارع اور امر تینوں استعمال ہوتے ہیں۔۔۔ فعل لازم اور متعدی میں سے فعل لازمی ہے؛ اس لئے کہ فاعل پر پورا ہو جاتا ہے مفعول بہ کی ضرورت نہیں۔۔۔ ماضی، مضارع اور امر میں سے فعل امر ہے؛ اس لئے کہ زمانہ آئندہ میں مخاطب سے طلب فعل پر دلالت کر رہا ہے۔۔۔ ثلاثی اور رباعی میں سے ثلاثی ہے؛ اس لئے کہ اس کے حروف اصلی تین ہیں۔۔۔ مجرد و مزید میں سے مجرد ہے؛ اس لئے کہ اس میں حروف اصلی کے علاوہ کوئی حرف زائد نہیں ہے۔۔۔ مطرد اور شاذ میں سے مطرد ہے؛ اس لئے کہ اس کا وزن زیادہ استعمال ہوتا ہے۔۔۔ مجرد کے چھ ابواب میں سے باب "نَصَرَ"؛ اس لئے کہ اس کی ماضی مفتوح العین اور مضارع مضموم العین ہے۔۔۔ ہفت اقسام میں سے صحیح؛ اس لئے کہ اس کے حروف اصلی میں ہمزہ، حرف علت اور دو حرف ایک جنس کے نہیں ہے۔

اسم مشتق کے اجراء کا طریقہ

"عَالِمٌ" لفظ کی دونوں قسموں (موضوع و مہمل) میں سے موضوع؛ اس لئے کہ لفظ با معنی

ہے۔۔ مفرد و مرکب میں مفرد؛ اس لئے کہ ایک معنی پر دلالت کرتا ہے۔۔۔ مفرد کا دوسرا نام کلمہ ہے۔۔۔ اسم، فعل اور حرف میں سے اسم؛ اس لئے کہ اس کا معنی دوسرے کلمے کے ملائے بغیر معلوم ہو رہا ہے اور تینوں زمانوں (ماضی، حال اور مستقب) میں سے کوئی زمانہ اس میں نہیں پایا جا رہا۔۔ جامد، مصدر اور مشتق میں سے اسم مشتق ہے؛اس لئے کہ یہ مصدر (الْعِلْمُ) سے نکلا ہے۔۔۔ اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ، اسم تفضیل، اسم ظرف اور اسم آلہ میں اسم فاعل ہے؛ اس لئے کہ اُس ذات پر دلالت کرتا ہے جسکے ساتھ فعل قائم ہے، واحد مذکر ہے؛ اس لئے کہ اس کا معنی ہے جاننے والا ایک مرد۔۔ ثلاثی، رباعی اور خماسی میں سے ثلاثی ہے؛ اس لئے کہ اس میں تین حروف اصلی ہے۔۔۔ مجرد اور مزید میں سے مجرد ہے؛اس لئے کہ اس کی ماضی میں تین حروف اصلی کے علاوہ کوئی حرف زائد نہیں ہے۔۔ ہفت اقسام میں سے صحیح ہے؛ اس لئے کہ اس کے حروف اصلی میں ہمزہ، حرف علت اور دو حرف ایک جنس کے نہیں ہے۔

اسم مصدر کے اجراء کا طریقہ

"إِكْرَامٌ" لفظ کی دونوں قسموں (موضوع و مہمل) میں سے موضوع؛ اس لئے کہ لفظ بامعنی ہے۔۔۔ مفرد اور مرکب میں سے مفرد؛ اس لئے کہ ایک معنی پر دلالت کرتا ہے۔۔۔ مفرد کا دوسرا نام کلمہ ہے۔۔۔ اسم، فعل اور حرف میں سے اسم؛ اس لئے کہ اس کا معنی دوسرے کلمے کے ملائے بغیر معلوم ہو رہا ہے اور تینوں زمانوں (ماضی، حال اور مستقبل) میں سے کوئی زمانہ اس میں نہیں پایا جا رہا۔۔ جامد، مصدر اور مشتق میں سے مصدر ہے؛ اس لئے کہ ایسے معنی پر دلالت کرتا ہے جو غیر کے ساتھ قائم ہے اور اس سے افعال نکلتے ہیں۔۔۔ ثلاثی اور رباعی میں سے ثلاثی ہے؛ اس لئے کہ حروف اصلی تین ہیں۔۔۔ مجرد و مزید میں سے مزید ہے؛ اس لئے کہ ماضی میں حروف اصلی کے علاوہ زائد حرف ہمزہ موجود ہے۔۔۔ ملحق برباعی اور غیر ملحق میں غیر ملحق ہے؛ اس لئے کہ اگرچہ حرف کی زیادتی

سے رباعی کے وزن پر تو ہو گیا لیکن اس میں دوسرا معنی پایا جاتا ہے۔۔۔ با ہمزہ وصل اور بے ہمزہ وصل میں سے بے ہمزہ وصل ہے؛ اس لئے کہ اس کے شروع میں ہمزہ وصل نہیں ہے۔۔۔ بے ہمزہ وصل کے ابواب میں سے باب افعال ہے؛اس لئے کہ اس کے ماضی کے شروع میں ہمزہ قطعی ہے۔۔۔ ہفت اقسام میں سے صحیح ہے؛اس لئے کہ اس کے حروف اصلی میں ہمزہ، حرف علت اور دو حرف ایک جنس کے نہیں ہے۔

اسم جامد کے اجراء کا طریقہ

"رَجُلٌ" لفظ کی دونوں قسموں (موضوع و مہمل) میں سے موضوع؛ اس لئے کہ لفظ با معنی ہے۔۔۔ مفرد اور مرکب میں سے مفرد؛ اس لئے کہ ایک معنی پر دلالت کرتا ہے۔۔۔ مفرد کا دوسرا نام کلمہ ہے۔۔۔ اسم، فعل اور حرف میں سے اسم؛ اس لئے کہ اس کا معنی دوسرے کلمے کے ملائے بغیر معلوم ہو رہا ہے اور تینوں زمانوں (ماضی، حال اور مستقبل) میں سے کوئی زمانہ اس میں نہیں پایا جا رہا۔۔۔ مصدر، مشتق اور جامد میں سے اسم جامد ہے؛ اس لئے کہ یہ نہ خود کسی سے بنا ہے اور نہ اس سے کوئی بنتا ہے۔۔۔ ثلاثی، رباعی اور خماسی میں سے ثلاثی ہے؛ اس لئے کہ اس میں تین حروف اصلی ہے۔۔۔ مجرد اور مزید میں سے مجرد ہے؛اس لئے کہ تین حروف اصلی کے علاوہ کوئی حرف زائد نہیں ہے۔۔۔ ہفت اقسام میں سے صحیح ہے؛ اس لئے کہ اس کے حروف اصلی میں ہمزہ، حرف علت اور دو حرف ایک جنس کے نہیں ہے۔

تمرین

درج ذیل کلمات کا اجراء کریں۔

سَمِعَ... حَمِدَ... نَعْبُدُ... نَسْتَعِينُ... اِهْدِنَا... أَنْعَمْتَ... الضَّالِّيْنُ...

الْمُتَّقِيْنُ... يُؤْمِنُوْنَ... رَزَقْنَاهُمْ... يُقِيْمُوْنَ... النَّاسُ... رَجُلٌ... فَرَسٌ... شَمْسٌ... قَمَرٌ... بَيْتٌ... كُرْسِيٌّ... نَهْرٌ... أَسَدٌ... شَجَرٌ... بَقَرٌ... غَنَمٌ... إِحْسَانٌ... تكْرِيْمٌ... تَصَرَّفَ... اِنْصَرَافَ... التَّدَحْرُجُ... دِحْرَاجٌ... يَدْعُوْ... جَلَبَ... صَيْطَرَ... يُجَلْبِبُ... جَوْرَبَ... جَعَلَ... سَفَرْجَلٌ.

تم بحمد الله عزوجل

بتاريخ: 01/فيبروري/2021مـ، بموافق: 19/جمادي الثاني/1442هـ، بيوم الإثنين، بوقت: 09:24 ص

ادارۃ الکتابۃ والتوزیع
کاتب: ابو عبد اللہ ضیاء الرحمن الحنفي
مردان طورو میرہ آمان کوٹ
0307-5134893
ہم سے آنلائن کتاب ٹائٹل کی کتابت، اعلی کمپوزنگ، صاف پرنٹنگ وغیرہ کیلئے رابطہ کرسکتے ہیں.